فہرست مضامین نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب علیہ الصلوۃ والسلام مؤلفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب ظلہ

صحت نامہ نشر الطیب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	حاشیہ سطر ۱۱	تقریر	تقریر مختصر
مقدمہ مشتمل تین مضمون پر			
۴	۳	اکر	اگر
پہلی فصل نور محمدی کے بیان مین			
۷	۳	باپ حضرت	باپ یعنی حضرت
″	۵	قبل آدم	قبل خلق آدم
۸	۵	اشرقت الارض	اشرقت الارض
″	۶	فی + المنور	فی المنور
″	۷	مین جہان	مین بھی جہان
″	۹	سو	تو
″	۱۸	علیہ السلام	علیہ السلام کے
۹	۱	اور وہ	اور (یعنی) وہ
″	۵	پرشاہد	پر شاہد
″	حاشیہ سطر ۱۲	نطورات	تطورات
دوسری فصل سابقین مین آپ کے فضائل ظاہر ہونے مین			
۱۲	۱۵	صحابی ہین	صحابی بھی ہین
۱۳	۲	یعنی قرآن	(یعنی قرآن)
تیسری فصل آپ کے شرف ونزاہت نسب مین			
۱۴	۶	ہو چکا	لگا
چوتھی فصل آپ کے والد ماجد وجد امجد مین آپ کے الخ			
۱۶	۱۸	بعلاة	بعلاہ
چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت الخ			
۱۸	۸	البزار	البزار
۲۱	۱	یوماً	یومٌ
″	۵	والنار الخ	وساء الخ
″	۷	وساء الخ	والنار الخ
″	۹	بالنار ما بالماء	بالماء ما بالنار
آٹھوین فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت مین			
۲۶	۷	علیمہ	حلیمہ
دسوین فصل شباب سے نبوت تک کے بعض حالات مین			
۲۸	۱۶	کے ہوئے اور	کے اور
″	۲۱	مال مضاربت	مال اکثر مضاربت
۲۹	۲۲	چنانچہ	چنانچہ وہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
گیارھوین فصل نزول وحی مین اور کفار کی مخالفت مین			
۳۱	۸	ابوطالب	اور طالب
۳۳	۵	حبیب الله دہیرة	حبیب الله والشقہ مدہیرة
″	۱۵	الیتر	الابتر
فصل بارھوین واقعہ معراج شریف مین الخ			
۳۵	۴	کہدیا	کہدیا گیا
″	۱۰	ایک شخص	ایک
″	۱۸	اسوقت	اسوقت تک
۳۷	۴ و ۵	چلیے چلیے	چلے چلیے
″	۸	اتنی	اتنی ہی
۳۸	۹	امانت	امانات
۳۹	حاشیہ کی سطر ۲	بعجوزة	بعجوز
۴۲	۱۴	رب	اپنے رب
۴۵	۱۸	اور ملائکہ	اور بعض ملائکہ
۴۹	۵	عیسی کی	عیسی حضرت یحیی علیہ السلام کی
″	۱۹	ارشاد	یہ ارشاد
۵۱	۲۲	ہین۔ مسلم	ہین) مسلم
۵۷	۱	واللہ اعلم واقعہ الخ	واللہ اعلم ارشاد العہد

کی روایت مذکورہ مین بھی منقول ہو فاوحی علم
الاولین والاخرین وعلمنی علوما شتی
نعلم اخذ علی کتمانہ وعلم انہ لا یقدر علی
حملہ احد غیری وعلم خیرنی فیہ وعلمنی
القرآن فکان جبریل علیہ السلام یذکرنی
بہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی العام والخاص
من امتی سو شاید اس سے کسی کو بعض صوفیہ
کے اس قول کی صحت کا شبہہ پڑے کہ وہ کہتے ہین
کہ معراج مین بعض علوم مکتومہ آپکو دیے گئے تھے کہ
صوفیون ہی کو پہونچے ہین سو سمجھ لینا چاہیئے کہ اول
تو اس روایت ہی مین کلام ہے جیسا کہ والعہدة
علیہ سے معلوم ہوتا ہے دوسرے جب کے کتمان کا
عہد لیا گیا ہے تو صوفیون ہی کو کیسے بتلادیا تیسرے
اگر علم خیرنی فیہ مین اسکو داخل کیا جاوے
تو دو امر محتاج ثبوت ہونگے اول یہ کہ آپ نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٢٨	کالم یمین س ١٣	البردة	البرد
١٢٩	؍؍ س ١٠	امنة	امنة
؍؍	کالم یسار س ٩	تابع تھی	تابع تھی ؍؍
؍؍	؍؍ س ٢٣	آزار	ایذاء
١٣٠	کالم یسار س ٧	اسمین	راسمین
؍؍	؍؍ س ١٩	اے میرے اللہ	ہماے اللہ
؍؍	؍؍ س ٢٣	کونانا	کوثانا
١٣١	کالم یمین س ٦	اتبع	اتبع
؍؍	؍؍ س ١٤	شیا	شی
١٣٢	کالم یمین س ٥	حضرت عباس	حضرت ابن عباس
١٣٣	کالم یمین س ١	کراعا وعجیب	کراعا دیکانی علیہا وعجیب
١٣٤	؍؍ س ٤	تنشق مندعند	تنشق عنه
؍؍	؍؍ س ٢٢	فقال ابا	فقال له یا ابا
١٣٥	؍؍ س ١٠	فی مجلس	فی المجلس
؍؍	؍؍ س ١٣	مجتبیا	محتبیا
؍؍	کالم یسار س ١٣	اعتباء	احتباء
؍؍	؍؍ س ١٥	بیٹھتے	بیٹھے
؍؍	؍؍ س ١٧	طانیمنت	طمانینت
١٣٦	کالم یمین س ١٤	یخص	یحض
؍؍	کالم یسار س ١٦	باند	بان
١٣٧	کالم یمین س ١	لیلته	لیلة
؍؍	؍؍ س ٢	جملیع	جمیع
؍؍	؍؍ س ١٦	کازیر	کازیز
١٣٩	؍؍ س ٣	مبابا	سابا
؍؍	کالم یسار س ١	پاکیزگی	پاکیزگی
؍؍	س ٦	مدو	مدد
١٤١	کالم یمین س ١٤	علیہا	علیہما
؍؍	کالم یسار س ٢	انس	انس بن مالک
؍؍	؍؍ س ٩	(واللہ اعلم)	واللہ اعلم)
١٤٣	کالم یمین س ١٦	حقیا	خفیا
؍؍	؍؍ س ٧	نفضه	فضة
١٤٤	؍؍ س ٤	بیده	بیدیه
؍؍	کالم یسار س ١٠	اور لوگون	پھر لوگون
؍؍	؍؍ س ١٦	ابوجحیفه	ابوجحیفه
١٤٥	؍؍ س ٦	نیم پختہ تازہ	نیم پختہ اور خرما پختہ تازہ
١٤٦	کالم یمین س ١٤	قائما	لیثرب قائما
١٤٠	کالم یمین س ٢	رحل	رحل
؍؍	؍؍ س ١٦	قال	وقال
؍؍	؍؍ س ١٩	قال	وقال
؍؍	کالم یسار س ٢	اپنے مرض وفات مین	آپ نے مرض وفات مین
١٤٨	؍؍ س ١٢	پھاڑدن	پھاڑ ڈون
١٤٩	کالم یمین س ١١	لطیب	لتطییب
؍؍	کالم یسار س ١٣	یادین	یادین
؍؍	؍؍ س ١٦	معنی	ماضی
؍؍	؍؍ س ٢٢	ہو نگی	(ہو نگی)
١٥٠	کالم یمین س ١٣	تمنشی	تمنشی
؍؍	کالم یسار س ١٦	مبارک	مبارک کو
١٥١	؍؍ س ١٩	سبب	سبب)
١٥٣	؍؍ س ٦	جو میرے نبی	جو میرے دلی
؍؍	؍؍ س ٢٢	ہوتی کافی	کافی ہوتی
١٥٤	کالم یمین	الامد	الامد
١٥٦	کالم یسار	براق تھا	براق مخصوص تھا
فصل بائیسوین آپکے بعض معجزات مین			
١٥٧	٨	جب ستر	جب ستر
١٥٩	١٠	الغیبات	المغیبات
؍؍	١١	جاتا ہی	جاتا ہی
١٦٠	٢٠	مجھے ناگوار	مجھے بہت ناگوار
١٦١	١٩	ایکبار	ایکبار رہم
١٦٤	٥	ہیں	مین
١٦٦	٣	چھستا	جھپٹتا
؍؍	١١	رف)	رف
١٦٧	١	العطر	الوطر
فصل تیئیسوین آپکے بعض اسماء شریفہ مین الخ			
١٦٩	٥	مقام	مقام محمود
؍؍	١٠	گئے ہین	گئے
؍؍	١٣	بھذ	بھذا
؍؍	١٧	منذام	مندام
فصل چوبیسوین آپکے بعض خصائص الخ			
١٦٩	٢٠	خصائص کے بیان مین	خصائص مین
١٧٠	١	پاک	مبارک
؍؍	٣	سب کتب	کتب
؍؍	١١	معجوجہ	معجزہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۱	۵	قیامت	آخرت
فصل پچیسوین آپکے ماکولات ومشروبات الخ			
۱۷۲	۱	حدیت	حدیث
"	۸	ترمذی	ترمذی سے
"	۱۰	شیطان	جب شیطان
"	۲۱	اور بہر مزہ سرانشین	اور زہر مزہ نشین
۱۷۳	۱۲	ابو جبیدہ	ابو عبیدہ
"	"	مراسل	مراسیل
"	۱۴	توڑی بہت	توڑی بھی [illegible]
۱۷۴	حاشیہ س ا	کنتور	کنتوور
"	۱۳	سنا	سُنا
"	۲۰	نجسط	الخبط
۱۷۵	۱۸	بودہ	نودہ
"	۱۹	فرمایا	ارشاد فرمایا
۱۷۶	۱۴	شحہ	شح
"	۱۶	کیا	کیا اسکو
"	۱۹	درس	ورس
"	اخیر	ہیئت	ہیئت بیٹھنے کی
۱۷۷	۴	بیرُ	بیر
"	۲۰	طیف	لحیف
"	۲۱	فردہ	قردہ
۱۷۸	۲	عضیر	عضیر
"	۹	یوما	یوما
فصل چھبیسوین آپکے اہل وعیال وحشم الخ			
۱۸۰	۱۳	راج	رباح
"	۱۶	کنیزین	کنیزین
فصل ستائیسوین وفات شریف الخ			
۱۸۶	۲	کالا	کالا بھی کالا
"	۶	روح	آپکی روح
۱۸۹	۱۶	مثل	مثل دوسرے
۱۹۱	۱۱	دلیل	دلیل ہم
"	۱۹	لا ھنا	لا ھلھا
۱۹۲	۱	للتیین	بالتیین
فصل اٹھائیسوین آپکے عالم برزخ مین تشریف لیجانے الخ			
۱۹۳	۷	بس	پس
"	۸	عزر وقیمت	مرز وقیمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۳	۹	اور تیسری	تیسری
"	۱۱	یہ تکلیفی	یہ نمازی تکلیفی
۱۹۴	۱۸	اما دانا	ما دانا
"	۲۰	دعاو	وعاء
فصل انتیسوین آپکے ان بعض فضائل مختصہ مین جو میدان الخ			
۱۹۵	۱۰	اٹھونکا	(اٹھونگا)
"	۱۴	ہوگیا	ہوگا
۱۹۶	۱۴	زائد زائد	زائد
"	۲۰	پررونق زیادہ	زیادہ پررونق
۱۹۸	۵	قیامت	قیامت سے
"	۹	یادہ	نہ
"	۱۰	اکون	الوذ
فصل تیسوین آپکے ان بعض فضائل مختصہ مین جو جنت الخ			
۱۹۹	۱۹	پرنالون سے	پرنالونکے ذریعہ سے
۲۰۱	حاشیہ س ا	ترسطھ	ترسطھ ترسطھ
"	حاشیہ س ۲	حضرت شیخین	حضرات شیخین کے
"	۱۲	تحزت	تحزت
فصل اکتیسوین آپکے افضل المخلوقات الخ			
۲۰۲	۳	تبرگا	تبرکا
"	۱۶	سبھے	سبکے
"	۲۱	بزانر	نہار
۲۰۳	۲۲	فالنب	فانسب
"	۲۳	وہ سب صحیح ہوگئی	وہ سب صحیح ہوگی
۲۰۴	۴	مین	(مین)
فصل بتیسوین ان بعض آیاتکی مختصر تحقیق مین جنکے ظاہر الخ			
۲۰۵	۴	فرمایا	فرمادیا
"	۱۱	کہ	تاکہ
"	۱۵	زیارت	زیادت
۲۰۶	۵	مرتیۃ	مریۃ
"	۱۹	ہنزغنک	ینزغنک
۲۰۸	۱	نکل	لکل
فصل تینتیسوین آپکے بعض لوازم عبدیت کے الخ			
۲۰۸	۹	صفتون	صفت
"	۱۳	آلہ	آلہ
۲۱۰	۱	معروضہ	معروضہ
"	۵	دراکے	وراء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢١٠	١٣	متسرف	مترف
〃	١٦	نادر	ادر
فصل چونتیسوین آپکی شفقت مین امت الخ			
٢١٢	٦	سنائی	سنائی
〃	٢٢	انت حیلی	أت حبلی
فصل پینتیسوین آپکے حقوق مین جو امت الخ			
٢١٣	١٩	کرتا ہو	کرتا ہے
٢١٦	٢٠	رسول کی نفی	رسول کی محبت کی نفی
〃	١٦	من الرحمة	عن الرحمة
٢١٧	٥	باغ	باغ کے
〃	١	فیخیاله	فتخیاله
فصل چھتیسوین آپکی توقیر واحترام وادب الخ			
٢١٩	٤	جاننے کی	جاننے ہی کی
٢٢٠	٤	باتصریح	یا تصریح
〃	٩	آواز سے	آواز سے بولو
〃	١٥	تحقیق	تحقق
〃	١٦	تحقق	تحقق یا عدم تحقق
٢٢٤	٤	ددبارہ	دربارہ
〃	١٢	نشان منھ	نشان مند
〃	١٦	دمی چشم	دفی چشم
〃	٢٢	درخشان	و درخشان
فصل سینتیسوین آپ پر درود شریف بھیجنے کی الخ			
٢٢٦	١٣	متعلق	معلق
〃	١٤	تیک	تک
٢٢٩	١٢	شروع	مشروع
〃	حاشیہ	اذار	اداء
فصل اڑتیسوین آپکے ساتھ توسل حاصل الخ			
٢٣١	٢٠	لهاهو	کما ہے
٢٣٢	١٠	نداوالقصد	ندا بہ قصد
〃	١٨	داب	(داب)
٢٣٣	١٤	ارشاد	یہ ارشاد
〃	٢٢	بطعفکم	بطفکم
انتالیسوین فصل آپکے اخبار وآثار کی الخ			
٢٣٤	٨	تخلیط	تخلیط
٢٣٦	١	داب ۔ ابوا	اداب ادبوا
٢٣٧	٣	رنھائے	زمنہاے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
چالیسوین فصل زیارت فی المنام کے بیان مین			
٢٣٤	١٢	[illegible]	[illegible]
〃	١٨	طاعت	اطاعت
〃	٢٠	تھے	نہ تھے
٢٣٨	٢١	غالبا دلیل بشارت زین نہ کہ علت ہیں	غالبا دلیل کی ہین یا احوال کی اور احوال کا دخل بشارت مین تھا جو کہیں احوال دلیل بشارت ہین نہ کہ علت واللہ اعلم بین
فصل اکتالیسوین ورہے آخری فصل یہ حضرات صحابہ الخ			
٢٣٩	١٦	چاہ	چارہ
〃	١٩	مین	مین بھی
٢٤٣	١٣	یافرمان یاعلم	یافرمایا عسلم
٢٤٤	٤	بس	بیس
خاتمہ اسمین بھی مثل مقدمہ کے الخ صیغ الصلوة			
٢٤٥	٧	علی ابراهیم	علی آل ابراهیم
〃	٨		
٢٤٦	٦	وامهات	امهآت
〃	١٠	ابراهیم انک حمید مجید	ابراهیم
〃	١١	الک	انک
〃	١٥	اللهم	آللهم
٢٤٧	٩	وَاَجْزِهْ	وَاُجْزِهْ
〃	〃	اَهْلَهُ	اُهْلَهُ
〃	١٠	وَاَجْزِهْ	وَاُجْزِهْ
		صیغ السلام	
٢٤٩	٤	عبدک و	عبدالله و
		مضمون دوم	
٢٥٠	١٦	ملک طاہر	ملک طاہر
٢٥١	٤	تمنائی زین سو خود	تمنائی زین بدولت لائق اور قسمت بہتر و خیال بہتر سو خود
		مضمون سوم	
٢٥١	٢١	مملکتک	مُمْلَکَتَکْ
٢٥٢	١١	کو	گو
〃	١٧	چہرۂ	بچہرۂ
٢٥٣	١٣	بھی	بھی
٢٥٤	٦	لیکن	لیکن
٢٥٥	٥	بالنعم	بالنغم

الحمد للہ رب العالمین + الذی من علی المؤمنین + اذ بعث فیھم رسولا من انفسہم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین

اما بعد بہ گرسنہ رحمت غفار و تشنہ شفاعت سید الابرار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار وصحابہ الکبار عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی خدمت مین عرض رسا ہو کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمائش تھی کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوت و بعد نبوت کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاوین کہ اگر کوئی متبع سنت بخلاف طریق اہل بدعت بغرض ازدیاد محبت آپ کے ذکر مبارک سے شوق اور رغبت کرے تو وہ اس مجموعہ کو اطمینان سے پڑھ سکے پھر ان دنون اتفاق سے بہم چند دیندار دوستون کے خطوط[۱] اسی استدعا مین آئے جن مین مجموعًا اس غرض کی اس طرح تقریر کی گئی کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کرنیکے اس احقر نے بعض رسائل مین لکھے ہین کوئی شخص اسی طرح ان حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ مین نمازی جمع ہوگئے انکو سنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھلا لیا اور انکو سنا دیا اسی طرح اور شرائط کی رعایت و اہتمام رکھے تو ایسے موقع کے لیے ایسا رسالہ لکھ دیا جاوے حاصل تقریر ختم ہوا۔ ایسی تصریح کے بعد بامید اسکے کہ یہ مجموعہ آلہ ہو جاویگا ازدیاد محبت برعایت طریق

---

[۱] بالخصوص اٹاوہ سے جناب حافظ روح اللہ خان صاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبد الحکیم خان صاحب کا اور الہ آباد سے مولوی سمیع الدین صاحب کا ۱۲ سنہ ۱۳۲۸ھ یا وعظ کے ساتھ یہ مضامین بیان کردے۔

سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اسکا مصلحت ہونا اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ منجملہ خطوط
مذکورہ کے ایک مین یہ بھی استدعا ظاہر کی گئی کہ موقع موقع سے اس مین مناسب مواعظ و نصائح
بھی بڑھا دیے جاوین سو اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونون مصلحتون کے ساتھ ہی
اس وجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آجکل فتن ظاہری جیسے طاعون اور زلزلہ[1] و گرانی و تشویشات
مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات و الحاد و کثرت فسق و فجور
سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہین ایسے آفات کے اوقات مین علمائے امت
ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت و تالیف روایات اور نظم مدائح و معجزات
اور تکثیر سلام و صلوٰۃ سے توسل کرتے رہے ہین چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور
حصن حصین[2] کی تالیف اور قصیدۂ بردہ کی تصنیف کی وجہ مشہور و معروف ہے میرے قلب پر
بھی یہ بات وارد ہوئی کہ اس رسالہ مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و روایات بھی ہونگے
جا بجا اس مین درود شریف بھی لکھا ہو گا پڑھنے سننے والے بھی اسکی کثرت کرینگے کیا عجب ہے
کہ حق تعالی ان تشویشات سے نجات دے[3] چنانچہ اسی وجہ سے احقر آجکل درود شریف کی
کثرت کو اور وظائف سے ترجیح دیتا ہے اور اسکو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین کے لیے
زیادہ نافع سمجھتا ہے اور اسکے متعلق ایک علم عظیم کہ اب تک مخفی تھا ذوقی طور پر ظاہر ہوا ہے[4]

---

[1] جیسا کہ اس رسالہ کے شروع کرنے سے پہلے پیہم زلزلے ہو چکے تھے ۱۲ منہ [2] حصن حصین کے تو خود خطبہ مین لکھا ہے
اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہو گیا تھا جب کوئی تدبیر سودمند نہ ہوئی یہ قصیدہ بقصد
برکت تالیف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے کہ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً شفا
ہو گئی ۱۲ منہ [3] چنانچہ ابتدائے رسالہ سے اسوقت تک کہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ ہے بفضلہ تعالی یہ قصبہ ہر بلا سے
محفوظ ہے کیونکہ اب تک یہ رسالہ شائع نہین ہوا بالخصوص امسال تمام بلاد و امصار و قری مین طاعون کا اشتداد اور امتداد
با اکثر جگہ رمضان کے بعد سے شروع ہوا ہے اور اسوقت تک کہ ساتوان مہینہ ہے امن نہین ہوا مگر بفضلہ تعالی
یہان خود کچھ بھی اثر نہین ہوا میرا یقین پہلے سے تھا کہ یہان طاعون نہ ہو گا مگر اب بعد مشاہدہ کے ظاہر کرتا ہون
کہ وہ خیال میرا کہ اسکی یہ برکت ہو گی صحیح ہوا سو مین یہ بھی امید کرتا ہون کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوا تو جہان جہان
اسکا بطریق سنت مشغلہ ہو گا انشاء اللہ تعالی ہر قسم کا امن و سکون میسر ہو گا آگے ہر شخص کا اعتقاد ہے انا عند ظن
عبدی بی حدیث قدسی مین ارشاد ہے ۱۲ منہ [4] ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل درود شریف کے فضائل مین ہے اسمین
اس علم مخفی کی تقریر کی گئی ہے ۱۲ منہ

والحمد للہ علی ذالک اور نیز رسالہ ہذا مین جو ذکر حالات ہوگا اُس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت مین معیت اور شفاعت کی امیدین اعظم مقاصد سے ہین غرض ایسے رسالہ سے منافع و مصالح ہر قسم کے متوقع ہونے ان وجوہ سے بنام خدا آج کے روز کہ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن پہلا عشرہ ہے شروع کر دیا اللہ تعالیٰ اتمام کو پہونچا کر مقبول و نافع اور وسیلہ نجات عن الفتن ما ظہر منہا و ما بطن کا دونون عالم مین فرماوین آمین بحرمۃ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم ابد الآبدین و دہر الداہرین - اور رسالہ ہذا کو حسب ضرورت مضامین ایک مقدمہ اور اکتالیس فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم کرتا ہون مقدمہ مین رسالہ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہے - فصول مین مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہین - خاتمہ مین بعض دیگر مضامین ضروریہ متعلقہ مذکور ہونگے وباللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ ونعم الرفیق

مقدمہ مشتمل تین مضمون پر

مضمون اول اس رسالہ کے لکھنے کے وقت یہ کتابین میرے پیش نظر تھین مشکوٰۃ صحیح مسلم مع شمائل ترمذی - مواہب لدنیہ - زاد المعاد ابن القیم - سیرۃ ابن ہشام - الشمامۃ العنبریہ[1] فی مولد خیر البریہ تصنیف مولوی صدیق حسن خان قنوجی مرحوم جسکو انھون نے شیخ امام سید شبلنجی معروف بمومن کی کتاب نور الابصار سے ملخص کیا ہے - تاریخ حبیب الٰہ - قصیدہ[2] بردہ - الروض النظیف اسی قصیدہ کی شرح جو منظوم ہے) وغیر ذلک **مضمون دوم** - ان خطوط فرمائشی مین سے ایک خط مین اس استدعا کا تو اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اس مین مواعظ اور نصائح بھی جا بجا لکھے جاوین اور ایک خط مین یہ استدعا تھی کہ کہین کہین مناسب لطائف و نکات بھی لکھدیے جاوین اور سیر و احوال کی استدعا تو سب مین مشترک اور اصل مضمون تھا اس لیے احقر نے اول اس رسالہ کو بلحاظ انھین تینون مضامین کے

---

[1] یہ رسالہ لکھنؤ کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ احقر اسکی عبارت کو سلیس کر دے لیکن چونکہ ترتیب مضامین کی اور طور پر ذہن مین آئی لہذا یہ فرمائش پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ مین رکھنے کی یہ بھی مصلحت تھی کہ جن مین ظاہریت غالب ہے نواب صاحب کے انتساب سے اُنکے غلو کی بھی اصلاح ہو جاوے ۱۲ منہ

[2] اس رسالہ مین جہان من القصیدہ کہونگا مراد اُس سے یہی قصیدہ ہوگا اور جہان من الروض کہونگا اُس سے الروض النظیف مراد ہوگا ۱۲ منہ

تین باب پر منقسم کرنے کی تجویز کی تھی کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ میں ہو اور اس باب کا نام
باب الاخبار ہو دوسرا باب بعض مواعظ و نصائح مناسبہ میں ہو اور اسکا نام **باب الانوار**
ہو تیسرا باب بعض لطائف و فوائد علمیہ میں ہو اور اسکا نام **باب الاسرار** ہو تاکہ کبھی
وقت کم ہو اور مجمع میں اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوویں جنکو صرف حالات کا سننا
بھی نافع ہو سکتا ہو ایسے موقع پر صرف باب الاخبار پر اکتفا کر لیا جاوے اور اگر کہیں
مواعظ و نصائح کی بھی ضرورت محسوس ہووے تو باب الانوار بھی پڑھ دیا جاوے اور اگر
کہیں اہل علم و اہل فہم جمع ہو گئے تو باب الاسرار کو بھی شامل کر لیا جاوے لیکن چونکہ خود روایات
و اخبار کا حصہ خیال سے زائد بڑھ گیا تو دو باب اخیر کے لکھنے سے کتاب کا حجم بڑھ جاتا اور عام
انتفاع میں دقت ہوتا اس لیے یہ تجویز موقوف کر کے صرف متن میں اور کسی کسی موقع پر
نصائح و لطائف کو حواشی میں رکھنے پر اکتفا کیا کہ اگر کہیں موقع ہو اسکو حاشیہ میں سے دیکھ کر
پڑھ لیا یا سنا دیا اور اس رسالہ کو شروع کر کے چند فصلیں لکھی تھیں کہ بعض اتفاقات سے
تخمیناً ڈیڑھ یا اڑھائی سال کا زیادہ نہیں رہا توقف ہو گیا کہ یکایک دو امر محرک تکمیل کے سبب بنے
اول یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمی بہ شیم الحبیب مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب
کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کاندھلہ میں نظر پڑا اس کی وجاہت و بلاغت کو دیکھ کر دل چاہا کہ اسکو
تمام و کمال اپنے رسالہ کا جزو اعظم بنا دیا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے
اور جو اس سے زائد ہو وہ ملحقات کے حکم میں سمجھا جاوے پس جہاں سے وہ شروع ہوگا اسکے
ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کر دونگا ایک میں اصل رہیگا دوسرے میں ترجمہ اور اتنے
حصہ کا نام بھی مستقل رکھ دینا مناسب معلوم ہوا اور بمناسبت طرز رسالہ کے اس رسالہ کو بھی
ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا ثانی مشفقی مولوی شیخ محمد خان صاحب سلمہ بستوی مصنف
رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس رسالہ کی تکمیل کی جاوے اور طبع کے لیے انکو دیا جاوے
چنانچہ اسکا وعدہ کر لیا گیا اور بنام خدا اس رمضان ۱۳۲۸ھ میں اسکا قصد کیا گیا **مضمون**
سوم اس رسالہ میں بعض بعض مقام پر اشعار لکھ دیے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا

اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جاویں فقط واللہ المستعان وعلیہ التکلان

الفصول

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں

پہلی روایت - عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش - آگے طویل حدیث ہے **ف** اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے **دوسری روایت** حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں

ؔ۱ روایات ہذا الفصل کلہا من المواہب ۱۲ منہ

ؔ۲ الفاظ اس روایت کے یہ ہیں یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الخ ۱۲ منہ

ؔ۳ ظاہرا نور محمدی روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح کی اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے اور مجرد کا مادیات کے لیے مادہ ہونا ممکن نہیں پس ظاہرا اس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہے کہ اس مادہ کے چار حصے کیے گئے الخ اور اس مادہ سے پھر کسی مجرد کا بننا اس طرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اسکا جزو نہ ہو بلکہ کسی طرح سے محض اسکا سبب خارج عن الذات ہو ۱۲ منہ

پڑے تھے[ف] (یعنی اُنکا پُتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اُسکو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہو **ف** اور مشکوٰۃ مین شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہو **تیسری روایت** حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہو کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جسوقت مین کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان مین تھے (یعنی اُنکے تن مین جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اس حدیث[ف] کو حسن کہا ہو **ف** اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبی کی روایت مین بھی آئے ہین امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین اُسکو روایت کیا ہو اور حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہو **چوتھی روایت** شعبی سے روایت ہو کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے آپ نے فرمایا کہ آدم اُسوقت روح اور جسد کے درمیان مین تھے جبکہ مجھ سے میثاق[ف] (نبوت کا) لیا گیا (کما قال تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح الآیۃ) روایت کیا اسکو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے

ف۱ اور اُسوقت ظاہر ہو کہ آپکا بدن تو بنا ہی نہ تھا پس نبوت کی صفت آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی ہی روح محمدی کا نام ہی جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ شاید مراد یہ ہو کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا جواب یہ ہو کہ اگر مراد یہ ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تمام اشیاے مخلوقہ کی اُنکے وجود سے متقدم ہو پس یہ تخصیص خود دلیل ہو اسکی کہ مقدر ہونا مراد نہین بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہو اور ظاہر ہو کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہو مثبت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبۂ بدن متحقق نہ تھا اس لیے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا۔ اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ اُسوقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر مین عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیا کے بعد مین مبعوث ہوے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہو جواب یہ ہو کہ یہ تاخر مرتبۂ ظہور مین ہو مرتبۂ ثبوت مین نہین جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج مل جاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل مین بھیجے جانے کے بعد ۱۲ منہ

ف۲ اس حدیث مین بھی مثل حدیث بالا کلام ہو ۱۲ منہ

ف۳ حدیث بالا مین جو مقدر ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہو یہ حدیث اس جواب مین نص ہو کیونکہ اخذ میثاق تو یقیناً موقوف ہو وجود اور ثبوت پر مرتبۂ تقدیر مین میثاق ہونا نہ نقل اسکی مساعد ہو نہ عقل ۱۲ منہ

ابن رجب کے ذکر کے موافق **پانچوین روایت** احکام ابن القطان ہین منجملہ اُن روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہین حضرت علیؓ بن الحسینؓ (یعنی امام زین العابدینؓ) سے روایت ہی وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ اُنکے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور مین ایک نور تھا **ف** اس عدد مین کم کی نفی ہو زیادتی کی نہین پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہہ نہ کیا جاوے رہ گئی تخصیص سو اگر یہ سو عمل ہو کوئی خصوصیت مقام اُسکو مقتضی ہو **چھٹی روایت** ابن سہل قطان کی امالی کے ایک جزو مین سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہو وہ کہتے ہین مین نے ابی جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؒ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیا سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر مین مبعوث ہوے اُنھون نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی اُنکی پشتون مین سے اُنکی اولاد کو (عالم میثاق مین) نکالا اور اُن سب سے اُنکی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو سب سے اول (جواب مین) بلیٰ (یعنی کیون نہین) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لیے آپ کو سب انبیا سے تقدم ہی گو آپ سب سے آخر مین مبعوث ہوے **ف** اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہو گیا ہو تاہم احکام روح ہی کے غالب ہین اسی لیے اس روایت کو کیفیات نور مین لانا مناسب سمجھا اور راوی شعبی کی روایت مین آپ سے قبل آدم میثاق لیا جانا مذکور ہی اور یہ میثاق اَلَستُ بِرَبِّکُم ظاہر روایات سے بعد خلق آدمؑ معلوم ہوتا ہی سو ممکن ہی کہ وہ میثاق نبوت کا بلا اشتراک غیرے ہو جیسا اُس حدیث کے ذیل مین اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہی **ساتوین روایت** جب آپ غزوہ تبوک سے مدینہ طیبہ مین واپس تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجیے کہ کچھ آپ کی مدح کرون (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہی اس لیے) آپ نے ارشاد فرمایا کہو اللہ تعالیٰ تمھارے منھ کو سالم رکھے اُنھون نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے ؎

من قبلها طبت فی الظلال وفی	مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر	انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفة تركب السفين وقد … الجم نسرا واهله الغرق

تنقل من صالب الى رحم … اذا مضى عالم بدا طبق

وردت نار الخليل مكتتما … في صلبه انت كيف يحترق

حتى احتوى بيتك المهيمن[1] من … خندف علياء تحتها النطق

وانت لما ولدت اشرقت … الارض وضاءت بنورك الافق

فنحن في ذلك الضياء وفي النور … وسبل الرشاد نخترق

ترجمہ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے فمستقر و مستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصہ کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اس منع کیے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے (یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے) اسکے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفا ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطۂ آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آبا میں) محض ایک مادۂ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بت اور اسکے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہونچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام وہ مادہ راکب کشتی تھا) مولانا جامی نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے

ز جودش گر نگشتی راہ مفتوح … بجودی کی رسیدے کشتی نوح

[1] قوله المهيمن صفة للبيت وعلياء مفعول لاحتوى وتحتها النطق جملة حالية من علياء والنطق نواحي او اوساط من الجبال شبهت بالنطق التي تشد بها اوساط الناس ضرب مثلا في ارتفاعه وتوسطه في عشيرته وجعلهم تحته بمنزلة اوساط الجبال ۱۲ مواهب [2] نقطة المفازة ۱۲ منہ

اور وہ مادہ (اسی طرح بواسطہ در بواسطہ ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب
ایک طرح کا عالم گذرجاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (او رمنتزع) ہوجاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلۂ آباء کے
مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپ نے نار خلیل
میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ اُنکے صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے (پھر آگے اسی طرح آپ
منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ (آپ کی فضیلت پر شاہد ظاہر ہی
اولاد خندف میں سے ایک ذروۂ عالیہ پر جا گزین ہوا جسکے تحت میں اور طبقے (یعنی دوسرے
خاندان مثل درمیانی حلقوں کے) تھے (خندف لقب ہی آپ کے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی
والدہ[1] کا یعنی انکی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت
تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہی اور لفظ یعنی اوساط کی
قید سے اشارہ اس طرف ہی کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت
دریا سے جبل کے ساتھ ہی) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے
آفاق منور ہوگئے سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں[2]

---

[1] کذا فی القاموس ۱۲

[2] ظاہر ہی کہ جنت کے سایوں میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا اور نار خلیل میں ہونا یہ سب قبل ولادت
جسمانیہ ہی پس یہ سب حالات روح مبارک کے ہوئے کہ عبارت ہی نور سے اور ظاہر ان مراتب میں صرف
آپ کا وجود بالقوۃ مراد نہیں ہی جو مرتبہ وجود مادہ کا ہی کیونکہ یہ وجود تو تمام اولاد آدم و نوح و ابراہیم
علیہم السلام میں مشترک ہی پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح مقتضی ہی ایک گونہ اختصاص کو پس
یہ قرینہ غالبہ ہی کہ یہ مرتبہ وجود کا اوروں کے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اس جزو مادی کے ساتھ علاوہ تعلق
روح آباء کے خود آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو یہ تو قرینہ عقلیہ ہی اور نقلی قرینہ خود ان اشعار میں ہی
کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا سبب بتایا گیا ہی آپ کے ورود فرمانے سے سو اگر اس جزو
مادی کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اُس جزو کے وارد فی النار ہونے کے کیا معنی کیونکہ
ورود کے معنی لغوی مقتضی ہیں وارد کے خارج ہونے کو اور جزو کو داخل کہا جاتا ہی وارد نہیں کہا جاتا پس یہ امر
خارجی آپ کی روح مبارک ہی جسکا تعلق اُس جزو مادی سے ہی کہ مجموعہ جزو اور روح کا بوجہ ترکیب من الداخل
والخارج کے خارج ہوگا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ منظورات آپ کے نور مبارک کے لئے ثابت ہوگئے اور یہی
معنا ہی اس فصل کا اور چونکہ حضور صلعم نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اسلئے حدیث تقریری سے انکے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہوگیا ۱۲

ومن القصیدة

وكل آي اتى الرسل الكرام بها	فانما اتصلت من نوره بهم
اور ہر معجزہ جس کو رسول ان کرام لائے	سوائے اسکے نہیں کہ وہ معجزہ انکو صرف آپ ہی کے طفیل سے پہنچا ہے
فانه شمس فضل هم كواكبها	يظهرن انوارها للناس في الظلم
وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل و کمال ہیں اور	انبیا علیہم السلام اس آفتاب کے ستارونکو کہ جنکی روشنی ظلمت میں ظاہر ہوتی ہے
يا رب صل وسلم دائما ابدا	على حبيبك خير الخلق كلهم

دوسری فصل سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں

پہلی روایت حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا **ف** اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے **دوسری روایت** حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انھوں نے (جناب باری تعالی میں) عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجیے سو حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے انکو پیدا بھی نہیں کیا عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (طرف سے مشرف کی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا حق تعالی نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے انکے واسطے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں

سلہ بجز احادیث مشکوۃ کے اس میں سب روایات مواہب سے منقول ہیں ۱۲ منہ

تم کو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اسکو بیہقی نے اپنے دلائل مین عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے
اور کہا کہ اسکے ساتھ عبد الرحمن منفرد ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور اسکی تصحیح کی اور طبرانی
نے بھی اسکو ذکر کیا ہی اور اتنا اور زیادہ ہی کہ حق تعالی نے فرمایا کہ وہ تمھاری اولاد مین سب
انبیا سے آخری نبی ہین **ف** یہان بھی مثل فائدہ بالا کے سمجھنا چاہیے **تیسری روایت**
ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوة الاحزان مین ذکر کیا ہی کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت
حوا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہا انھون نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے
رب مین انکو مہر مین کیا چیز دون ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر بیس دفعہ درود بھیجو چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا **چوتھی روایت** احمد اور بزار
اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک حدیث مین جسکا اول کا حصہ فصل اول کی دوسری روایت ہی اور اسکا اوسط[1]
حصہ یہ ہی کہ آپ نے فرمایا کہ مین اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مصداق ہون اور
عیسی علیہ السلام کی بشارت کا محل عنہ ہون **ف** اس مین اشارہ ہی دو آیتون کے مضمون
کی طرف **اول** ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک الی قوله تعالی
ربنا وابعث فیہم رسولا منہم الخ **ثانی** یابنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما
بین یدی من التورىة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد یعنی اول آیت مین
ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا ہی کہ ہماری اولاد مین ایک جماعت مطیع پیدا
کیجیو اور اس جماعت مین ایک ایسا پیغمبر قائم کیجیو مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہین کیونکہ بجز آپ کے اور کوئی پیغمبر ایسے نہین کہ دونون حضرات کی اولاد مین ہون اور دوسری
آیت مین عیسی علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ مین بشارت دینے والا ہون ایک پیغمبر کی جو
میرے بعد آوینگے جنکا نام احمد ہوگا **پانچوین روایت** مشکوة مین بخاری سے بروایت
عبد اللہ بن عمرو بن العاص آیا ہی کہ تورات مین آپ کی یہ صفت لکھی ہی اے پیغمبر ہم نے تم کو بھیجا ہی
امت کے حال کا گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ امیین کی پناہ بنا کر

---

[1] اور اسکا آخری حصہ یہ ہی ورؤیا امی التی رأت [illegible] چنانچہ آگے آویگا ۱۲ منہ

(مراد اس سے امت محمدیہ ہی جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ ہم ایک امی جماعت
ہین) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہین مین نے آپ کا نام متوکل رکھا ہی نہ آپ بدخلق ہین
اور نہ سخت مزاج ہین نہ بازارون مین شور مچاتے پھرتے ہین اور برائی کا بدلہ برائی نہین کرتے
بلکہ معاف کر دیتے ہین اور بخش دیتے ہین آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی وفات نہ دینگے یہان تک کہ
آپ کی برکت سے راہ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبدل بایمان نہ کر دین کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگین
اور یہان تک کہ اس کلمہ کی برکت سے نابینا آنکھون کو اور ناشنوا کانون کو اور سربستہ دلون کو
کشادہ نہ کر دین (مطلب یہ ہی کہ جب تک دین حق خوب نہ پھیل جائیگا آپ کی وفات نہ ہوگی **چھٹی
روایت** مشکوۃ مین مصابیح اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہی وہ توریت سے
نقل کرتے ہین اس مین لکھا ہوا ہی محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہین بدی کا بدلہ بدی
نہین دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہین اور درگذر فرماتے ہین مکہ انکی جائے ولادت ہی اور مدینہ
انکا مقام ہجرت ہی اور مرکز سلطنت ملک شام ہی **ف** چنانچہ بعد خلفاے راشدین
سلطنت ملک شام رہا اور وہان سے اسلام کی خوب اشاعت ہوئی **ساتوین روایت**
مشکوۃ مین ترمذی سے بروایت عبد اللہ بن سلام مروی ہی کہ توریت مین نعت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی لکھی ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہونگے
ف ان اخیر تین روایتون کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہین اول و اخیر صحابی ہین اور
اوسط تابعی ہین اور بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہین چنانچہ دو آیتون کا مضمون تو
اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح مین مذکور ہو چکا ہی اور تین آیتین اور مذکور ہوتی ہین پہلی
آیتون کو ملا کر **تیسری آیت** سورۂ اعراف مین فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ جو کہ
پیروی کرتے ہین رسول نبی امی کی جنکا ذکر اس طرح لکھا ہوا پاتے ہین توراۃ مین اور انجیل مین
کہ وہ ان لوگون کو نیک کام بتلاوینگے اور بری بات سے منع کرینگے اور ستھری چیزین انکو انکے
واسطے حلال کرینگے اور گندی چیزون کو حرام کرینگے اور جو احکام بہت سخت اور گران تھے
انکو موقوف کر دینگے **چوتھی آیت** سورۂ فتح مین فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد اللہ کے رسول
ہین اور انکے ساتھ کے لوگ ایسے ایسے صفات سے موصوف ہین اور ان سب کی صفت

توریت وانجیل مین اس طرح سے موجود ہو **پانچوین آیت** سورۂ بقرہ مین فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس اُنکے علوم حاصلہ کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اُسکے آنے سے پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) سے مقابلہ مین آپ کے توسل سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے یا یہ کہ آپ کی خبر بعثت کو اُنپر ظاہر کیا کرتے تھے جب اُنکے پاس جانی پہچانی چیز پہونچی (یعنی قرآن وصاحب قرآن) تو وہ اُسکے منکر ہو گئے **ف** یہ استفتاح اور معرفت ان لوگون کو کتب سابقہ سے حاصل ہوئی تھی پس آپ کا ذکر فی الکتب السابقہ ہونا معلوم ہوا اسی معرفت کو اسی سورۂ بقرہ کی ایک آیت مین اس طرح فرمایا ہو یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم

ومن القصیدہ

فاق النبیین فی خَلق وفی خُلق	ولم یدانوہ فی علم ولا کرم
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن صورت وسیرت مین انبیاء	علیہم السلام سے بڑھکے ہین اور وہ سب حضرات آپکے علم وکرم مین لگا نہین کھاتے
وکلہم من رسول اللہ ملتمس	غرفا من البحر او رشفا من الدیم
اور تمام انبیاء علیہم السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب	ایک کفدست یعنی چلوسے ہین آپکے دریاے معرفت سے یا بقدر ایک
وواقفون لدیہ عند حدہم	من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم
اور تمام انبیاء علیہم السلام آپکے حضور مین اپنی حد اور مرتبہ کے موافق کھڑے ہین	اور وہ اُنکی حد آپکی کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہو یا آپکی حکمتونکی کتاب سے مثل
یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلہم

تیسری فصل آپ کے شرف ونزاہت نسب مین

پہلی روایت مشکوۃ مین ترمذی سے بروایت حضرت عباس رضہ مروی ہو کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین محمد ہون عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ مین بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان مین دو فرقے پیدا کیے عرب اور عجم مجھ کو اچھے فرقے یعنی عرب مین بنایا پھر عرب مین کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے

سلہ رد للاختلاف فی التفسیر ۱۲ منہ

اچھے قبیلہ مین پیدا کیا یعنی قریش مین پھر قریش مین کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان مین پیدا کیا یعنی بنی ہاشم مین پس مین ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہون اور خاندان مین بھی سب سے اچھا ہون الخ **دوسری روایت** حضرت علی رضہ سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نکاح سے پیدا ہوا ہون اور سفاح (یعنی بدکاری) سے نہین پیدا ہوا ہون آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک۔ سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھ کو نہین پہونچا (یعنی زمانہ جاہلیت مین جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آبا و امہات سب اس سے منزہ رہے پس میرے نسب مین اسکا کوئی میل نہین ہی) روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** روایت کیا ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رض سے مرفوعًا یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگون مین کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہین ملے (کبھی کا مطلب یہ ہی کہ جس قربت کو میرے نسب مین بھی دخل نہ ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہین ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکور و اناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفیٰ مہذب کر کے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوئے (جیسے عرب و عجم پھر قریش و غیر قریش و علیٰ ہذا) مین بہترین شعبہ مین رہا کذا فی المواہب **چوتھی روایت** دلائل ابو نعیم مین حضرت عائشہ رض سے مروی ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہین اور آپ جبرئیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہین وہ کہتے ہین کہ مین تمام مشارق و مغارب مین پھرا اسو مین نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط مین بیان کیا ہی شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ آثار صحت کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایان ہین کذا فی المواہب

ف حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر مین گویا ترجمہ کیا گیا ہی ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

پانچوین روایت مشکوۃ مین مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع مروی ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی

اولاد مین سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ مین سے قریش کو اور قریش مین سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین سے مجھ کو اور ترمذی کی روایت مین یہ بھی ہو کہ ابراہیم کی اولاد مین سے اسمٰعیل کو منتخب کیا

من الروض

اکرم بہ نسبا طابت عناصرہ	اصلا وفرعا وقد سادت بہ البشر
آپ کا نسب [illegible] کیا پاکیزہ ہے [illegible]	[illegible] جنس بشر کو شرف حاصل ہوگیا
مطہر من سفاح الجاہلیۃ لا	یشوبہ قط لا نقص ولا کدر
وہ نسب مطہر ہو [illegible] سے اس مین	کبھی آمیزش نہین ہوئی نقص کی نہ کدورت کی
یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک من زانت بہ العصر
اے پروردگار [illegible] و سلام بھیج	[illegible] زمانون کی زینت ہوگئی

چوتھی فصل آپ کے والد ماجد و جد امجد مین آپ کے نور مبارک کے بعض آثار ظاہر ہوئے ہین

پہلی روایت حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مریم سے اور انھون نے سعید بن عمرو انصاری سے اور انھون نے اپنے باپ سے اور انھون نے کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب مین منتقل ہوا اور وہ جوان ہوئے تو ایک دن حطیم مین سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھون مین سرمہ لگا ہوا ہی سر مین تیل پڑا ہوا ہی اور حسن و جمال کا لباس زیب بر ہی انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہین یہ کس نے کیا ہی انکے والد انکا ہاتھ پکڑ کر کاہنان قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا انھون نے جواب دیا کہ معلوم کرلو کہ رب السمٰوات نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ انھون نے اول قبلہ سے نکاح کیا اور انکی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہوگئین اور عبد المطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور انکی پیشانی مین چمکتا تھا اور جب قریش مین قحط ہوتا تھا تو عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور انکے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈھتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ

ببرکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے باران عظیم مرحمت فرمائے الخ کذا فی المواہب **دوسری روایت** ابونعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے طریق عطا سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہو کہ جب عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لیکر چلے تو ایک کاہنہ پر گذرے جو یہودی ہو گئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اسکو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے اسنے عبد اللہ کے چہرے میں نور نبوت دیکھا تو عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہ نے انکار کردیا کذا فی المواہب **تیسری روایت** جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل خانۂ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکہ پر چڑھ آیا عبد المطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے اسوقت نور مبارک عبد المطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمود ہوکر خوب درخشاں ہوا یہانتک کہ شعاع اسکی خانۂ کعبہ پر پڑی عبد المطلب نے یہ بات دیکھ کر قریش سے کہا کہ پھر چلو یہ نور اس طرح میری پیشانی میں جو چمکا یہ دلیل ہو اس بات کی کہ ہم لوگ غالب رہینگے اور عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑ لے گئے اور عبد المطلب اُنکے چھوڑانے کو ابرہہ کے پاس گئے اُنکی صورت دیکھتے ہوئے بایں جہت کہ عظمت اور مہابت نور شریف کی اُنکے چہرے سے نمایاں تھی اُنکی نہایت تعظیم کی اور تخت سے اُتر بیٹھا اور اُنکو اپنے برابر بٹھالیا بالجملہ ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اسکے بادشاہ ہیبت میں آجاوے اور تعظیم و تکریم کرنے کذا فی تواریخ حبیب اله و ما ثبت بالسنۃ

من الروض

ما فیہ الا ہمام قد سما عظما	او سید نحو فعل الخیر مبتدر
آپکے سلسلۂ نسب میں سب سے ہی شخص ہیں جو عظمت میں شان عالی رکھتے تھے	یا ایسے سردار ہیں کہ فعل خیر کی طرف سبقت کرنیوالے ہیں
حتی بدا مشرقا من والدیہ وقد	تجملت بجلاہ الشمس و القمر
یہانتک کہ آپ منور ہوکر اپنے والدین سے ظاہر ہوئے اس حالت میں کہ	آپکے انوار سے شمس و قمر بھی صاحب جمال ہوگئے تھے
یا رب صل و سلم دائما ابدا	علی حبیبک من زانت بہ العصر

پانچوین فصل آپ کے بعض برکات مین جب آپ بصورت حمل

بطن مادر مین مستقر ہوئے۔

پہلی روایت آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت ہو کہ جب آپ حمل مین آئے تو انکو خواب مین بشارت دی گئی کہ تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہون تو یون کہنا اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد اور انکا نام محمدؐ رکھنا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **دوسری روایت** نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدۂ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقۂ شام کے محل انکو نظر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اور یہ نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہی جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا **تیسری روایت** نیز آپ کی والدۂ ماجدہ روایت کرتی ہین کہ مین نے (کسی عورت کا) کوئی حمل نہین دیکھا جو آپ سے زیادہ سبک اور سہل ہو کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** محاورہ مین اس عبارت سے معنی مساوات کی بھی نفی ہوتی ہی۔ سبک یہ کہ گران نہ تھا اور سہل یہ کہ اس مین کسی قسم کی تکلیف غثیان یا کسل یا اختلال جوع وغیرہ نہ تھی اور شمامہ مین ہی کہ بعض احادیث مین آیا ہی کہ ایسا ثقل ہوا جسکی شکایت عورتون سے کی۔ حافظ ابو نعیمؒ نے کہا ثقل ابتداے علوق (یعنی حمل) مین تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہو گئی ہر حال مین یہ حمل عادت معروف سے خارج تھا آہ

من الروض

ھذا وقد حملت ام الحبیب بہ	ولیس فی حملھا کرب و لا ضرر
یہ تو ہو چکا اور آپ کی والدۂ ماجدہ حاملہ ہو گئین	اور انکے حمل مین نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی
یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک من زانت بہ العصر

چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت شریفہ مین

پہلی روایت محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی ان مین سے عطاء اور

سلہ مین کہتا ہون کہ یہ ثقل عظمت کا تھا جیسے وحی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نشاط طبعی زائل نہین ہوتا پس اس مین ثقل مین بھی باین معنی خفت کا حکم صحیح ہو پس روایات مین تعارض نہ رہا ۱۲

ابن عباس بھی ہین کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہین کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جسکے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونون ہاتھون پر سہارا دیے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا کذا فی المواہب

ف اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث مین اس طرح ہی کہ اُس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے[ا] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہی دوسری روایت اور اُس مین یہی آپ کا ارشاد ہی وکذلک امہات الانبیاء یرین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائین ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہین اخرجہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیہقی عن العرباض بن ساریہ وقال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان والحاکم۔ کذا فی المواہب **دوسری روایت** عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جنکا نام فاطمہ بنت عبد اللہ ہی روایت کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت مین نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستارون کو دیکھا[۲] کہ زمین سے اسقدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑینگے روایت کیا اسکو بیہقی نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** ابو نعیم نے عبد الرحمن بن عوف رض سے روایت کیا ہی اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہین وہ کہتی ہین کہ جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھون پر آئے اور موافق معمول

[ا] یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہی جسکا وعدہ دوسری فصل کی چوتھی روایت کے حاشیہ مین لکھا گیا ہی اور شام کے محل نظر آنے مین اور اسی طرح روم کے محل نظر آنے مین جیسا آگے تیسری روایت مین آتا ہی یہ اشکال نہ کیا جاوے کہ زمین کروی ہی اور روم و شام مکہ سے بہت فاصلہ پر ہین اور اتنے فاصلہ پر نظر آنے مین خود کرویت مانع ہی۔ جواب یہ ہی کہ بعض نور کا خاصہ ہی کہ جسم مجاور اپنی جگہ سے مرتفع دکھلائی دیتا ہی جیسا پانی سے بھرے ہوئے کٹورہ مین پیسا پڑا ہو یا بعض طلوع و غروب شمس کے وقت اسی کے قائل ہین پس اگر اس نور کی خاصیت سے اور زیادہ مرتفع نظر آجاوین تو کیا استبعاد ہی ۱۲ منہ

[۲] اگر آپکی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہی تب تو اس اخیر کے واقعہ مین کوئی تردد ہی نہین اور اگر دن مین ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہی تو ستارون کے نظر آنے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاویگا کذا قالوا۔ اور احقر کے نزدیک یہ سہل ہی کہ صبح صادق کے وقت آپکی ولادت کو کہا جاوے تو اُسوقت ستارے بھی نمایان ہوتے ہین اور اُسکو عوام رات اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہین پس دونون قول منطابق بھی ہو جاوینگے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ

بچون سکے) آپ کی آواز نکلی تو مین نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہی رحمک اللہ (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہین کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی یہان تک کہ مین نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر مین نے آپ کو دودھ دیا (یعنی اپنا نہین بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفاء کو کسی نے مرضعات مین ذکر نہین کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مجھ پر ایک تاریکی اور رعب اور لرزہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہوگئے سو مین نے ایک کہنے والے کی آواز سنی کہ کہتا ہی کہ انکو کہان لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف وہ کہتی ہین کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل مین رہی یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا پس ہم اول اسلام لانے والون مین ہوئی۔ کذا فی المواہب **ف** مشرق کے ذکر سے مغرب کی نفی نہین ہوئی دوسری روایات مین مغارب بھی آیا ہی کما فی الشمامۃ شاید تخصیص ذکر کی اس روایت مین بنا بر شرف سمت مشرق کے ہو بوجہ اسکے کہ وہ مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصفت مین رب المشارق فرمایا گیا ہی **چوتھی روایت** اور منجلہ آپ کے عجائب ولادت کے یہ واقعات روایت کیے گئے ہین کسریٰ کے محل مین زلزلہ پڑجانا اور اس سے چودہ کنگرون کا گر پڑنا۔ اور بحیرۂ طبریہ کا دفعۃً خشک ہو جانا۔ اور فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ابونعیم نے اور خرائطی نے ہواتف مین اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **ف** یہ واقعات اشارہ ہین زوال سلطنت فارس وشام کی طرف واللہ اعلم **پانچوین روایت** فتح الباری مین سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہی کہ آپ نے شروع ولادت مین کلام فرمایا کذا فی المواہب آگے اہل کتاب کی خبرین دینا آپ کے تولد شریف سے مذکور ہین **چھٹی روایت** بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضہ سے نقل کیا ہی کہ مین سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی

سلہ اور اہل تنجیم وکہانت کی خبرین اس نظر سے ذکر نہین کین کہ یہ دونون چیزین شرع مین معتبر نہین اور کتب سابقہ کی خبرین فی نفسہ صحیح ہین جبکہ ان مین تحریف کا احتمال نہ ہو اور ظاہر ہی کہ اپنی معتبر خبر دینا دلیل یقینی ہی کہ اس مین تحریف نہین ہوئی اور جن علماء نے اسکے اقوال ذکر کیے ہین بقصد حجت الزامیہ کے ذکر کیے ہین اور یہ قصد صحیح ہی ولکل وجهة هو موليها ۱۲ منہ

بات کو سمجھتا تھا ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ ای جماعت یہود کی سو سب جمع ہو گئے اور مین سن رہا تھا کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا کہنے لگا کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ آج شب مین طلوع ہو گیا جسکی ساعت مین آپ پیدا ہونے والے تھے کذا فی المواہب۔ سیرۃ ابن ہشام مین یہ بھی ہی کہ محمد بن اسحاق صاحب السیر کہتے ہین کہ مین نے سعید بن عبد الرحمن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ طیبہ مین تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی اُنھون نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ترپن سال کی عمر مین تشریف لائے ہین تو اس حساب سے حسان بن ثابت (حضور سے سات سال عمر مین زیادہ ہوئے تو اُنھون نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر مین سنا

ساتوین روایت

حضرت عائشہ رض سے مروی ہی کہ ایک یہودی مکہ مین آرہا تھا سو جس شب مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُسنے کہا ای گروہ قریش کیا تم مین آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہی اُنھون نے کہا کہ ہم کو معلوم نہین کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہی اُسکے دونون شانون کے درمیان مین ایک نشانی ہی (جسکا لقب مُہر نبوت ہی) چنانچہ قریش نے اُسکے پاس سے جا کر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہی وہ یہودی آپکی والدہ کے پاس آیا اُنھون نے آپ کو اُن لوگون کے سامنے کر دیا جب اُس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی ای گروہ قریش سن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کرینگے کہ مشرق اور مغرب سے اُسکی خبر شائع ہوگی روایت کیا اسکو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے۔ یہ فتح الباری مین کہا ہی۔ کذا فی المواہب

من القصیدة

ابان مولدہ عن طیب عنصرہ	یا طیب مبتدا منہ و مختتم
آپکی زمانِ ولادت نے آپکی عمدگی و لطافت و طہارت اصل مبارک کو ظاہر کر دیا	ای قوم یا ای خوشبو تم حاضر ہو و آپکی حسن ابتدا اور خوبی خاتمہ کو دیکھو

لہ اس سے شبہہ فن تنجیم کے صحیح ہونے کا نہ کیا جاوے کیونکہ اس ستارہ کا آپ کے تولد مین مؤثر و دخیل ہونا اس سے لازم نہین آیا بلکہ معنی یہ ہین کہ اُسکو کسی نقل سے یہ معلوم تھا کہ آپکے تولد کا ایسا وقت ہوگا مثلاً کوئی حاکم رعایا کو بتلاوے کہ ہمارا فلان نائب ہمارا فرستادہ فلان ماہ کی فلان تاریخ کو پہونچیگا تو ایک وقت کی تعیین ہو نہ کہ وقت کی تاثیر ۱۲ منہ

يوم تفرس فيه الفرس انهم ۔۔۔ قد انذروا بحلول البؤس والنقم

آپکی پیدائش کا روز وہ مبارک دن ہے کہ اہل فارس نے اپنی فراست سے دریافت کر لیا ۔۔۔ کہ وہ لوگ ڈرائے گئے آنے والی زوال سلطنت و پیش آنے مصائب کا قریب آگیا

وبات ايوان كسرى وهو منصدع ۔۔۔ كشمل اصحاب كسرى غير ملتئم

اور نوشیروان کا محل بوقت ولادت باسعادت بحالت شکستگی ایسا ۔۔۔ پاش پاش ہو گیا جیسے لشکر کسری کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہوا

والنار خامدة الانفاس من اسف ۔۔۔ عليه والنهر ساهي العين من سدم

(آپکی میلاد شریف کے وقت) آتش مجوس بسبب افسوس کے سرد ہو گئی ۔۔۔ اور نہر فرات بسبب حیرانی و تحیر کے بہنا چھوڑ کر ساوہ کو کھا رہی تھی

وساء ساوة ان غاضت بحيرتها ۔۔۔ ورد واردها بالغيظ حين ظمي

اور اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کیا کہ اسکے دریاچہ کا پانی خشک ہو گیا اور اسکے ۔۔۔ گھاٹ پر آنیوالے جبکہ تشنہ ہوتے تھے ناکامیاب لوٹا یا گیا (یعنی پیاسا لوٹایا)

كان بالنار ما بالماء من بلل ۔۔۔ حزنا وبالنار ما بالماء من ضرم

گویا آگ کو وہ کیفیت تری حاصل ہوگئی جو پانی میں ہوتی ہے ۔۔۔ بسبب رنج کے اور پانی کو وہ خاصہ التہاب حاصل ہو گیا جو آگ میں تھا

والجن تهتف والانوار ساطعة ۔۔۔ والحق يظهر من معنى ومن كلم

اور جنات ظہور حضور کی آوازیں کہہ رہے ہیں اور انوار حضرت کے ظاہر ہو رہے ہیں ۔۔۔ اور حق ظاہر ہو رہا ہے ۔۔۔

عموا وصموا فاعلان البشائر لم ۔۔۔ تسمع وبارقة الانذار لم تشم

منکرین اندھے (ہو گئے) اور بہرے ہو گئے سو اظہار بشارات ۔۔۔ سنا نہ گیا اور برق تخویف نہ دیکھی گئی

من بعد ما اخبر الاقوام كاهنهم ۔۔۔ بان دينهم المعوج لم يقم

(اور زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہ قبول حق سے انکا اندھا اور بہرا ہونا) اس امر کے بعد ہوا ۔۔۔ کہ انکی کاہن نے تمام قوم کو خبر دیدی تھی کہ انکا نادرست کج دین آئندہ قائم نہ رہیگا

وبعد ما عاينوا في الافق من شهب ۔۔۔ منقضة وفق ما في الارض من صنم

اور بعد دیکھنے شعلہائے آتش کے اطراف آسمان میں جو جنات پر مارے جاتے تھے ۔۔۔ مثل اندھے اور منہ کے بل گرنے بتہائے روئے زمین کے ...

يارب صل وسلم دائما ابدا ۔۔۔ على حبيبك خير الخلق كلهم

ساتوین فصل یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان ولادت شریفہ مین

یوم و تاریخ سب کا اتفاق ہی کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ مین اختلاف ہی آٹھوین یا بارھوین کذا فی الشمامۃ **ماہ** سب کا اتفاق ہی کہ ربیع الاول تھا **سنہ** سب کا اتفاق ہی کہ عام الفیل تھا یعنی

جس سال اصحاب الفیل ہلاک کیے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے پچاس[1] دن بعد اور بقول دمیاطی پچپن دن بعد کذا فی الشمامۃ۔ **وقت** بعض نے شب کہا ہی بعض نے دن قالہ الزرکشی[2] بعض نے طلوع فجر کذا فی الشمامۃ **مکان** بعض[3] کے نزدیک مکہ مین بعض کے نزدیک شعب[4] مین بعض کے نزدیک ردم[5] مین بعض کے نزدیک عسفان مین کذا فی الشمامۃ عن المواہب

من الروض

وکان مولدہ ایضاً و نقلتہ — لیوم الاثنین ہذا الامر معتبر

اور آپ کی ولادت شریفہ اور وفات شریف — دوشنبہ کے روز ہوئی اور یہ امر معتبر ہے

یارب صل وسلم دائماً ابداً — علی حبیبک من زانت بہ العصر

آٹھوین فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت مین

پہلی روایت ابن شیخ نے خصائص مین ذکر کیا ہو کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتون کے جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا کذا فی المواہب **دوسری روایت** بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہو کہ حضرت حلیمہؓ کہتی تھین کہ اُنھون نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہو تو آپ نے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا ہو وہ یہ تھا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا جب آپ ذرا سیانے ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لڑکون کو کھیلتا دیکھتے مگر اُن سے علیحدہ رہتے (یعنی کھیل مین شریک نہ ہوتے) کذا فی المواہب **تیسری روایت** ابن سعد اور ابو نعیم اور

---

[1] دمیری کی اس روایت پر کہ ایام واقعۂ فیل مین نور محمدی عبد المطلب کی جبین مین نمایان ہوا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا بقا مستبعد نہین جس طرح ہیزم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اُسکا اثر روشنی اور گرمی رہتی ہی ۱۲ منہ [2] چھٹی فصل کی دوسری روایت کے ذیل مین وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ [3] اشہر قول اول ہی دوسرے اقوال یا ضعیف ہین یا ماول بتاویلات مناسبہ ۱۲ منہ [4] شاید یہ وہی شعب ہو جس مین قریش مخالفین کے تعاہد وتحالف کے وقت ابو طالب آپ کو لیکر رہے تھے جسکا قصہ گیارھوین فصل مین آتا ہی ۱۲ منہ [5] بالدال موضع بمکۃ کذا فی القاموس ۱۲

ابن عساکر نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ رضہ آپ کو کہین دور نہ جانے دیا کرتین ایک بار انکو کچھ خبر نہوئی آپ اپنی (رضاعی) بہن شیما کے ساتھ عین دوپہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہ آپ کی تلاش مین نکلین یہانتک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگین کہ اس گرمی مین (انکو لائی ہو) بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی نہین لگی مین نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو انپر سایہ کیے ہوئے تھا جب یہ ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا یہانتک کہ اس موقع تک اسی طرح پہونچے - کذا فی المواہب -

چوتھی روایت حضرت حلیمہ سعدیہ رضہ سے روایت ہے کہتی ہین (طائف سے) بنی سعد کی عورتون کے ہمراہ دودھ پینے والے بچون کی تلاش مین مکہ کو چلی (اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اس سال سخت قحط تھا میری گود مین میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اسکو کافی ہوتا رات بھر اسکے چلانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا مین ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہم سب بھی اس سے تنگ آگئے تھے ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور سنتی کہ آپ یتیم ہین کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام واکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر انکو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) مین نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہین معلوم ہوتا کہ مین خالی جاؤن مین تو اس یتیم کو لاتی ہون شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالی برکت کرے غرض مین آپ کو جاکر لے آئی جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود مین لیکر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اسقدر اترا کہ آپ اور آپ کے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہوکر پیا اور آسودہ ہوکر سو گئے - اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جاکر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا غرض اسنے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہوکر پیا اور رات بڑے آرام سے گذری اور اسکے قبل سونا میسر نہین ہوتا تھا شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچہ کو لائی مین نے کہا ہان مجھ کو بھی یہی امید ہے پھر ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور مین آپ کو لیکر اسی دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اسکا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اسکو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی عورتین تعجب سے کہنے لگین کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جس پر تم آئی تھین مین نے کہا ہان وہی ہے وہ کہنے لگین کہ بیشک اس مین کوئی بات ہے

پھر ہم اپنے گھر پہونچے اور وہان سخت قحط تھا سو میری بکریان دودھ سے بھری آتین اور دوسرون کو اپنے جانورون مین ایک قطرہ دودھ نہ ملتا میری قوم کے لوگ اپنے چرواہون سے کہتے کہ ارے تم بھی وہان ہی چراؤ جہان حلیمہ کے جانور چرتے ہین مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ مین کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض ہم برابر خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہان تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور مین نے آپ کا دودھ چھڑا یا اور آپ کا نشو و نما اور بچون سے بہت زیادہ تھا یہان تک کہ دو سال کی عمر مین اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہین اس لیے آپ کی والدہ سے اصرار کر کے وبائے مکہ کے بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مواشی مین پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیون نے پکڑ کر لٹا یا اور شکم چاک کیا مین اسی حال مین چھوڑ کر آیا ہون سو ہم دونون گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے ہین مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے مین نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اس مین کچھ ڈھونڈھ کر نکالا معلوم نہین کیا تھا ہم آپ کو اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہوا ہے قبل اسکے کہ اسکا زیادہ ظہور ہو انکے گھر پہونچا آ مین والدہ کے پاس لیکر گئی کہنے لگین کہ تو تو اسکا رکھنا چاہتی تھی پھر کیون لے آئی؟ مین نے کہا اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے اور مین اپنی خدمت کر چکی خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اس لیے لائی ہون۔ انھون نے فرمایا یہ بات نہین سچ بتلا؟ مین نے سب قصہ بیان کیا کہنے لگین تجھ کو انپر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ مین نے کہا ہان کہنے لگین ہرگز نہین واللہ شیطان کا انپر کچھ اثر نہین ہو سکتا میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے پھر انھون نے بعض حالات حمل و ولادت کے بیان کیے (جو پانچوین فصل کی دوسری اور تیسری روایت اور چھٹی فصل کی پہلی روایت کے اخیر مین مذکور ہوئے) اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت کے ساتھ جاؤ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اس روایت مین متعدد واقعات پر کرامات مذکور ہین

جیسا کہ ظاہر ہو **ف۲** اور حلیمہ کے اس لڑکے کا نام عبد اللہ ہو اور یہ انیسہ اور حذامہ کے
بھائی ہین اور یہ حذامہ شیما کے نام سے مشہور ہین اور یہ سب اولاد ہین حارث بن عبد العزی
کے جو شوہر ہین حلیمہ کے کذا فی زاد المعاد - اور بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان لانے کی تصریح
کی ہو کذا فی الشمامہ وزاد المعاد **پانچوین روایت** محمد بن اسحق نے ثور بن یزید سے (اس
بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
ان دو سفید پوش شخصون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ انکو انکی امت کے دس
آدمیون کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو مین بھاری نکلا پھر اسی طرح سو کے ساتھ پھر
ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس لو واللہ اگر انکو انکی تمام امت سے وزن کروگے تب بھی
یہی وزنی نکلینگے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف۱** اس بات مین آپ کو بشارت سنادی کہ آپ نبی
ہونے والے ہین **ف۲** اور شق صدر اور قلب اطہر کا دھلنا چار بار ہوا ایک تو یہی جو مذکور
ہوا دوسری بار عمر دس سال جو صحرا مین ہوا تھا تیسری بار وقت بعثت کے بماہ رمضان[سلہ]
غار حرا مین چوتھی بار شب معراج مین اور پانچوین بار ثابت نہین کذا فی الشمامہ بتغیر یسیر
شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تفسیر سورۂ الم نشرح مین اسکے متعلق نکتہ لکھا ہو کہ پہلی بار کا شق
کرنا اس لیے تھا کہ آپ کے دل سے جب لہو ولعب جو لڑکون کے دل مین ہوتی ہو نکالڈالین
اور دوسری بار اس لیے کہ جوانی مین آپ کے دل مین رغبت ایسے کامون کی جو مقتضاے
جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتی ہین نہ رہے اور تیسری بار اس لیے کہ آپ کے دل کو قوت
تحمل وحی کی ہو اور چوتھی بار اس لیے کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت[سلہ]
کی ہو کذا فی تواریخ حبیب الہ **چھٹی روایت** آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور
پستان چپ اپنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہ کے بیٹے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے ایسا عدل
آپ کی طبیعت مین تھا اور لڑکپن مین کبھی آپ نے بول وبراز کپڑے مین نہین کیا بلکہ دونون کے
وقت مقرر تھے کہ اسی وقت رکھنے والے آپ کو اٹھا کر حاجت و پیشاب کرا لیتے - اور کبھی

سلہ یہ ایک قول ہو اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول مین کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ **سلہ** عطف ہو عالم پر نہ کہ ملکوت پر کیونکہ عالم ماسوی اللہ ہو اور لاہوت مراتب الٰہیہ سے ہو ۱۲ منہ

ستر آپ کا برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً اُٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ
حبیب الہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ مین ایک بار
بچون کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہا تھا اور سب اپنی لنگی اُتار کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھے
ہوئے تھے مین نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا (کیونکہ ننھے بچپن مین انسان مکلف بھی نہین ہوتا
اور طبعاً و عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہین سمجھا جاتا) دفعۃً (غیب سے) زور
سے ایک دھکا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو بس مین نے فوراً باندھ لی اور گردن پر پتھر
لانے شروع کیے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ساتوین روایت** ابن عساکر نے حلیمہ بن عرفطہ
سے روایت کیا ہی کہ مین مکہ معظمہ پہونچا اور وہ لوگ سخت قحط مین تھے قریش نے کہا اے
ابو طالب چلو پانی کی دعا مانگو ابو طالب چلے اور اُنکے ساتھ ایک لڑکا تھا اس قدر حسین
جیسے بدلی مین سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اُسوقت
ابو طالب کی پرورش مین تھے) ابو طالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی
اور صاحبزادے نے اُنگلی سے اشارہ کیا اور آسمان مین کہین بدلی کا نشان نہ تھا سب
طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسا کذا فی المواہب اور یہ واقعہ آپ کی صغرسنی
مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب الہ **آٹھوین روایت** ایک مرتبہ آپ ابو طالب کے
ساتھ بارہ برس کی عمر مین سفر تجارت شام کو گئے راہ مین بحیرا راہب نصاری کے پاس اتفاق
قیام ہوا راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی دعوت کی اور ابو طالب
سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالمون کے ہین اور اہل کتاب اور یہود اور نصاری اُن کے
دشمن ہین انکو ملک شام مین نہ لیجاؤ مبادا اُنکے ہاتھ سے انکو گزند پہونچے سو ابو طالب نے
مال تجارت وہین بیچا اور بہت نفع پایا اور وہین سے مکہ کو پھر آئے کذا فی تواریخ حبیب الہ
ف سیرت ابن ہشام مین یہ قصہ بہت مفصل و مبسوط ہی **نوین روایت** آپ جب
ابو طالب کی کفالت و تربیت مین تھے جب اُنکے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر
ہو جاتے اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے۔ کذا فی الشمامۃ

ویا ھنا ابنۃ سعد فھی قد سعدت | بسعادۃ قدرھا بین الوری خطر
اور کیا خوش قسمتی ہے حضرت سعدیہ کی کہ انکو ایسی سعادت | حاصل ہوئی جسکی قدر مخلوق مین عظیم ہے

اذا ارضعت خیر خلق اللہ کلھم | مجدا ھو الفوز لا ملک ولا وزر
کیونکہ انھون نے بہترین تمام خلائق کو دودھ پلایا | یہ بڑی کامیابی ہے ایسے کہ برابر نہ شاہی ہے نہ وزارت

رأت لہ معجزات فی الرضاع بدت | وشاھدت برکات لیس تنحصر
انھون نے آپکے بہت سے معجزات دیکھے جو رضاع کی حالت مین ظاہر ہوئے | اور ایسے برکات کا مشاہدہ کیا جنکا حصر نہین ہوسکتا

وحدثت قومھا اھل الکتب بما | یکون من شانہ مذ شخص نظروا
اور اہل کتاب سے اپنی قوم سے آپ کے | حالات بیان کیے جب سے کہ آپ کو دیکھا

یا رب صل وسلم دائما ابدا | علی حبیبک من زانت بہ العصر

نوین فصل ان کے نامون مین جنکے متعلق آپ کی تربیت و رضاع یکے بعد دیگرے ہوتا رہا

آپ زمانہ حمل مین تھے کہ آپ کے والد عبد اللہ کی وفات ہوگئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام صرف دو مہینے حمل پر گذرے تھے کہ عبد اللہ شام کو قافلۂ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہان سے پھرتے ہوے مدینہ مین اپنے ماموں کے پاس بیمار ہوکر ٹھہر گئے تھے کہ وہان ہی وفات پائی کذا فی تواریخ حبیب الہ۔ اور جب آپ چھ سال کے ہوے تو آپ کی والدہ آمنہ آپ کو لیکر مدینہ مین اپنے اقارب سے ملنے گئی تھین مکہ کو واپس آتے ہوے درمیان مکہ و مدینہ کے موضع ابوا مین انھون نے وفات پائی کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اور اسوقت ام ایمن بھی ساتھ تھین کذا فی المواہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبد المطلب کی پرورش مین رہے جب آپ آٹھ سال کے ہوے عبد المطلب کی بھی وفات ہوئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور انھون نے ابو طالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ انکی کفالت مین رہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ یہان تک کہ انھون نے نبوت کا زمانہ بھی پایا۔ اور سات روز تک آپ نے والدۂ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ۔ پھر چند روز تک ثویبہ نے دودھ

پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اُنکے اسلام مین اختلاف ہی اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا اور اُس وقت اُنکا بیٹا مسروح دودھ پیتا تھا پھر حلیمہ سعدیہ نے پلایا اور اس دودھ کے شریک بھائی بہنون کے نام اور اسلام کی نسبت آٹھوین فصل کی چوتھی روایت کے ذیل مین کچھ مضمون مذکور ہوا ہی اور انھین حلیمہ نے آپ کے ساتھ آپ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام فتح مین مسلمان ہوے اور بہت پہلے مسلمان ہوے - اور اس زمانہ مین حضرت حمزہ بھی بنی سعد مین کسی عورت کا دودھ پیتے تھے سو اس عورت نے بھی ایک روز آپ کو دودھ پلادیا جب آپ حلیمہ کے پاس تھے تو حضرت حمزہ دو عورتون کے دودھ کی وجہ سے آپ کے رضاعی بھائی ہین ایک ثویبہ کے دودھ سے دوسرے اس سعدیہ کے دودھ سے - کذا فی زاد المعاد اور جنکے آغوش مین آپ رہے وہ یہ ہین - آپ کی والدہ - اور ثویبہ - اور حلیمہ - اور شیما آپکی رضاعی بہن - اور ام ایمن حبشیہ جنکا نام برکت ہی یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث مین ملی تھین اور آپ نے اُنکا نکاح حضرت زید سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوے کذا فی زاد المعاد

شاباش آن صدف کہ چنان پرورد گہر	آباء و مکرم و ابنا عزیز تر
صلوا علیہ ما طلع الشمس و القمر	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دسوین فصل شباب سے نبوت تک کے بعض حالات مین

پہلی روایت جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوے اور بقولے بیس سال کے ہوے تو قریش اور قیس عیلان مین ایک لڑائی ہوئی تو اس واقعہ کی بعض تاریخون مین آپ بھی تشریف فرماے معرکہ ہوے ہین اور آپ نے فرمایا ہی کہ مین اپنے اعمام کو عدو کے تیرون سے بچاتا تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہی - کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اس سے آپ کا اول ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہی **دوسری روایت** جب آپ پچیس سال کے ہوے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد نے جو کہ قریش مین ایک مالدار بی بی تھین اور تاجرون کو اپنا مال مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھین آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سن کر

آپ سے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لیجائیے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جاویگا آپ نے قبول فرمایا یہانتک کہ آپ شام مین پہونچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اُترے وہان ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپ کو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہین میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم مین سے ایک شخص ہین راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہین اُترا آپ شام سے خوب نفع لیکر واپس ہوے - اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکہ پہونچے تو حضرت خدیجہؓ کو انکا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دوگنا یا اُس سے قریب نفع ہوا (یہ تو آپ کے صدق و امانت کی بین دلیل تھی) اور میسرہ نے اُن سے اُس راہب کا قول اور فرشتون کے سایہ کرنے کا قصہ بیان کیا حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے جو کہ اُنکے چچازاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہی تو محمدؐ اس امت کے نبی ہین او مجھکو (کتب سماویہ سے) معلوم ہی کہ اس امت مین ایک نبی ہونے والا ہی اور اُسکا یہی زمانہ ہو حضرت خدیجہؓ بڑی عاقل تھین یہ سب سن کر آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ مین آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوشخو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہون آپ نے اپنے اعمام سے ذکر کیا اور اُنکے اہتمام سے نکاح ہو گیا - کذا فی سیرۃ ابن ہشام - اُس راہب کا نام نسطورا تھا - کذا فی تواریخ حبیب الہٰ **تیسری روایت** - جب آپ پینتیس سال کے ہوے قریش نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہونچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اُسکی جگہ پر مین رکھون قریب تھا کہ اُن مین ہتھیار چلے آخر اہل الراے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازہ سے جو سب مین پہلے آوے اُسکے فیصلہ پر سب عمل کرو سو سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سب دیکھکر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہین امین ہین اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمت مین یہ معاملہ پیش کیا آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اُس کپڑے مین رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ

تھام لے اور خانۂ کعبہ تک لاوین جب وہان تک پہونچا آپ نے خود اُسکو اُٹھا کر اُسکے موقع پر رکھدیا کذافی سیرۃ ابن ہشام - اس فیصلہ سے سب راضی ہوگئے اُٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہوگیا اور چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجھکو اُسکے موقع پر رکھنے کے لیے اپنا وکیل بناوین کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل کے ہوتا ہے تو اس طرح رکھنے مین بھی سب شریک ہوگئے. کذافی تواریخ حبیب الہ بتغییر الالفاظ من الروض

وفی خدیجۃ الکبریٰ وقصتہا	عجائب یا اولی الابصار فاعتبروا
اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے قصہ مین	عجائب اور ہین اے اہل بینش سو خیال کرو
اختارت المصطفیٰ بعلا وقد نظرت	فی معجزات رسول اللہ تنتشر
اور اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے	معجزات ہین جو کہ ظاہر تھے نظر کی تھی
یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک من زانت بہ العصر

گیارھوین فصل نزول وحی مین اور کفار کی مخالفت مین

جب آپ چالیس برس کے ہوے آپ کو خلوت محبوب ہوگئی آپ غار حرا مین تشریف لیجاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھوین دوشنبہ کے دن جبریل علیہ السلام آئے اور سورۂ اقرأ کی شروع کی آیتین آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہوگئے - اسکے ایک عرصہ کے بعد سورۂ مدثر کی آیتین اول کی نازل ہوئین تو آپ نے حسب حکم فانذر دعوت اسلام شروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی فاصدع بما تؤمر آپ نے علی الاعلان دعوت شروع کی بس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابو طالب آپ کی حمایت کرتے تھے ایک بار کفار نے جمع ہوکر ابو طالب سے کہا کہ یا تو تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کردو ورنہ ہم تم سے لڑینگے اُنھون نے حوالہ کرنا قبول نہ کیا - کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا - ابو طالب آپ کو لیکر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی گھاٹی مین واسطے محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کردی اور سوداگرون کو منع کردیا کہ ان

لوگون کے پاس کوئی چیز نہ بھیجین اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ مین لٹکا دیا
تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب مین نہایت تکلیف مین رہے آخر کار
آپ کو بوحی الہی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اس عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھا لیا
بجز اللہ کے نام کے کہ اس مین کہین کہین تھا ایک حرف نہین چھوڑا آپ نے یہ حال ابو طالب
سے کہا۔ اُنھون نے شعب سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اس کاغذ کو
دیکھو اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم انھین تمھارے حوالہ کر دینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ
تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے اُتار کر اس کاغذ کو دیکھا فی الواقع
ایسا ہی تھا تب قریش اس ظلم سے باز آئے اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا ابو طالب آپ کو اور
بنی ہاشم و بنی مطلب[1] کو لیکر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ مین مشغول ہوے
کذا فی تواریخ حبیب الہ وغیرہ اور یہ عہد نامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غرہ
محرم سنہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اُسکا ہاتھ خشک ہو گیا اور نبوت سے دسال و ہم شعب
سے باہر آئے تھے اور اسی سال مین صمارشعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابو طالب کا
انتقال ہو گیا اور اُنکے تین دن بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہو گئی کذا فی الشمامتہ بعد وفات
حضرت خدیجہ رضہ کے آپ سے دو نکاح قرار پائے ایک حضرت عائشہ رض سے کہ اُس وقت
چھ سال کی تھین مکہ مین اُنکا نکاح ہوا اور مدینہ آکر نو برس کی عمر مین رخصت ہو کر آئین اور دوسرا
نکاح حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے کہ بیوہ تھین مکہ مین نکاح ہوا اور آپ کے ساتھ مدینہ مین

---

[1] عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم مطلب عبد شمس۔ نوفل جناب رسول اللہ صلعم ہاشم کی اولاد مین ہین اور
مطلب کی اولاد مین بنی مطلب ہین۔ عبد شمس کی اولاد مین بنی امیہ ہین۔ حضرت عثمان بنی امیہ مین ہین۔ اور نوفل
کی اولاد مین حضرت جبیر بن مطعم ہین۔ بنی مطلب حالت کفر مین بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے۔
اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حصہ ذوی القربی کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا حضرت
عثمان اور جبیر بن مطعم نے اس باب مین عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح کا ہمین انکار نہین اسلیے کہ خدا تعالی
نے آپ کو اُن مین پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپ سے ایک سی قرابت رکھتے ہین اُنکی ترجیح کی کیا وجہ ہے
آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہین۔ یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہین۔ ترجیح کی یہ وجہ ہے
۱۲ منہ

آئین اور ہمیشہ ازدواج مین رہین۔ کذا فی تاریخ حبیب الہ۔ اس سال دہم مین آپ طائف
بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے اور یہ جانا دعوت اسلام کے لیے اور نیز اس لیے تھا
کہ اُنسے کچھ مدد لین کیونکہ بعد وفات ابو طالب کے کوئی یا رچند بہت آدمی آپ کا حامی تھا
لیکن وہان کے سرداروں نے آپ کی کچھ مدد نہ کی بلکہ سفلے لوگون کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف
پہونچائی آپ وہان سے ملول ہو کر مکہ کو واپس ہوے جب آپ بطن نخلہ مین کہ ایک دن
کی راہ پر مکہ سے ہے پہونچے رات کو وہان رہ گئے آپ قرآن مجید نماز مین پڑھ رہے تھے کہ
سات یا نو جن نینوے کے کہ ایک قریہ ہے موصل مین وہان پہونچے اور کلام اللہ سنکر ٹھہر گئے
جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوے آپ نے انھین اسلام کی طرف دعوت کی وہ سب بلے توقف
مسلمان ہو گئے اور انھون نے اپنی قوم کو جاکر اسلام کی دعوت دی سورہ احقاف آیۃ واذ
صرفنا الیک نفرا من الجن مین اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے پھر آپ مکہ تشریف لائے اور
بدستور ہدایت خلق اللہ مین مشغول ہوے اور آپ عکاظ و مجنہ و ذی المجاز مین کہ اسواق عرب
تھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی قبیلہ متوجہ نہ ہوتا یہان تک کہ سنہ گیارہ ہوتے مین آپ
موسم حج مین اسلام کی طرف دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ اہل یثرب کے آپ کو ملے آپ نے
اُنکو دعوت اسلام کی کی اُنھون نے یہود مدینہ سے سنا ہوا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہونیوالے
اور وہ انصار سے مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہونگے ہم اُنکے ساتھ
ہو کر تم کو قتل کرینگے انصار نے آپ کی دعوت سن کر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہین جنکا ذکر
یہود کرتے ہین لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے ان سے آملین اور چھ آدمی اُن مین سے
مشرف باسلام ہوے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ مین ہم پھر آوینگے مدینہ مین جاکر اُنھون نے
آپ کا ذکر کیا اور ہر گھر مین آپ کا ذکر پہونچا اگلے سال کہ نبوت سے بارھوان سال تھا بارہ
آدمیون نے آپ سے آکر ملاقات کی پانچ پہلون مین کے اور سات اور اور اُنھون نے
احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی اسکا نام بیعت عقبۂ اولی ہے آپ نے حسب درخواست
اُنکی مصعب بن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینہ کو بھیجدیا مصعب نے
تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار مین کے مسلمان ہو گئے تھوڑے

اُن مین سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ ہوت سے تیرھوان سال تھا ستر آدمی شرفاے انصار مین سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لے جاوینگے ہم خدمتگزاری مین کوتاہی نہ کرینگے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینہ پر چڑھ آویگا ہم اُس سے لڑینگے اور جان نثاری مین قصور نہ کرینگے اسکا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہی عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین ایک گھاٹی پر یہ دونون بیعتین ہوئی تھین کذا فی تاریخ حبیب الہ و سیرۃ ابن ہشام

من الروض

وعند ما جاء جبرئیل وقال له
اور جب جبرئیل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ

اقرأ وانزلت الآیات والسور
پڑھیے اور آیات اور سورتین نازل ہونے لگین

دعی لدین الله العرش فابتدرت
اپنے رب العرش کے دین کی طرف دعوت فرمائی سو آپکی دعوت پر

لما ہتی زمر من بعدها زمر
ست سی جماعتین دوڑین اور اُنکے بعد اور جماعتین دوڑین

وقام ینذر قوما خالفوا سفها
اور آپ مستعد ہوئے کہ ایسی قوم کو ڈرائینگے جنھونے حماقت سے مخالفت کی

وکذبوا حسدا والحق هم بطروا
اور حسد سے تکذیب کی اور حق سے تکبر کیا

فبرأ الله مما قد رموه به
سو اللہ تعالی نے آپ کو اُن تہمتون سے بری کیا جو اُنھون نے

وزوروه فاقوال العدی هذر
آپ پر لگائی تھین اور اُنکو اختراع کیا تھا سو مخالفین کے اقوال لغو تھے

وقایة الله اغنت عن مضاعفة
حمایت خداوندی نے زرہون کے اوپر تلے پہننے کی

من الدروع فما الارماح والبتر
ضرورت نہ رکھی سو نیزے اور تلوارین کیا چیز ہین

یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبك من زانت به العصر

فصل[1] بارھوین واقعہ معراج شریف مین

اور اس فصل کو بوجہ مہتم بالشان ہونے کے ملقب بہ تنویر السراج

[1] اس فصل کی روایتین مواہب سے ہین اور جو دوسری کتاب کی ہین وہان اُنکے نام کے ساتھ لفظ کذا بڑھا دیا ہی اور اگر اس فصل کو کبھی جداگانہ شائع کیا جاوے تو یہ حاشیہ اس لفظ فصل پر لکھا جاوے جو اُسکی تمہید مین مذکور ہی جیسا حاشیہ آئندہ مین معلوم ہو گا ۱۲ منہ

فی لیلۃ المعراج کرتا ہون

منجملہ کمالات نبویہ عظیمۃ الشان کے ایک یہ واقعہ ہی جو مکہ مین بقول زہری ۵ سنہ ہجری نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جسکے راوی اتنے صحابی ہین۔ حضرت عمر رض۔ حضرت علی رض۔ حضرت ابن مسعود رض۔ حضرت ابن عباس رض۔ حضرت ابن عمر رض۔ حضرت ابن عمرو رض۔ حضرت ابی بن کعب رض۔ حضرت ابوہریرہ رض۔ حضرت انس رض۔ حضرت جابر رض۔ حضرت بریدہ رض۔ حضرت سمرہ بن جندب رض۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رض۔ حضرت شداد بن اوس رض۔ حضرت صہیب رض۔ حضرت مالک بن صعصعہ رض۔ حضرت ابی امامہ رض۔ حضرت ابوایوب رض۔ حضرت ابوحبہ رض۔ حضرت ابوذر رض۔ حضرت ابوسعید خدری رض۔ حضرت ابوسفیان بن حرب رض۔ مردون مین سے اور حضرت عائشہ رض۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رض۔ حضرت ام ہانی رض۔ حضرت ام سلمہ رض۔ عورتون مین سے اور انکے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا ہون **واقعہ اول** آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین حطیم مین لیٹا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت مین ہی کہ آپ شعب ابی طالب مین تھے (رواہ الواقدی) اور ایک روایت مین ہی کہ آپ ام ہانی کے گھر تھے (رواہ الطبرانی) اور ایک روایت مین ہی کہ آپ اپنے گھر مین تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری) **ف** جمع ان روایات مین یہ ہی کہ ام ہانی کے گھر کو جو شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرمادیا۔ وہان سے آپ کو مسجد مین حطیم مین لے گئے اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا کہ وہان پہونچکر بھی لیٹ گئے **ف** اور چھت کھولنے مین حکمت یہ تھی کہ آپ کو ابتداے امر ہی سے معلوم ہوجاے کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارق عادت ہونیوالا ہی **واقعہ دوم** کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت مین ہی کہ آپ مسجد حرام مین سوتے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ایک روایت مین ہی کہ تین

---

۱ اس تلقیب مستقل مین یہ مصلحت بھی سوچی گئی کہ اگر اسکو جدا گانہ چھاپنا چاہے تو نام نہ سوچنا پڑے البتہ اس صورت مین اسکے اول مین بطور تمہید کے یہ عبارت بڑھا دینا مستحسن ہوگا "بعد حمد و صلوۃ یہ ایک فصل ہی نشر الطیب کی واقعہ معراج شریف مین جسکا لقب خود مؤلف نے تنویر السراج فی لیلۃ المعراج رکھا تھا جسکو استقلالا شائع کیا جاتا ہی و باللہ التوفیق منجملہ کمالات نبویہ الخ ۱۲ منہ

۲ مگر چونکہ مشہور بارھوان سنہ تھا اس لیے یہ فصل ترتیب مین فصل سابق کے مضمون سے مؤخر کی گئی ۱۲ منہ مدظلہ العالی

شخص آئے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) مین سے کون سے ہین
دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہین تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہو اُسی کو لے لو آئندہ
شب کو پھر وہی تینون آئے اور کچھ بولے نہین اور آپ کو اُٹھا لے گئے (رواہ البخاری) **ف** یہ
حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتدا مین تھی اور اسی کو سونا کہدیا پھر آپ جاگ اُٹھے
اور تمام واقعہ مین بیدار رہے۔ اور بعض روایت مین جو معراج کے اخیر مین آیا ہو کہ پھر مین جاگ اُٹھا
مراد یہ ہو کہ اُس حالت سے افاقہ ہو گیا اور بعض نے اس زیادت کو غیر محفوظ کہا ہو۔ اور یہ جو کہا گیا
کہ ان حاضرین مین سے کون سے ہین وجہ اسکی یہ ہو کہ قریش خانۂ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے
(رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی مین ہو کہ اول جبرئیل و میکائیل آئے اور یہ گفتگو کر کے چلے گئے پھر
تین آئے اور مسلم مین ارشاد نبوی ہو کہ مین نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہو کہ ان تین مین ایک
شخص ہین جو دو شخص کے بیچ مین ہین اور مواہب مین ہو کہ مراد ان دو شخصون سے حضرت حمزہ رضؓ
و حضرت جعفر رضؓ ہین کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان دونون کے درمیان سو رہے تھے **واقعہ**
سوم اول آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک
زرین طشت مین زمزم شریف کا پانی تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا
جس مین ایمان اور حکمت تھا وہ قلب مین بھر دیا گیا اور اُسکے اصلی مقام پر اُسکو رکھکر درست
کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم من روایتین عن ابی ذر رضؓ و مالک بن صعصعۃ رضؓ) **ف** ملائکہ کا زمزم شریف
سے آپ کے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا بعض علماء کے نزدیک اسکی دلیل ہو
کہ آب زمزم اُس سے افضل ہو (قالہ شیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال باوجود
اُسکے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہو اول یہ کہ تحریم ذہب مدینہ مین ہوئی تو اُسوقت تحریم
نہ تھی (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت مین استعمال ہونے کا
جائز ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آپ نے استعمال نہین کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلف نہین (عن ابن ابی جمرۃ)
اور ایمان و حکمت کا طشت مین ہونا اسکے معنی یہ ہین کہ کوئی ایسی چیز جو اہر غیبیہ سے تھی جس سے
ایمان اور حکمت مین ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جواہر کا تلبس و استعمال قلب اور دماغ مین قوت
اور فرحت بڑھاتا ہو چونکہ وہ سبب تھا حکمت و ایمان کا اس لیے اُسکا یہی نام رکھدیا گیا (کذا قالہ

النووی) **واقعۂ چہارم** پھر آپ کے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو براق کہلاتا ہے
جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اسقدر برق رفتار ہے کہ اپنی منتہاے نظر پر قدم
رکھتا ہے (کذا رواہ مسلم) اور اُسپر زین و لگام لگا ہوا تھا جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجھ پر سوار
نہیں ہوا بس وہ عرق عرق ہو گیا (رواہ الترمذی) اور آپ اُسپر سوار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام
نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی (عن شرف المصطفی بروایۃ ابی سعد)
ف یہ شوخی براق کی غضبانہ تھی بلکہ طرباً تھی پھر آپ کے مرتبہ کی تحدید انحصار و تنبیہ سے خجل ہو کر
ساکن ہو گیا جیسا ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے اور اُسکو حرکت ہوئی اور
آپ کے اس ارشاد سے ساکن ہو گیا کہ اثبت فانما علیك نبی وصدیق وشہیدان اور
یہ جو بعض روایات میں آیا ہے کہ جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان دنیا پر پہونچے (رواہ البخاری)
اور بعض میں آیا ہے کہ آپ کو جبرئیل علیہ السلام نے براق پر اپنے پیچھے سوار کیا (رواہ ابن حبان
فی صحیحہ والحارث فی مسندہ) سو انکو روایت بالا سے تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اول اول
جبرئیل علیہ السلام خود بھی اس مصلحت سے سوار ہو لیے ہوں کہ آپ کو طبعاً خوف معلوم نہ ہو پھر اُتر کر
رکاب تھام لی ہو اور دونوں حالتوں میں گاہ گاہ ضرورت کے موقع پر آپ کو تھامنے کے لیے ہاتھ
پکڑ لیتے ہوں **واقعۂ پنجم** جب آپ منزل مقصود کو روانہ ہوئے آپ کا گذر ایک ایسی زمین پر ہوا
جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اُتر کر یہاں نماز
(نفل) پڑھیے آپ نے نماز پڑھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یثرب[۱] (مدینہ) میں نماز
پڑھی پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اُتر کر نماز پڑھیے آپ نے
نماز پڑھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی پھر بیت اللحم پر گذر ہوا وہاں
بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے (رواہ البزار
والطبرانی وصححہ البیہقی فی الدلائل) اور ایک روایت میں بجاے مدین کے طور سینا ہے کہ آپ نے

۱؎ اُسوقت تک اسکا نام یہی تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے بعد سے مدینہ مقرر ہوا اور بعض
روایات میں اب یثرب کہنے کی کراہت آئی ہے ۱۲ منہ

طور سینا پر نماز پڑھی ہی جہان اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہی (کذا رواہ النسائی)
واقعہ ششم جس میں عجائب واقعات برزخ کے ملاحظہ فرمائے اور وہ یہ ہی کہ آپ کا گذر
ایک عجوزہ پر ہوا جو سر راہ کھڑی تھی آپ نے دریافت فرمایا کہ ای جبرئیل یہ کیا ہی انھون نے
کہا کہ آپ چلیے چلیے آپ چلتے رہے ایک بڈھا رستہ سے ہٹا ہوا ملا کہ آپ کو بلاتا ہی کہ ای محمد ادھر آئیے
جبرئیل علیہ السلام نے کہا چلیے چلیے اور آپ کا ایک جماعت پر گذر ہوا کہ انھون نے آپ کو بایں
الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ انکو جواب دیجیے اور اس حدیث کے آخر میں ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا
جو آپ نے دیکھی وہ دنیا تھی سو دنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہی جتنی بڑھیا کی عمر رہ گئی ہی اور جس نے آپ کو
پکارا تھا وہ ابلیس تھا اور اگر آپ ابلیس کے اور دنیا کے پکارنے کا جواب دیدیتے تو آپ کی
امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور جنھون نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے (رواہ البیہقی فی الدلائل و قال الحافظ عماد الدین
بن کثیر فی الفاظہ نکارۃ و غرابۃ) اور طبرانی اور بزار کی حدیث میں بروایت ابی ہریرہ رضہ یہ ہی کہ
آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بوتے بھی ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں اور جب کاٹتے
ہیں پھر ویسا ہی ہو جاتا ہی جیسا کاٹنے کے قبل تھا آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا
ہو انھون نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ انکی نیکی سات سو گونہ تک بڑھتی ہی
اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکا نعم البدل عطا فرماتا ہی اور وہ بہترین رزق دینے والا
ہی۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جنکے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں
تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور اسکا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا ای جبرئیل یہ
کیا ہو انھون نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سر گرانی کرتے ہیں۔ پھر ایک قوم پر آپ کا
گذر ہوا کہ انکی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی کی طرح چر رہے
تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور انپر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا
اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جنکے سامنے

ایک ہنڈیا مین پکا ہوا گوشت رکھا ہو اور ایک ہنڈیا مین کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہو وہ لوگ اُس سڑے ہوے کچے گوشت کو کھا رہے ہین اور پکا ہوا گوشت نہین کھاتے آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت مین سے وہ مرد ہی جسکے پاس حلال طیب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہان تک کہ صبح ہو جاوے۔ اسی طرح وہ عورت ہی جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھ کر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے اور رات کو اُسکے پاس رہے یہانتک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیون کا جمع کر رکھا ہو کہ وہ اسکو اُٹھا نہین سکتا اور وہ اُس مین اور لا لا کر رکھتا ہو آپ نے پوچھا یہ کیا ہی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت مین ایسا شخص ہی جسکے ذمہ لوگون کے بہت سے حقوق و امانت ہین جنکے ادا پر قادر نہین اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہی۔ پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جنکی زبانین اور ہونٹھ آہنی مقراضون سے کاٹے جا رہے ہین اور جب وہ کٹ چکتے ہین تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہین اور یہ سلسلہ بند نہین ہوتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گمراہی مین ڈالنے والے واعظ ہین۔ پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جس مین سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہی پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہی لیکن نہین جا سکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہی جو ایک بڑی بات منھ سے نکالے پھر نادم ہو مگر اُسکو واپس کرنے پر قادر نہین۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور وہان ایک پاکیزہ خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہی کہ کہتی ہی کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہی مجھ کو دیجیے کیونکہ میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا اور گلاس اور تشتریان اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہونچ گئے تو اب میرے وعدہ کی چیز (یعنی سکان جنت) مجھ کو دیجیے کہ وہ ان نعمتون کو استعمال کرین۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز کیا گیا ہی ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولون پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراوے اور جو مجھ سے ڈریگا وہ مامون رہیگا اور جو مجھ سے مانگیگا مین اُسکو

دونگا اور جو مجھ کو قرض دیگا مین اُسکو جزا دونگا اور جو مجھ پر توکل کریگا مین اُسکو کفایت کرونگا
مین اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود نہین مین وعدہ خلافی نہین کرتا بیشک مومنون کو فلاح حاصل
ہوئی اور اللہ تعالی جو احسن الخالقین ہی بابرکت ہی جنت نے کہا کہ مین راضی ہوگئی - پھر ایک وادی
پر گذر ہوا اور ایک وحشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے پوچھا یہ کیا ہی جبرئیل علیہ
السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہی کہتی ہی کہ ای رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہی (یعنی دوزخیون سے
بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما کیونکہ میری زنجیرین اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب
بہت کثرت کو پہونچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہوگئی اللہ تعالی کا ارشاد ہوا کہ
تیرے لیے تجویز کیا ہی ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین
نہین رکھتا - دوزخ نے کہا کہ مین راضی ہوگئی - اور ابو سعید کی روایت مین بیہقی سے روایت
ہی کہ آپ نے فرمایا مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجیے
مین آپ سے کچھ دریافت کرتا ہون مین نے اُسکی بات کا جواب نہین دیا پھر ایک اور نے مجھ کو
بائین طرف سے اسی طرح پکارا مین نے اُسکو بھی جواب نہین دیا اور اُس مین یہ بھی ہی کہ ایک
عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھون کو کھولے ہوے ہی اور اُسپر ہر قسم کی آرائش ہی جو خدا تعالی
نے بنائی ہی اُسنے بھی کہا ای محمد میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرونگی مین نے اُسکی
طرف التفات نہین کیا - اور اُسی حدیث مین ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پہلا پکارنیوالا
یہود کا داعی تھا اگر آپ اُسکو جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہوجاتی اور دوسرا پکارنیوالا
نصاری کا داعی تھا اگر آپ اُسکو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہوجاتی اور وہ عورت دنیا
تھی (یعنی اُسکے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی) جیسا
اوپر[1] آچکا ہی اور ظاہرا یہ واقعات قبل عروج الی السموات دیکھے گئے[2] اور بعضے واقعات بعد عروج[3]

---

[1] یعنی سرخی واقعۂ ششم کے شروع پر ۱۲ منہ [2] چنانچہ دلائل بیہقی والی حدیث کے شروع مین یہ الفاظ وارد ہین
فقال لها جبرئیل مه یا براق فوالله ما رکبك مثله فسار رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا هو بعجوزة الخ
جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہی کہ رکوب براق کے بعد متصل ہی ان واقعات کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ [3] مقتضا ترتیب کا
انکا ذکر کرنا بعد ذکر عروج کے تھا مگر واقعات کے تناسب سے یہ اقتران مستحسن معلوم ہوا ۱۲ منہ

دیکھنے کی تصریح ہے چنانچہ اُسی حدیث بالا مین ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہان آدم
علیہ السلام کو دیکھا اور وہان بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اُسپر کوئی شخص
نہین اور دوسرے خوانون پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اُسپر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہین
جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو حلال کو چھوڑتے ہین اور حرام کو کھاتے ہین اور اُسی
مین یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جنکے پیٹ کوٹھریون جیسے ہین جب اُن مین سے کوئی اٹھتا ہے
تو گر پڑتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہین اور آپ کا گذر ایسی
قوم پر ہوا کہ اُنکے لب اونٹ کے سے ہین وہ چنگاریان نگلتے ہین اور وہ اُنکے اسفل سے نکل رہی
ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو یتیمون کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپ کا گذر ایسی
عورتون پر ہوا کہ پستانون سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھین اور وہ زنا کرنے والیان تھین۔ اور
آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جنکے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور انھین کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ
چغلی و عیب چین تھے **ف** عالم برزخ باعتبار مکان کے خواہ کہین ہو مگر انکشاف اُسکا مقید نہین
صاحب کشف کے اُس مکان مین ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال ان صورتون
کے نظر آئے ہون جو آدم علیہ السلام کے یسار مین تھین جنکا ذکر واقعہ دہم مین ہویگا اور بعض
مکشوفات کی نسبت تصریح نہین کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباس رض سے
روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپ کا گذر ہوا جنکے ساتھ بڑا مجمع تھا
اور بعض انبیاء پر گذر ہوا جنکے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہان تک کہ
آپ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا مین نے پوچھا یہ کون صاحب ہین کہا گیا کہ موسیٰ اور اُنکی قوم
ہین لیکن اپنا سر اوپر اٹھائیے اور دیکھیے سو دیکھتا کیا ہون کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق
کو گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور انکے علاوہ آپ کی امت مین سے ستر ہزار اور ہین
جو جنت مین بے حساب داخل ہونگے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہین جو داغ نہین لگاتے
اور جھاڑ پھونک نہین کرتے اور شگون نہین لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہین (کذا رواہ الترمذی)

واقعہ ہفتم جب آپ بیت المقدس پر پہنچے حضرت انس رض سے مسلم کی روایت ہے کہ آپ ارشاد
فرماتے ہین کہ مین نے براق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السلام اپنے مراکب کو

باندھتے تھے - اور بزار نے بریدہ سے روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے پتھر مین جو کہ بیت المقدس
مین ہی انگلی سے سوراخ کر کے اس سے براق کو باندھ دیا **ف** دونون روایتین اس طرح جمع ہو سکتی
ہین کہ وہ حلقہ تو قدیم الزمان سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہو گیا ہو جبرئیل علیہ السلام نے انگلی سے
کھول دیا ہو اور دونون حضرات باندھنے مین شریک ہون - اور اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ باندھنے
کی ضرورت کیا تھی کہ وہ تو مسخر کر کے بھیجا گیا تھا ممکن ہے کہ اس مقام مین آنے سے اسمین کچھ آثار ہیجان
کے پیدا ہو گئے ہون اور بھاگنے کا بھی اندیشہ ہو تاہم اسکی شوخی وغیرہ سے آپ کے قلب کے
پریشان ہونے کا احتمال ہو اور حکمتون کا احاطہ کون کرسکتا ہے **واقعہ ہشتم** تفسیر ابن ابی حاتم مین
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب آپ بیت المقدس پہونچے اور اس مقام پر پہونچے
جسکا نام باب محمد ہی تو براق کو باندھ کر دونون صاحب فنا مسجد مین پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ اے محمد کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حورعین دکھلا دے
آپ نے فرمایا ہان جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتون کے پاس جائیے اور انکو سلام کیجیے
آپ فرماتے ہین کہ مین نے انکو سلام کیا تو انھون نے میرے سلام کا جواب دیا مین نے پوچھا
تم کس کے لیے ہو انھون نے کہا کہ ہم نیک ہین حسین ہین اور ایسے مردون کی بیبیان ہین جو
پاک ہین صاف ہین اور میلے نہ ہونگے اور ہمیشہ رہینگے کبھی جنت سے جدا نہ ہونگے اور ہمیشہ
زندہ رہینگے اور کبھی نہ مرینگے سو وہان سے ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے
پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی گئی ہم لوگ صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے
سو میرا ہاتھ جبرئیل علیہ السلام نے پکڑ کر آگے کر دیا مین نے سب کو نماز پڑھائی جب مین فارغ
ہوا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو معلوم ہی ان لوگون نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہی مین نے
کہا نہین انھون نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہی - اور بیہقی نے
ابو سعید سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اور جبرئیل بیت المقدس
(کی مسجد) مین داخل ہوئے اور دونون نے دو دو رکعت نماز پڑھی - اور ابن مسعود کی روایت
مین اتنا اور زیادہ ہی کہ مین مسجد مین گیا تو انبیاء علیہم السلام کو مین نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے
ہین کوئی رکوع مین ہین کوئی سجدہ مین پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف

درست کر کے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں سو جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعود رضی سے مسلم نے روایت کیا ہے کہ نماز کا وقت آگیا اور میں انکا امام بنا اور ابن عباس رضی سے یہ ہے کہ جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہونچے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیا آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور بیہقی میں ابو سعید سے اس طرح روایت ہے کہ آپ نے داخل ہو کر فرشتون کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اس جماعت کے آپ امام ہوے[1]) جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں انھون نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کیا انکے پاس پیام آنے کے لیے بلانے کے لیے آسمانون پر بلانے کے لیے بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرماوے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ) پھر ارواح انبیا علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور انھون نے اپنے رب پر ثنا کی سو ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح ثنا کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو ایسا امام بنایا کہ میری اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھ کو آتش (نمرودی) سے نجات دی اور اس کو میرے لیے ٹھنڈا اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے یہ ثنا کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام خاص فرمایا اور مجھ کو برگزیدہ فرمایا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق عدل کرتے ہیں پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا اور میرے لیے پہاڑون کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندون کو بھی (تسبیح کے لیے مسخر فرمایا) اور مجھ کو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرے لیے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا

[1] کیونکہ جب آپ امام الانبیا ہیں اور انبیا ملائکہ سے افضل ہیں تو امام الملائکہ بدرجۂ اولیٰ ہونگے ۱۲ منہ

کہ جو چیزین چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے عمارات عالیشان اور مجسم تصاویر کہ اُسوقت درست تھین)
اور مجھکو پرندون کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھکو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لیے شیاطین
اور انسان اور جن اور طیر کے لشکرون کو مسخر کیا اور مجھکو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لیے
شایان نہوگی اور میرے لیے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اُسکے متعلق مجھسے کچھ حساب ہی نہوگا۔
پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالی کے لیے ثابت
ہین جسنے مجھکو اپنا کلمہ بنایا اور مجھکو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ انکو مٹی سے بناکر کہدیا کہ
تو (ذی روح) ہوجا اور وہ (ذی روح) ہوگیا اور مجھکو لکھنا اور حکمت اور توراۃ و انجیل کا علم دیا اور
مجھکو ایسا بنایا کہ مین مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بناکر اُسمین پھونک دیتا تھا تو وہ خدا تعالی
کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھکو ایسا بنایا کہ مین مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کردیتا تھا
اور مردون کو زندہ کردیتا تھا اور مجھکو پاک کیا اور مجھکو اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی
سو ہمپر شیطان کا کوئی تابو نہین چلتا تھا۔ راوی کہتے ہین کہ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی
ثنائی اور فرمایا کہ تم سب نے اپنے رب کی ثنائی اور مین بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہون جمیع محامد
اللہ تعالی کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو رحمۃ للعالمین اور تمام لوگون کے لیے بشیر و نذیر بناکر بھیجا
اور مجھپر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس مین ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً)
اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگون کے نفع (دین) کے لیے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو
امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہین (یعنی رتبہ مین) اور آخر بھی ہین (یعنی
زمانہ مین) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھسے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور
مجھکو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور مین اول اور ظہور مین آخر)
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کرکے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہوگئے۔ پھر آپ کے عروج الی السموات کا ذکر کیا۔ اور ایک روایت
مین آپ نے بالخصوص تین پیغمبرون کا ابراہیم علیہ السلام و موسی علیہ السلام و عیسی علیہ السلام
کا نماز پڑھنا اور ہر ایک کا حلیہ بیان فرمایا اور اُس مین یہ بھی ہے کہ جب مین نماز سے فارغ ہوا تو مجھسے
ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمد یہ مالک داروغہ دوزخ کے ہین انکو سلام کیجیے مین نے اُنکی طرف

پوچھا کہ یہ کون ہین اور نام سنکر فرشتون کا پوچھنا کہ کیا انکے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا دلیل اسکی ہی کہ ان فرشتون کو حق تعالی پر علم مفوض آپ کے لیے ایسا ہونے والا ہی آگے اس مین دو احتمال ہین یا تو مفوض اسماء نبوی نہ ہو کہ [illegible] نہ ہوا ہو کیونکہ ملائکہ کے مشاغل مختلف ہین دوسرے معاملات کا ہر وقت علم نہین ہوتا اور یا نبوت کا علم پہلے سے ہوا اور مقصود پوچھنے سے یہ ہو کہ معراج کے لیے انکے پاس حکم پہونچ چکا اور اسی طرح آگے جو سموات مین سوال ہوا ہی وہان بھی یہی تقریر ہو
نمبر ۶ - پھر حضرات انبیا علیہم السلام سے ملاقات ہوئی نمبر ۷ - پھر سب حضرات کا خطبہ پڑھنا
نمبر ۸ - پھر پیاس معلوم ہوئی تو جنکی روایات مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ چار رکھے دودھ اور شہد اور شراب اور پانی کسی نے دو کے ذکر پر اکتفا کیا کسی نے تین کے ذکر پر یا یہ کہ تین ہون ایک پیالے مین پانی ہو کہ تسنیم مین شہد جیسا ہو کبھی اسکو شہد کہا ہو کبھی پانی اور ہر چند کہ شراب اس وقت حرام نہ تھی لیکن چونکہ بعد مین حرام ہونی تھی اور سامان نشاط ضرور ہی اس لیے مشابہ دنیا کے ذائقہ بھی اگر [illegible] یہ پیالہ [illegible] تعلق کے لیے نہین تو یہ بھی امر زائد او اشارہ لذات دنیا کی طرف ہوا اور پانی بھی [illegible] غذا ہی غذا نہین جس طرح دنیا معین دین ہی مقصود نہین اور دین خود غذا روحانی مقصود [illegible] دودھ غذا سے بہائی مقصود ہی اور گو غذائین اور بھی ہین مگر دودھ کو اورون پر ترجیح ہی کہ یہ کھانے اور پینے دونون کا کام دیتا ہی اور ایسے ہی ظروف کا بعد سدرۃ المنتہی کے پیش ہونا آیا ہی پہلا آگے آویگا تو یہ پیشی مکرر ہوئی ہی تصریح بہ الحافظ عماد الدین ابن کثیر شاید اسمین مصلحت تقویت تنبیہ و تاکید تجدید ہو نمبر ۹ پھر آسمان کا سفر - اور اس تقریر سے جس طرح ترتیب واقعات کی معلوم ہوئی اسی طرح روایات مذکورہ کے اختلافات از قبیل تعارض بھی رفع ہوگئے اور روایات جمع ہوگئین ولعل عند غیری احسن من ہذا اور شاید یہان پر انبیا اور ملائکہ کا جمع ہونا بطور استقبال نبوی کے ہو واللہ اعلم **واقعۂ دہم** اسکے بعد آپ کا آسمانون پر صعود ہوا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ براق پر تشریف لے گئے بخاری مین آپ کا ارشاد ہی کہ بعد قلب دھونے اور اس مین ایمان وحکمت بھرنے کے مجھ کو براق پر سوار کیا گیا جسکا ایک قدم اسکے منتہاے نگاہ پر پڑتا ہی اور مجھ کو جبریل لے چلے یہانتک کہ آسمان دنیا تک پہونچے اس سے ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہی کہ آسمان پر بھی براق ہی کی سواری پر تشریف لے گئے گو درمیان مین بیت المقدس مین بھی اترے

اور بیہقی مین ابو سعید کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ پھر (یعنی بعد فراغ
اعمال بیت المقدس کے) میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جسپر بنی آدم کی ارواح (بعد موت کے)
چڑھتی ہین سو اس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلائق کی نظر سے نہین گذرا تم نے (بعض) میت کو
آنکھین پھاڑکر آسمان کی طرف دیکھتے ہوے دیکھا ہوگا سو وہ اس زینہ کو دیکھکر خوش ہوتا ہو
اور شرف مصطفی مین ہو کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اسکے داہنے بائین ملائکہ اوپر
تلے گھیرے ہوے تھے۔ اور کعب کی روایت مین ہو آپ کے لیے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا
اور ایک سونے کا یہانتک کہ آپ اور جبرئیل اسپر چڑھے۔ اور ابن اسحق کی روایت مین آپ کا
ارشاد ہو کہ جب مین بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا گیا اور میرے رفیق (یعنی
جبرئیل) نے مجھ کو اسپر چڑھایا یہانتک کہ دروازہ آسمان تک پہونچے ف براق اور زینہ
کی روایات مین اس طرح جمع ممکن ہو کہ کچھ ایک پر سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر جس طرح مکرم مہمان کے
روبرو کئی سواریان حاضر کی جاتی ہین اسکو اختیار ہوتا ہو خواہ تھوڑی تھوڑی مسافت سب پر قطع
کرے۔ اور براق ہرچند کہ نہایت تیز رفتار ہو مگر اسکی سرعت اور بطور راکب کے قبضہ مین ہوگا
کیونکہ براق پر سوار ہونے کے بعد مختلف مواقع و مقامات پر نزول اور مختلف مناظر پر مفصل اطلاع
و مرور ظاہر اعتدال فی السیر کا قرینہ ہو **واقعۂ یازدہم** حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اول
آسمان دنیا تک پہونچے جبرئیل علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلوایا (ملائکہ کی) جانب سے
سے) پوچھا گیا کون ہو کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین انھون نے کہا کہ محمد (صلی
اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کہ کیا انکے پاس پیام الہی (نبوت کے لیے یا آسمانون پر بلانے کے لیے)
بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان (رواہ البخاری) اور بیہقی کی حدیث مین ابو سعید رض سے روایت
ہو کہ آسمانون کے دروازون مین سے ایک دروازہ پر پہونچے اسکا نام باب الحفظہ ہو اسپر ایک فرشتہ
مقرر ہو اسکا نام اسماعیل ہو اسکی ماتحتی مین بارہ ہزار فرشتے ہین اور شریک کی روایت مین حدیث
بخاری مین یہ بھی ہو کہ اہل سموات کو خبر نہین ہوتی کہ زمین پر اللہ تعالی کا کیا کرنے کا ارادہ ہو جب تک
کہ انکو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے الخ جیسے یہان جبرئیل علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوا اس سے
فرشتون کے اس پوچھنے کی وجہ معلوم ہو گئی کہ کیا انکے پاس پیام الہی پہونچا ہو اور اس پوچھنے مین جو دو

احتمال ذکر کیے گئے تفصیل اسکی واقعۂ ہشتم نمبر ۵ مین مذکور ہوئی ہی اور وہان خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی
لکھی گئی ہی اس دلیل نقلی سے اُس توجیہ عقلی کی تائید ہوگئی - بخاری کی روایت مین ہی کہ فرشتون نے
یہ سنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا آپ فرماتے ہین کہ مین وہان پہونچا
تو دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہین انکو
سلام کیجیے مین نے اُنکو سلام کیا اُنھون نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا فرزند صالح اور نبی
صالح کو اور ایک روایت مین ہی کہ آسمان دنیا مین ایک شخص کو بیٹھا دیکھا جنکے داہنی طرف کچھ
صورتین نظر آتی ہین اور کچھ صورتین بائین طرف ہین جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہین ہنستے ہین اور
جب بائین طرف دیکھتے ہین روتے ہین مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہین انھون نے
کہا آدم علیہ السلام ہین اور یہ صورتین داہنی اور بائین انکی اولاد کی روحین ہین سو داہنی طرف
والے جنتی ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین اس لیے داہنی طرف دیکھ کر ہنستے ہین اور بائین
طرف دیکھ کر روتے ہین کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین اور بزار کی حدیث مین ابوہریرہ سے روایت
ہی کہ انکی داہنی طرف ایک دروازہ ہی کہ اس مین سے خوشبودار ہوا آتی ہی اور بائین طرف ایک
دروازہ ہی کہ اس مین سے بدبودار ہوا آتی ہی جب داہنی طرف دیکھتے ہین خوش ہوتے ہین اور جب
بائین طرف دیکھتے ہین مغموم ہوتے ہین - اور شریک کی روایت بالا مین یہ بھی ہی کہ آپ نے سماے
دنیا مین نیل و فرات کو دیکھا اور اسی روایت مین یہ بھی ہی کہ اسی سماء دنیا مین ایک اور نہر بھی دیکھی
جسپر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہین اور وہ کوثر ہی ف حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء مین اسکے
قبل بیت المقدس مین بھی مل چکے ہین اور اسی طرح وہ اپنی قبر مین بھی موجود ہین اور اسی طرح بقیہ سموات
مین جو انبیا علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہی اسکی حقیقت یہ ہی کہ قبر مین تو اصلی جسد سے
تشریف رکھتے ہین اور دوسرے مقامات پر اُنکی روح کا تمثل ہوا ہی یعنی غیر عنصری جسد سے جسکو صوفیہ
جسم مثالی کہتے ہین روح کا تعلق ہوگیا اور اس جسد مین تعدد بھی اور ایک وقت مین روح کا سب کے
ساتھ تعلق بھی ممکن ہی لیکن اُنکے اختیار سے نہین بلکہ محض بقدرت و مشیت حق - اور ظاہراً یہ جسم مثالی
جو دونون جگہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان مین
نہین پہچانا - البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہین اُنکو وہان دیکھنا مع الجسد

ہو سکتا ہی لیکن اُنکو جو بیت المقدس مین دیکھا جیسا واقعۂ ہشتم مین مذکور ہی وہ مع الجسد نہین تھا بلکہ بالمثال ہی کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہی اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہی کہ بیت المقدس مین مع الجسد ہون اور آسمان سے وہ آگئے ہون یا دونون جگہ مع الجسد ہون کہ اول آسمان سے بیت المقدس آئے ہون پھر یہان سے وہان پہونچ گئے ہون مگر خلاف ظاہر ہی واللہ اعلم اور آدم علیہ السلام کے داہنے بائین جو صورتین نظر آئین وہ بھی ارواح کی صورتین مثالیہ تھین اور بزار کی روایت مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارواح اسوقت آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھین بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھین اور اُس ٹھکانے اور مقام آدم علیہ السلام کے درمیان دروازہ تھا اُس دروازہ سے اُن صورتون کا عکس اس مقام پر پہونچتا ہوگا یا وہ ہوا جو آتی تھی آخر وہ بھی جسم ہی اُس مین خاصیت انطباع وانعکاس کی ہوگی جیسے ہوا شعاعون سے متکیف ہو کر قابل رویت کے ہو جاتی ہی کیونکہ اُس روایت مین دروازہ کا ہونا آیا ہی تو یہ قرینہ ہی اسکا کہ وہ دروازہ واسطہ تھا یہان تک اُن صورتون کے اثر پہونچنے کا واللہ اعلم پس اس مین یہ اشکال نہ رہا کہ نص قرآنی ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء سے معلوم ہوتا ہی کہ کفار کی ارواح آسمان پر نہین جا سکتین پھر آسمان دنیا پر یہ روحین کافرون کی جو بائین طرف تھین کیسے پائی گئین۔ اور نیل وفرات کا دوسری روایات مین ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کی جڑ مین دیکھنا ثابت ہوتا ہی سو اس سوال کا جواب کہ یہ نہرین تو دنیا مین ہین وہان ہونے کے کیا معنی آگے سدرۃ المنتہی کے ذکر کے موقع پر دیا جاویگا یہان صرف روایات کو جمع کرنے کی توجیہ سمجھ لی جاوے وہ یہ ہی کہ اصل سرچشمہ اُنکا سدرۃ المنتہی کی جڑ ہو اور پھر نکل کر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور پھر وہان سے زمین مین آتا ہو جیسا آگے مذکور ہوگا اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال رفع کر لیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر کا جنت مین ہونا منصوص ہی یعنی اصل وہان ہو اور یہان اُسکی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ اُسکی میدان قیامت مین ہوگی **واقعۂ دوازدہم** بخاری کی حدیث مین ہی کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ دوسرے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہی کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

پوچھا گیا کیا اُنکے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب مین وہان پہونچا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام موجود ہین اور وہ دونون باہم خالیرے ہین جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ و عیسیٰ ہین انکو سلام کیجئے مین نے سلام کیا اُن دونون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہین تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہین چونکہ نانی بمنزلہ مان کے ہوتی ہو اس لیے عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے قرار دیا گیا اور اگر وہ واقع مین عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہوتین تو یحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام خالیرے ہوتے اسلیے مجازاً انکو خلیرا فرمادیا گیا مطلب یہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کی اولاد مین ہین اگرچہ بیٹے نہین مگر نواسے ہین ف اور ان دونون نے بھائی اسلیے کہا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے نہین ہین **واقعۂ سیزدہم** بخاری مین ہو کہ پھر مجھکو جبریل علیہ السلام تیسرے آسمان کی طرف لیکر چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہو کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین انھون نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین پوچھا گیا کیا اُنکے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب مین وہان پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود ہین جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہین انکو سلام کیجئے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھنا کیا ہون کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک (بڑا) حصہ عطا کیا گیا ہو کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم) اور بیہقی کی حدیث مین بروایت ابوسعید اور طبرانی کی حدیث مین بروایت ابوہریرہ یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہو کہ ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہو اور لوگون پر حسن مین ایسی فضیلت رکھتا ہو جیسے چودھوین شب کا چاند باقی کواکب پر ف اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہون اور قرینہ اسکا ایک حدیث ہو جسکو ترمذی نے حضرت انس رض سے روایت کیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہین فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو اور تمھارے نبی اُن سب سے زیادہ حسین اور سب مین

زیادہ خوش آواز تھے دوسرا احتمال یہ ہی کہ یہ عموم اپنے ظاہر پر باقی رہے اور فضل جزئی فضل کلی
مین قادح نہین - یا یون کہا جاوے کہ حسن کے انواع مختلف ہین ایک نوع ہین حضرت یوسف علیہ
السلام احسن ہون اور ایک نوع مین ہمارے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم احسن ہون اور خود
ان دونو نوعون مین یون تفاضل ہو کہ نوع یوسفی ظاہر او بداہۃً ابہر واظہر اور واقف عند حد ہو
اور نوع محمدی جنسی و معناً الطف وادق اور لاتقف الی حد ہو اول نوع کا لقب حُسن صباحت
مناسب ہی اور دوسری نوع کا نام حُسن ملاحت گویا یہ شعر اسی کا مصداق ہی ؎ یزید لک
وجهه حسنا اذا ما زدته نظرا واللہ اعلم بحقائق الامور والمحل محل ادب **واقعہ چہاردہم**
بخاری مین ہی پھر مجھکو جبریل علیہ السلام آگے لیکر چڑھے یہانتک کہ چوتھے آسمان تک پہونچے
اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہی کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہین انھون نے
کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا
ان فرشتون نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب مین (وہان)
پہونچا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود ہین جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہین انکو سلام
کیجئے مین نے سلام کیا انھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف باوجودیکہ
ادریس علیہ السلام آپ کے اجداد مین ہین بھی انکا برادر کہنا اخوۃ نبوۃ کی بناپر ہی اور ابن پر اسکو
ترجیح دینا بوجہ ادب کے ہی اکابر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجہ کے بیٹے کو بھائی کے لقب
سے پکارنے لگتے ہین - اور ابن المنیر نے کہا ہی کہ ایک طریق شاذ مین مرحبا بالابن الصالح بھی
آیا ہی - اور بعض نے کہا کہ یہ ادریس حضرت الیاس علیہ السلام کا لقب ہی اور یہی ملے ہین اور یہ
اجداد نبویہ مین سے نہین واللہ اعلم **واقعہ پانزدہم** بخاری مین ہی کہ پھر مجھکو جبریل آگے لیکر
چڑھے یہانتک کہ پانچوین آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل ہون
پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام
الٰہی بھیجا گیا کہا ہان وہان سے کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو ہارون
علیہ السلام موجود تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہین انکو سلام کیجئے مین نے سلام کیا
اُنھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو **واقعہ شانزدہم** بخاری مین ہی

کہ پھر مجھ کو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہانتک کہ چھٹے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہی کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین (وہان) پہونچا تو موسی علیہ السلام موجود تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہین انکو سلام کیجئے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو پھر جب مین آگے بڑھا تو وہ رونے اُنسے پوچھا گیا آپ کے رونے کا کیا سبب ہی اُنھون نے فرمایا کہ مین اس لیئے روتا ہون کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے جنکی امت کے جنت مین داخل ہونے والے میری امت کے جنت مین داخل ہونے والون سے بہت زیادہ ہونگے (ف مجھکو اپنی امت پر حسرت ہی کہ اُنھون نے میرا اس طرح اتباع نہ کیا جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کی اطاعت کریگی اور اسلیئے میری امت کے ایسے لوگ جنت سے محروم رہے تو انکے حال پر رونا آتا ہی) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نوجوان فرمانا اس اعتبار سے ہی کہ آپ کے اتباع تھوڑی ہی مدت مین کہ اسوقت تک آپ سن شیخوخت تک بھی نہ پہونچین گے اتنی کثرت سے ہوجاوینگے کہ اور ون کے سن شیخوخت تک بھی اتنے اتباع نہین ہوئے و نیز آپ کی کل عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور موسی علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی (کذا فی قصص الانبیا) **واقعۂ ہفدہم** بخاری مین ہی کہ پھر مجھ کو جبرئیل اُسے لیکر ساتوین آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہی کہا جبرئیلؑ ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین (وہان) پہونچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے جد امجد ابراہیم ہین انکو سلام کیجئے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا اور فرمایا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو آور ایک روایت مین ہی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور بیت المعمور مین ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین کہ جنکی باری پھر نہین آتی (یعنی اگلے روز اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہین کذا فی المشکوۃ عن مسلم) اور دلائل بیہقی مین ابو سعیدؓ سے روایت ہی کہ جب مجھ کو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود تھے بہت حسین تھے اور اُنکے ساتھ اُنکی قوم کے کچھ

لوگ ہین اور میری امت بھی موجود ہی دو قسم کے ایک وہ جنپر سفید کپڑے ہین اور ایک وہ جنپر میلے
کپڑے ہین ہین بیت المعمور مین داخل ہوا اور سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہوئے اور
دوسرے روک دیئے گئے سو مین نے اور میرے ساتھ والون نے وہان نماز پڑھی **ف** بعض روایات
مین ترتیب منازل انبیا علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہی مگر اصح یہی ہی جو مذکور ہوا واللہ اعلم اور
بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدرہ کے کچھ اور بھی آویگا **واقعۂ ہشدہم** بخاری مین ہی کہ پھر مجھ کو
سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا سو اُسکے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے ہجر کے مٹکے اور
اُسکے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہی اور وہان
چار نہرین ہین دو اندر کو جا رہی ہین اور دو باہر کو آ رہی ہین مین نے پوچھا اے جبریل یہ کیا ہی اُنھون
نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہین یہ جنت مین دو نہرین ہین اور باہر جو آ رہی ہین یہ نیل و فرات ہی
پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا لایا گیا مین نے دودھ کو
اختیار کیا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہی جسپر آپ اور آپ کی امت قائم رہیگی
اور بخاری کی ایک روایت مین ہی کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ مین یہ چار نہرین ہین اور مسلم مین یہ ہی کہ
اُسکی جڑ سے یہ چار نہرین نکلتی ہین اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس سے روایت کیا ہی کہ ابراہیم
علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھ کو ساتوین آسمان کی بالائی سطح پر لے گئے یہانتک کہ آپ ایک
نہر پر پہونچے جسپر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے اور اُسپر سبز لطیف پرندے
بھی تھے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر ہی جو آپ کے رب نے آپ کو دی ہی اُسکے اندر برتن
سونے اور چاندی کے پڑے ہین اور وہ یاقوت اور زمرد کے سنگریزون پر چلتی ہی اُسکا پانی
دودھ سے زیادہ سفید ہی مین نے ایک برتن لیکر اُس مین سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیرین
اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اور بیہقی کی حدیث مین ابوسعید کی روایت سے ہی کہ وہان
ایک چشمہ تھا جسکا نام سلسبیل تھا اور اُس سے دو نہرین نکلتی تھین ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت
اور مسلم کی ایک روایت مین ہی کہ مجھ کو سدرۃ المنتہی تک پہونچایا گیا اور وہ چھٹے آسمان مین ہی
اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہین وہ اُس تک پہونچتے ہین اور وہان سے اوپر اُٹھا لیئے
جاتے ہین اور جو احکام اوپر سے آتے ہین وہ (اول) اُسی پر نزول کرتے ہین اور وہان سے

نیچے (عالم دنیا مین) لائے جاتے ہین (اور یہی واسطے اُسکا نام سدرۃ المنتہی ہی) اور بخاری مین ہی کہ سدرۃ المنتہی کو ایسی رنگتون نے چھالیا کہ معلوم نہین وہ کیا تھین اور مسلم مین ہی کہ وہ پروانے تھے سونے کے اور ایک حدیث مین ہی کہ ٹڈیان تھین سونے کی اور ایک حدیث مین ہی کہ اُسکو فرشتون نے چھالیا اور مسلم کی ایک روایت مین ہی کہ جب خدا کے حکم سے اُسکو ایک عجیب چیز نے چھالیا تو اُسکی ہیئت بدل گئی سو کوئی شخص خلائق مین سے اُسکا وصف بیان نہین کرسکتا اور ایک روایت مین سدرۃ المنتہی کے دیکھنے اور نہرون کے پیش کیئے جانے کے درمیان مین یہ ہی کہ پھر میرے روبرو بیت المعمور بلند کیا گیا (کذا رواہ مسلم) اور ایک روایت مین بعد سدرۃ المنتہی دیکھنے کے یہ ہی کہ پھر مین جنت مین داخل کیا گیا تو اُس مین یعنی جنت مین موتیون کے گنبد ہین اور مٹی اُسکی مشک ہی (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین)

ف ظاہر احادیث سے سدرۃ المنتہی کا ساتوین آسمان پر ہونا معلوم ہوتا ہی اور چھٹے مین ہونے کی یہ تاویل ہوسکتی ہی کہ اُسکی جڑ ممکن ہی چھٹے مین ہو اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ چار نہرین چھٹے مین ہون جیسا کہ روایات مین ہی کہ یہ نہرین اُسکی جڑ سے نکلتی ہین اصل یہ ہی کہ جب چھٹے آسمان سے گذر کر ساتوین کے اندر کو نفوذ کرتا ہوا آگے پہونچا تو یہ موقع نفوذ کا اُسکے لیے بمنزلہ جڑ کے ہی جو ساتوین مین ہی تو وہ نہرین اس دوسری جڑ سے نکلین اور یہ جو اندر کو جاری تھین یہ کوثر اور نہر رحمت معلوم ہوتی ہی کہ وہ دونون سلسبیل کی شاخین ہین ممکن ہی کہ یہ سلسبیل اور اُسکا وہ موقع جہان سے کوثر و نہر رحمت کا اس سے انشعاب ہوا ہو یہ سب سدرہ کی دوسری جڑ مین ہون۔ اور ابن ابی حاتم کی روایت بالا سے ظاہرا کوثر کا خارج جنت ہونا معلوم ہوتا ہی سو غالبا خارج وہ حصہ ہو جو سدرہ کی جڑ مین ہی باقی زیادہ حصہ اُسکا جنت کے اندر ہی جیسا اور حدیثون مین اُسکا جنت کے اندر ہونا وارد ہی۔ اور نیل و فرات کا آسمان پر ہونا اسطرح ممکن ہی کہ دنیا مین جو نیل و فرات ہین ظاہر ہی کہ بارش کا پانی جذب ہوکر تہہ سے جاری ہوتا ہی اور بارش آسمان سے ہی سو جو حصہ بارش کا نیل و فرات کا مادہ ہی ممکن ہی کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس صورت پر نیل و فرات کی اصل آسمان پر ہوئی اور سدرۃ المنتہی کے الوان کی نسبت فراش وجراد کہنا تشبیہا ہی ورنہ وہ فرشتے تھے۔ اور یہ فرمانا کہ معلوم نہین وہ کیا تھے اسکے معنی یا تو یہ ہین کہ اولا معلوم نہ ہوا ہو یا یہ فرمانا تعجبا ہی کہ اُسکے حسن کی تعبیر کا طریقہ نہین معلوم کس طرح بیان کیا جاوے۔ اور مسلم کی روایت سے جو کہ بیت المعمور کے متعلق ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ وہ سدرۃ المنتہی سے بھی اوپر ہی

جیسا اس لفظ سے معلوم ہوتا ہی بلند کیا گیا جو ترجمہ ہی ثم رفعت الی البیت المعمور کا اور یہ رفع موخر ہی سدرۃ المنتہی کے دیکھنے سے جیسے کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہی اور خود سدرۃ المنتہی کا مقام ابراہیم علیہ السلام سے بالاتر ہونا بھی معلوم ہوتا ہی جیسا اس لفظ کا مدلول ہی کہ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہی ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی کا اور یہ موخر ہی ابراہیم علیہ السلام کے ملنے سے جیسا کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہی پھر اسکے کیا معنی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے جیسا واقعہ ہفدہم مین ہی سو اسکی توجیہ قریب یہ ہی کہ بنیاد اسکی ساتوین آسمان پر ہو اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے کمر لگائے ہون مگر ارتفاع اسکا رفیع ہے بھی رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہی سے جو کہ ساتوین آسمان سے بلند ہی نیز بلند تر ہوا اور واقعہ ہفدہم مین جو آپکا نماز پڑھنا ہمراہی ابراہیم علیہ السلام کے پاس والون کے مذکور ہی اس مین بھی اشکال نہین کیونکہ نماز نیچے کے درجہ مین ہوئی جیسا اکثر مساجد مین ایسا ہی ہوتا ہی اور طبری نے قتادہ سے روایت کیا ہی کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت معمور ایک مسجد ہی آسمان مین مقابل خانہ کعبہ کے اس طرح پر کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اس مین ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہین اور جب وہ نکل آتے ہین تو انکی باری دوبارہ نہین آتی اور یہ جنت مین داخل ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہی ممکن ہی کہ بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہو اور ممکن ہی کہ بعد مین ہو لیکن اتنا قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہی کہ جنت سدرۃ المنتہی کے قریب ہی اور اس مین دونون احتمال ہین کہ جنت کا ارتفاع بیت المعمور سے ارفع ہو یا نہ ہو اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ گو یہ جنت قریب سدرۃ المنتہی کے ہی مگر اس سے ارفع بھی ہی چنانچہ بیہقی نے ابو سعید خدری سے بعد سدرۃ المنتہی کی سیر کے یہ روایت کیا ہی کہ ثم رفعت الی الجنۃ یعنی پھر مجھ کو جنت کی طرف بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور مین یہ بھی ہی کہ بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اس مین اللہ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اس مین پتھر اور لوہا بھی ڈالدیا جاوے تو اسکو بھی کھالے پھر وہ بند کر دیا گیا اسکے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ دوزخ اپنی جگہ پر رہا اور آپ اپنی جگہ رہے درمیان سے حجاب اٹھا کر آپ کو دکھلا دیا گیا **واقعہ نوزدہم**

بخاری مین بعد ذکر بیت المعمور اور دودھ وغیرہ کے برتنون کے پیش کیئے جانے کے روایت ہی کہ پھر مجھپر پچاس نمازین ہر یوم مین فرض کی گئین اور ایک روایت مین بعد لقاء ابراہیم علیہ السلام کے ہی کہ پھر مجھ کو عروج کرایا گیا یہانتک کہ مین ایک ہموار میدان مین پہونچا جہان مین نے قلمون کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہی) سنی سو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازین فرض کین کذا فی المشکوۃ عن الشیخین) ف پہلی روایت سے فرضیت صلوۃ کا سیر بیت المعمور سے متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ ثم کا مقتضا ہی جو مدلول ہی کلمہ ثم کا اور دوسری روایت سے فرضیت صلوۃ کا اُس میدان مین پہونچنے سے متصل یعنی غیر متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ ف کا مقتضا ہی جو ترجمہ ہی فا کا ثابت ہوتا ہی جس سے دونون مین غور کرنے سے یہ ترتیب سمجھ مین آتی ہی کہ بعد عرض بیت المعمور کے اُس میدان مین پہونچنا ہوا اور اُس میدان مین پہونچنے کے بعد نمازین فرض ہوگئین واللہ اعلم یہ ایک اور قرینہ سے بھی اس محل شریف اقدس کا سدرہ اور بیت المعمور سے ارفع ہونا معلوم ہوتا ہی وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہین جو احکام لکھتے ہین جو یومیہ کہ لوح محفوظ سے نقل کرتے ہین اور سدرہ کی نسبت واقعہ ہشتم مین آیا ہی کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہین وہ اول وہان آتے ہین تو سدرہ اُسکے تحت مین ہوا اسی طرح بیت المعمور کی اصل ساتوین آسمان مین ہی اور وہان فرشتے عبادت مین مشغول ہین اور سموات اس عموم مین داخل ہین یتنزل الامر بینہن تو بیت المعمور بھی اُسکے تحت مین ہوا **واقعہ بستم** بزار نے حضرت علیؓ سے معراج کے باب مین ایک حدیث ذکر کی ہی اور اُس مین جبریل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہی یہانتک کہ حجاب تک پہونچے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے اندر سے نکلا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جسنے آپ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا کہ جب سے مین پیدا ہوا ہون مین نے اس فرشتے کو نہین دیکھا اور حالانکہ مین خلائق مین رتبہ کے اعتبار سے بہت مقرب ہون اور دوسری حدیث مین ہی کہ مجھسے جبریل علیہ السلام نے مفارقت اختیار کی اور تمام آوازین مجھ سے منقطع ہوگئین کذا فی شرح النووی لمسلم، اور ابو الحسن بن غالب نے ابو الربیع بن سبع کی طرف شفاء الصدور مین حدیث ابن عباسؓ سے منسوب کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور میرے رب کی طرف چلنے مین میرے ہمسفر رہے یہانتک کہ ایک مقام تک

یہ سب پیچھے ٹھہر گئے مین نے کہا اے جبرئیل کیا ایسے مقام مین کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے
انھون نے کہا کہ اگر مین اس مقام سے بڑھون تو نور سے جل جاؤن اھ شیخ سعدیؒ نے اسیکا ترجمہ کیا ہے

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ ای حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی — عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروی بالم نماند
اگر یک سر موی برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

اور اُسی حدیث مذکور مین
یہ بھی ہے کہ پھر مجھ کو نور مین پیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھ کو طے کرائے گئے کہ اُن مین ایک
حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھ سے تمام انسانون اور فرشتون کی آہٹ منقطع ہوگئی
اُسوقت مجھ کو وحشت ہوئی تو اُسوقت مجھ کو ایک پکارنے والے نے ابوبکرؓ کے لہجہ مین پکارا
کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوۃ مین مشغول ہے اور اُس مین یہ بھی ہے کہ مین نے عرض کیا کہ مجھ کو ان
دو امر سے تعجب ہوا ایک تو یہ کہ کیا ابوبکرؓ مجھ سے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ میرا رب
صلوۃ سے بے نیاز ہے ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ آیت پڑھو ھو الذی یصلی علیکم وملئکتہ لیخرجکم
من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما سو میری صلوۃ سے مراد رحمت ہے آپ کے
لیے اور آپ کی امت کے لیئے اور ابوبکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابوبکرؓ کی صورت
کا پیدا کیا جو آپ کو اُنکے لہجہ مین پکارے تاکہ آپ کی وحشت دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت
لاحق نہ ہو جو آپ کو فہم مقصود سے مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت مین ہے کہ بعد
قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی مسند سبز میرے لیئے اُتاری گئی اور مین اُسپر رکھا گیا پھر مجھ کو
اوپر اُٹھایا گیا یہانتک کہ مین عرش تک پہونچا تو مین نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اُسکو بیان
نہین کر سکتی مواہب مین ابن غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل
کرکے کہا ہے والعہدۃ علیہ فی ذلک اھ ف بزار کی روایت سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ
عروج سموات بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت الٰہیہ کی توجہ کے لیئے جو آپ کو حکم
ہوا ٹھہرنے کا اسکا یہ مطلب نہین کہ آپ کا آگے بڑھنا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو شغل مانع ہو جاتا
توجہ رحمت سے جس طرح مخلوق کے لیئے ایک شغل دوسرے شغل سے مانع ہوجاتا ہے بلکہ معنی
یہ ہین کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت خاص رحمت فرما رہے ہین آپ سیر کو منقطع کیجیے اور اُس مین

مشغول ہو جیئے کیونکہ شغل سیر مانع ہو گا یکسوئی تام سے اُس رحمت کے اخذ کرنے مین واللہ اعلم

واقعہ بست و یکم حق تعالیٰ کی رویت اور کلام - ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبد الرزاق نے بواسطہ معمر کے حسن سے روایت کیا کہ اُنھون نے قسم کھائی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس رویت کو ثابت کیا اور ابن عباسؓ کے تمام اصحاب اسکے قائل ہین اور کعب احبار اور زہریؒ اور معمر سب اسکا جزم کرتے ہین اور نسائی نے باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی اور حاکم نے بھی اسکی تصحیح کی ہی اُنھون نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم کے لیئے ہو اور کلام حضرت موسی علیہ السلام کے لیئے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے اور طبرانی نے اوسط مین بسند ثقات ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہی ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے - اور خلال نے کتاب السنہ مین مروزی سے نقل کیا ہی کہ مین نے امام احمد سے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اُس نے اللہ تعالی پر بڑا افترا کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہ کے قول کا جواب دیا جاوے اُنھون نے فرمایا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے رایت ربی اجھی مین نے اپنے رب کو دیکھا ہی (تو امام احمد کی روایت سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہو گئی) اور کلام کرنا صحاح مین ان امور کے ساتھ وارد ہی پانچ نمازین فرض کی گئین اور خواتیم سورۂ بقرہ عنایت ہوئین اور جو شخص آپ کی امت مین سے اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراوے اُسکے گناہ معاف کیئے گئے (کذا رواہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اُسکو کرنے نہ پاوے تو ایک نیکی لکھی جاویگی اور اگر اُسکو کر لیا تو کم از کم دس حصے کرکے لکھی جاویگی اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اُسکو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاویگی اور اگر اُسکو کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جاویگی (کذا رواہ مسلم) اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہی اُسکا اختصار یہ ہی کہ آپ نے جناب باری تعالی مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت

اور ملک عظیم اور موسی علیہ السلام سے ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا ملک عظیم اور لوہے کا
نرم ہونا اور پہاڑون کا مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملک عظیم اور انس وجن وشیاطین
و ہوا کا مسخر ہونا اور بے نظیر ملک دینا اور عیسی علیہ السلام کو انجیل وتوراۃ اور ابرا اکمہ وابرص
واحیاء موتی کا عطا ہونا اور انکا اور انکی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا حق تعالی نے
ارشاد فرمایا کہ ہمنے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگون کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر و
وضع وزر و رفع ذکر مرحمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہو تمھارا بھی ہوتا ہی اور تمھاری
امت کو خیر امت اور امت عادلہ بنایا اور اول بھی اور آخر بھی بنایا اور انکا کوئی خطبہ درست
نہین جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دین اور تمھاری امت
مین ایسے لوگ پیدا کیے جنکے سینے مین انکی کتاب رکھی اور تم کو پیدائش عالم نور مین
سب سے اول اور بعث مین سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ مین سب سے مقدم
بنایا اور ہمنے تم کو سبع مثانی اور خواتیم سورۂ بقرہ بلا شرکت دوسرے انبیاء کے اور کوثر
اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی
عن المنکر عطا فرمائے اور تم کو فاتح اور خاتم بنایا اسکے اسناد مین ابو جعفر ہین جنکو ابن کثیر
نے ضعیف الحفظ کہا ہی ف بعض صحابہ کا نفی رویت کی کرنا اپنی رائے سے ہی جو مستنبط ہی
بعض عمومات سے جیسے لاتدرکہ الابصار لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عمومات کو محمول
کیا جاویگا نفی ادراک بمعنی معرفت کنہ واحاطہ پر اور آپ کا یہ فرمانا کہ نورانی اراہ محمول
اسپر ہی کہ نور جس درجہ مین مانع رویت ہوتا ہی وہ درجہ مرئی نہین ہوا اور آخرت مین یہ عادۃ
مبدل ہو جاویگی اور ایسا انکشاف ہوگا کہ اس سے فوق استعداد بشری کے لیے متصور نہین
اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم نہین۔ اور خواتیم سورۂ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ مین ہونا
اس روایت کے منافی نہین کہ اسوقت اجمالا وعدہ ہوا ہوگا پھر مدینہ مین نزول تفصیلا عطا

ع کذا قال النووی وما اورد علیہ فی فتح الباری بقول عائشہ رض فی قول اللہ تعالی ولقد راٰہ نزلۃ اخری انہا سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال انما ہو جبریل کوفی۔ وایۃ ابن مردویہ فقلت یا رسول اللہ ہل رایت ربک فقال لا انما رایت جبریل منہبطا حیث حکت النفی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وہو (ای جزم النووی بان عائشہ لم تنف الرویۃ بحدیث مرفوع) عجیب فاقول ہذا الایراد عجیب لان النفی فی ہذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرویۃ الخاصۃ المذکورۃ فی ہذہ الآیۃ لا بمطلق الرویۃ والکلام فی مطلقہا فافہم

ہو گیا اور پانچ نمازوں کے ملنے سے مراد یہ ہی کہ آخر مین پانچ رہگئین اور ظاہرا یہ سب کلام مقام
رویت ہی مین ہوسے ہین قرینہ اسکا یہ ہی کہ واقعۂ نوزدہم مین مقام صریف الاقلام کے بعد نمازون
کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہی اور مقام صریف الاقلام کے بعد ظاہرا یہی مقام کلام معلوم ہوتا ہی
گو ممکن ہی کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال بمقام صریف اقلام کے ہوئی ہو اور چند دیگر امور جنکے
ساتھ کلام واقع ہوا ظاہرا متحد الوقت ہین جب فرضیت صلوٰۃ کا یہ وقت ہی تو سب مکالمات کا
بھی ہو گا واللہ اعلم اور یہ جو حدیثون مین کعب کا قول ہی ان اللہ قسم رویته وکلامه بین
محمد وموسیٰ (کذا رواہ الترمذی) اس سے نفی کلام کی لازم نہین آتی کیونکہ مراد اس سے عادۃ
کلام کی ہی جو مرۃ بعد اخری ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام خاص ایک ہی
بار واقع ہوا چنانچہ اسی حدیث مین کعبؓ کا قول ہی فکلم موسیٰ مرتین ورآہ محمد مرتین
اور یہ رویت مرتین جو فرمایا تو ظاہر یہی ہی جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک بار دل سے دیکھا ایکبار
بصر سے اور یہ جو حدیث مین حضرت جابرؓ کی نسبت آیا ہی کہ انکے قبل کسی سے شافہۃ کلام نہین
ہوا مراد اس سے یہ ہی کہ ایسے درجہ کے آدمیون مین پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہین ہوئی
اور یہ جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے لیئے اور رویت حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے مراد اس سے بعض آثار خاصہ خلت کے ہین تو انکے اختصاص
بابراہیم علیہ السلام سے انتفاء نفس خلت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم نہین آتا اور یہ جو
ارشاد ہوا کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہی اور بدی کا نہین لکھا جاتا مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہین
وہ تو خود ایک عمل ہی کہ بدی مین بھی لکھا جاویگا بلکہ مراد اس سے مرتبۂ تمنی ہی جبکہ ارادہ پختہ نہ ہوا ہو
لیکن نیکی کی تمنی کو زائل کرنے کا قصد نہ ہوا ور بدی کی تمنی کے ازالہ کا قصد ہو تو اس حالت مین
نیکی لکھی جاویگی اور بدی نہ لکھی جاویگی **واقعۂ بست ودوم** واپسی فوق سموات سے
سموات کی طرف۔ بخاری مین بعد سیر بیت المعمور اور پیش ہونے ظروف خمر ولبن وعسل کے
(جسکا ذکر واقعۂ ہشتدہم مین ہوا ہی) یہ ہی کہ پھر مجھ پر ہر رات دن مین پچاس نمازین فرض ہوئین
پھر مین واپس ہوا آپ فرماتے ہین کہ مین واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام پر گذرا تو انھون
نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا مین نے کہا کہ پچاس نمازون کا رات دن مین حکم ہوا انھون نے

فرمایا کہ آپ کی امت سے پچاس نمازین ہر گز رات دن مین نہ پڑھی جاوینگی و اللہ مین آپ سے پہلے
لوگون کا تجربہ کر چکا ہون اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہون اپنے رب کے پاس (یعنی اُس
مقام کو جہان یہ حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور اپنی امت کے لیئے تخفیف کی درخواست کیجیئے مین
واپس گیا سو اللہ تعالی نے دس نمازین کم کر دین ہین پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے
پھر اسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس او کم کر دین مین پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اسیطرح
کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کر دین ہین پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اسی طرح
کہا مین پھر لوٹا تو مجھ کو ہر روز مین دس نمازون کا حکم ہوا مین پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون
نے پھر اسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو ہر روز مین پانچ نمازون کا حکم رہگیا موسی علیہ السلام نے
کہا کہ آپ کی امت (یعنی سب امت) ہر دن مین پانچ نمازین بھی نہ پڑھ سکینگی اور مین آپ سے
قبل لوگون کا تجربہ کر چکا ہون اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہون پھر اپنے رب کے پاس جایئے
اور اپنے لیے اور تخفیف مانگیے آپ نے فرمایا مین نے اپنے رب سے بہت درخواست کی
یہانتک کہ مین شرما گیا (گو یہ بھی عرض کرنا ممکن تھا) لیکن اب راضی ہوتا ہون اور تسلیم کرتا ہون
آپ فرماتے ہین جب وہان سے آگے بڑھا ایک پکارنے والے نے (حق تعالی کی جانب
سے) پکارا مین نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندون سے تخفیف کر دی۔ اور مسلم کی
روایت مین پانچ پانچ کا کم ہونا آیا ہے اور اُسکے اخیر مین یہ ہے کہ اے محمد یہ پانچ نمازین ہین
دن اور رات مین اور ہر نماز دس کے برابر ہے تو پچاس ہی ہوگئین۔ اور نسائی مین ہے کہ حق تعالی
نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے جس روز آسمان و زمین پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت
پر پچاس نمازین فرض کی تھین سو آپ اور آپ کی امت اُسکی پابندی کیجیئے۔ اور اُس حدیث مین
موسی علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض ہوئی تھین مگر اُن سے نہو سکین
اور اُسکے آخر مین یہ ہے کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اُسکی پابندی
کرین آپ فرماتے ہین کہ مین پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے پختہ بات ہے جب موسی علیہ
السلام کے پاس آیا اُنھون نے کہا پھر جایئے (اور تخفیف کرایئے) مگر مین پھر نہین گیا۔ اور شیخین
کی روایت مین ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئین تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہین اور ثواب مین

پچاس ہین میرے یہان بات نہین بدلی جاتی (یعنی پچاس کا اجر مقدر تھا اُس مین تبدیل و رکمی نہین ہوئی اور پچاس نمازون کا بدلنا ہی مقدر تھا اس لیئے اُس مین بھی تبدیل نہین ہوئی) کذا فی المشکوٰۃ **ف** فرضیت صلوٰۃ کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ فوراً واپسی ہوئی یعنی درمیان مین رویت و مکالمت وغیرہ ہوکر پھر واپسی ہوئی اور دس دس کم ہونے کے معنی یہ ہین کہ دو دو بار مین یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے اسکو تعارض نہین اور نسائی کی روایت سے اور مشکوٰۃ سے جو تعیین کی ہے نقل کی ہوا اس سے آپکے شرما جانے اور پھر درخواست نہ کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تھا کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے اور میرے یہان بات نہین بدلتی اس سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب و مرضی حق ہونے کا سمجھے گو اس مین تصریح نہین ہو کہ اس سے کمی ممکن نہین کیونکہ اُسکے معنی یہ تھے کہ موجودہ عدد جو پانچ کا ہی یہ بھی پچاس کے برابر ہی ثواب مین کمی نہین ہوئی اس مین اور کم ہونے کی نفی ہو نہ کم کرا سکنے کی نفی ہو اگر اور بھی کم ہوتی تو ثواب نہ گھٹتا اور وہ عدد پچاس کے برابر ہو جاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے فرمایا تھا اس سے یہ لازم نہین آیا تھا کہ اس سے کم عدد اس فضیلت کو نہین پہونچ سکتا بلکہ اسکے معنی صرف یہ تھے کہ یہ عدد اس سے کم فضیلت نہین رکھتا **واقعۂ بست و سوم** واپسی سموات سے زمین کی طرف محمد بن اسحٰق کہتے ہین کہ مجھ کو ام ہانی بنت ابی طالب سے جنکا نام ہند ہی معراج نبوی کے متعلق یہ خبر پہونچی ہی کہ وہ کہتی تھین کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے گھر مین سوتے تھے آپ نے عشا کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی فرمایا ای ام ہانی مین نے تم لوگون کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی جیسا تم نے دیکھا تھا پھر مین بیت المقدس پہونچا اور اس مین نماز پڑھی پھر مین نے اب صبح کی نماز تمھارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لیئے اُٹھے مین نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگون سے یہ قصہ نہ کہیے آپ کی تکذیب کرینگے اور آپ کو ایذا دینگے آپ نے فرمایا واللہ مین ضرور اُن سے اسکو بیان کرونگا مین نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جا تاکہ جو آپ لوگون سے

کہین اور لوگ آپ سے کہین اُسکو سُنتے۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے اُنکو خبر دی اُنھون نے تعجب کیا اور کہا ای محمد اسکی کوئی نشانی ہی (جس سے ہم کو یقین آوے) کیونکہ ہم نے ایسی بات کبھی نہین سُنی آپ نے فرمایا نشانی اسکی یہ ہی کہ مین فلان وادی مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر گذرا تھا اور اُنکا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور مین نے اُنکو بتلایا تھا اُسوقت تو مین شام کو جارہا تھا (یعنی سفر اسرا کا آغاز تھا) پھر مین واپس آیا یہانتک کہ جب ضجنان مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر پہونچا مین نے لوگون کو سوتا ہوا پایا اور اُنکا ایک برتن تھا جس مین پانی تھا اور اُسکو ڈھانک رکھا تھا مین نے ڈھکنا اُتار کر اُس مین کا پانی پیا پھر اُسی طرح بدستور ڈھانک دیا اور اسکی یہ بھی نشانی ہی کہ اُنکا وہ قافلہ اب بیضا سے ثنیۃ التنعیم کو آرہا ہی سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہی اسپر دو بورے لدے ہین ایک کالا دوسرا دھاری دار لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے سو اُس وقت سے پہلے کوئی اور اونٹ نہین ملا جیسا آپ نے فرمایا تھا اور اُن سے برتن کا قصہ پوچھا اُنھون نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا سو ڈھکا ہوا تو ملا مگر اُس مین پانی نہ تھا اور اُن دو مردون سے بھی پوچھا (جنکا اونٹ بھاگنا بیان فرمایا تھا) اور یہ لوگ مکہ آچکے تھے اُنھون نے کہا واقعی سچ فرمایا اُس وادی مین ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہم کو بلا رہا تھا یہانتک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) اور بیہقی کی روایت مین ہی کہ آپ سے نشانی کی درخواست کی تو آپ نے اُنکو بدھ کے دن قافلہ کے آنے کی خبر دی جب وہ دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے یہانتک کہ آفتاب غروب کے قریب پہونچ گیا آپ نے اللہ تعالی سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رک گیا یہانتک کہ وہ لوگ جیسا آپ نے بیان فرمایا تھا آگئے

ف ان روایات سے چند امور ثابت ہوے اول عشا و فجر کے درمیان درمیان سفر ذہابًا وایابًا ختم ہو گیا اور عشا کی نماز گو اُسوقت فرض نہ تھی مگر آپ پڑھا کرتے ہونگے اور دوسرے مؤمنین بھی آپ کے ساتھ پڑھ لیتے ہونگے اور فجر کی یہ نماز گو بعد معراج کے تھی مگر احادیث سے اول امامت جبرئیل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہی تو غالبًا اس فرضیت کی ابتدا موقت بہ ظہر ہو گی۔ اور بیت المقدس مین جو نماز پڑھی اُسکی نسبت بعض روایات مین آیا ہے

حانت الصلوٰۃ سو عشا کی نماز مراد لینا مشکل ہی کیونکہ عشا آپ پڑھ چکے تھے تو غالبًا یہ تہجد کی نماز
ہوگی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک مثل فرائض کے مؤکد رہی اور اذان اسی تہجد کے لیئے ہوئی
ہوگی جیسا رمضان المبارک میں حضرت بلال کی اذان اس وقت مین وارد ہی۔ دوسرا امر یہ ثابت
ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگون کی تکذیب لی کیا وجہ اور اس تکذیب مین آپ کے اس
جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہین ہی بلکہ روحانی و منامی ہی جس مین مستبعد سے مستبعد امر
کا دعوی بھی مقبولیت کی گنجائش رکھتا ہی تیسرا امر یہ کہ ابن ہشام مین تین قافلون کا ذکر ہی ظاہرا
وہ دونون الگ الگ مین اور بیہقی کی روایت مین جو ذکر ہی کہ وہ آنے تھے وہ الگ معلوم
ہوتا ہی کیونکہ ان دونون مین سے ایک تو مکہ آ چکا تھا اور دوسرا تنعیم کو آ رہا ہوا ملا اور اس
تیسری کی نسبت شام تک نہ آنا اور حبس شمس ہونا مذکور ہی جس سے ظاہرا اسکا متغائر ہونا معلوم
ہوتا ہی اور مواہب مین بلا سند دونون قصے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکستری اونٹ
کے پیشرو ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کیئے ہین تو غالبًا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ
تینون قافلے ایک ہی قافلے کے ٹکڑے ہین یہ دو قصے دو جماعتون مین ہوئے اور تیسرا قصہ
وقت پر نہ آنے کا اور حبس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہ سب ایک ہی مجموع کے
آحاد ہین اس لیئے دو قصون کو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح ہو سکتا ہی۔ اور
حبس شمس مین کوئی اشکال عقلی نہین ہی اس لیئے یہ وجہ انکار کی نہین ہو سکتی ہی اور عام چرچا
اسکا اس لیئے نہ ہوا ہو کہ تھوڑی دیر کے لیئے ایسا ہوا ہو اور کسی نے التفات نہ کیا ہو۔ اور یہ
امر باوجود تلاش کے مجھ کو نہ ملا کہ واپسی آپ کی براق پر ہوئی تھی یا کس طرح اگر کسی کو پتہ لگ جاوے
اس مقام پر حاشیہ کا نشان بنا کر اس مین ملحق کر دے **واقعہ بست وچہارم** معاملہ مخاطبین

بعد استماع قصہ حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شبا شب
مسجد اقصی کی طرف لیجایا گیا (اس مین آگے کی نفی نہین) تو صبح کو لوگون سے تذکرہ فرمایا بعضے
لوگ جو مسلمان ہوئے تھے مرتد ہو گئے اور بعضے مشرکین حضرت ابو بکر رضہ کے پاس دوڑے گئے
اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہی یون کہتے ہین کہ مجھ کو رات ہی رات بیت المقدس مین لیجایا
گیا حضرت ابو بکر رضہ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہین لوگون نے کہا ہان انھون نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہین

تو ٹھیک کہتے ہین لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر مین اُنکی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے (حالانکہ وہ کس قدر دور ہی) اُنھون نے فرمایا ہان مین تو اس سے زیادہ بعید امر مین اُنکی تصدیق کرتا ہون یعنی آسمان کی خبر کے بارہ مین جو اُنکے پاس صبح یا شام کو آتی ہی (جو کہ شب سے مقدار مین کم ہی) اُنکی تصدیق کر لیتا ہون اسی لیئے اُنکا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن اسحٰق نے **ف** اس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ معراج بیداری مین جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ منام کا دعوی فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد نہ تھا کہ بعضے لوگ مرتد ہو جاتے **واقعۂ بست و پنجم** مطالبۂ نعت از کفار و اجابت آن از سید الابرار علیہ صلوۃ اللہ العزیز الغفار حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اپنے کو حطیم مین دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو اُنھون نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتین پوچھین کہ جنکو مین نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا سو مجھکو اسقدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا بس اللہ تعالی نے اُسکو میرے لیئے ظاہر کر دیا کہ مین اُسکو دیکھتا تھا اور جو جو مجھ سے پوچھتے تھے مین اُنکو بتلاتا جاتا تھا روایت کیا اسکو مسلم نے (کذا فی المشکوۃ) اور احمد اور بزار نے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہی کہ وہ مسجد لائی گئی اور مین اُسکو دیکھ رہا تھا یہانتک کہ عقیل کے گھر کے پاس لاکر رکھی گئی اور آپ نے سب بیان فرمایا اور مین اُسکو دیکھ رہا تھا اور ابن سعد نے ام ہانی سے روایت کیا ہی کہ بیت المقدس میرے لیئے تخیل (و تمثل) کیا گیا اور مین اُن لوگون سے نشان بتلا رہا تھا۔ اور ام ہانی کی اسی حدیث مین ہی کہ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ مسجد کے کے دروازے ہین آپ فرماتے ہین کہ مین نے اُنکو (بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گنا نہ تھا آپ فرماتے ہین کہ بس مین اُنکو دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلی کی روایت مین ہی کہ یہ پوچھنے والا مطعم ابن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا **ف** اس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سفر بیداری مین مع الجسم ہوا ہی ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہ ہوتا۔ اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت ابوبکر رضہ نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوال کیا کہ آپ بیان فرمایئے کیونکہ مین نے اُسکو دیکھا ہی آپ بیان فرماتے تھے اور ابوبکر رضہ تصدیق کرتے جاتے تھے

آپ نے فرمایا ای ابوبکر تم صدیق ہو (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) تو اس مین کچھ تعارض نہین کیونکہ آپ کا پوچھنا شک و امتحان کے لیئے نہ تھا بلکہ اس لیئے تھا کہ کفار سن لین اور کفار کو حضرت ابوبکر پر اس امر مین اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو دیکھے ہوے ہین اور یہ بھی اطمینان تھا کہ یہ محسوسات مین خلاف واقع کی تصدیق نہ کرینگے اور کفار کا دریافت کرنا یا تو اسی مجلس مین ہو پھر بادی خواہ وہ ہون یا حضرت ابوبکر رض ہون اور دوسر مزید سوال کا ہو گو تصدیر ایک کا مختلف ہو اور یا دو مجلس مین ہو اور بیت المقدس کا اپنی جگہ پر رہ کر ظاہر ہونا یا دار عقیل کے پاس آکر رکھا جانا یا اسکی مثال کا منکشف ہونا ان مین جمع کی درست محل یہ معلوم ہوتی ہی کہ اس کی مثال منکشف ہوئی اور دار عقیل کے پاس نمایان ہوئی جیسا نسائی کی حدیث مین آپ کے سامنے دوزخ جنت کا تمثل ہونا آیا ہی اور نہایت تشابہ کی وجہ سے اسکو بیت المقدس کا منکشف ہونا فرمایا الباب یہ اشکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس یہان آتا تو اپنی جگہ سے اتنی دیر غائب رہتا اور ایسا امر عجیب تاریخ مین منقول ہوتا ھذا آخر ما اردت ایرادہ فی ھذا الحبر و مضئ للیل وبدا السحر وصلی اللہ تعالی علی ھذا النبی خیر الخلائق والبشر وعلی آلہ واصحابہ مصابیح الغرر

سلہ اور تین قصے روایات معراج مین اور آئے ہین ایک یہ کہ آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ تانبے کے ناخنون سے اپنا منھ نوچتے ہین پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے ہین چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین اخرج احمد وابو داود من طریق عبد الرحمن بن جبیر عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی مررت بقوم لھم اظفار من نحاس یخمشون وجوھھم وصدورھم فقلت من ھؤلاء یا جبرئیل قال ھؤلاء الذین یاکلون لحوم الناس و یقعون فی اعراضھم (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۴۸ وکتاب الدر المنثور فی تفسیر القرآن بالماثور مطبوعۂ مصر جلد رابع صفحہ ۱۵۰)

دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی امت کو سلام فرما کر بھیجا چنانچہ الفاظ احادیث یہ ہین اخرج الترمذی وحسنہ وابن مردویہ من طریق عبد الرحمن عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت ابراھیم لیلۃ اسری بی فقال یا محمد اقرئ امتک منی السلام واخبرھم بان الجنۃ طیبۃ التربۃ عذبۃ الماء وانھا قیعان وان غراسھا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر و

فوائد متعلقۂ واقعۂ معراج

چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہوا اسلیئے برخلاف دوسرے فصول کے ذکر اُنکے فوائد متعلق کو حواشی مین لکھا گیا جیساکہ مقدمۂ رسالہ مین مذکور ہی اسکے بعض فوائد کو بھی اسکے بعد متن ہی مین لکھنا مستحسن معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ دو قسم کے ہین ایک فوائد حکمیہ بضم الحاء

(بقیہ صفحہ ۶۵) لاحول ولا قوۃ الا باللہ (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۵۵)

اخرج الترمذی وحسنہ والطبرانی وابن مردویہ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت ابراھیم۔ الحدیث (الدر المنثور فی تفسیر القرآن الکریم بالماثور صفحہ ۱۵۳ جلد رابع مطبوعۂ مصر)

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت ابراھیم الحدیث رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب اسناداً (مشکوۃ المصابیح مطبوعۂ مجتبائی دہلی باب ثواب التسبیح والتحمید والتکبیر والتہلیل)

تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا معالجہ کے لیئے مشورہ دیجیئے۔ الفاظ احادیث یہ ہین اخرج ابن مردویہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما مررت علی ملاء من الملئکۃ لیلۃ اسری بی الا قالوا امر امتك بالحجامۃ واخرج مثلہ احمد والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن حدیث ابن عباس (کتاب حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۱۵)

واخرج ابن ماجۃ وابن مردویہ عن انس بن مالك قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما مررت لیلۃ اسری بی بملاء من الملائکۃ الا قالوا لی یا محمد مر امتك بالحجامۃ واخرج احمد وابن ماجۃ والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما مررت بملاء من الملئکۃ لیلۃ اسری بی الا قالوا علیك بالحجامۃ وفی لفظ مر امتك بالحجامۃ (الدر المنثور بالماثور جلد رابع صفحہ ۱۵۴-۱۵۵)

وعن ابن مسعود قال حدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لیلۃ اسری بہ انہ لم یمر علی ملاء من الملئکۃ الا امروہ مر امتك بالحجامۃ رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب مشکوۃ المصابیح کتاب الطب والرقی صفحہ ۳۸۹۔ ۱۲منہ

سلہ اگر یہ فصل بھی الگ سمجھے تو بعد سرخی فوائد متعلق واقعۂ معراج یہ عبارت کافی ہی چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم

جسکا لقب مقدمہ مین باب الانوار تجویز کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحاء جسکا لقب مقدمہ مین باب الاسرار تجویز ہوا تھا قسم اول عملیات ہین قسم ثانی علمیات ہین۔

قسم اول فوائد حکمیہ بالضم

نمبر ا۔ احادیث اسراء مین مذکور ہی کہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہی اور گو فرشتے ذکورۃ دانوثۃ سے منزہ ہین مگر اطلاقات شرعیہ مین انکا ذکر بصیغ ذکور آیا ہی اس لیئے یہ استنباط چسپان ہو گیا نمبر ۲۔ اور اُس مین یہ ہی کہ بیت المقدس مین جبرئیل نے براق کو حلقہ سے باندھ دیا اس سے احتیاط فی الامور و مباشرت اسباب کا منافی توکل نہ ہونا ثابت ہوتا ہی جبکہ اعتماد حق تعالی پر ہو نمبر ۳۔ اور اُس مین یہ ہی کہ جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہی تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب مین اپنا نام بتلایا کہ جبرئیل یون نہین کہا کہ مین اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب مین ادب یہی ہی کہ نام لے کیونکہ صرف مین کہنا اکثر اوقات معرفت کے لیئے کافی نہین ہوتا ایک حدیث مین اسپر انکار بھی آیا ہی نمبر ۴۔ اور اسی سے استیذان کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر مین گو وہ مردانہ ہی ہو بلا اذن داخل ہونا نہ چاہیئے نمبر ۵ اُس مین یہ بھی ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے اس سے ثابت ہوتا ہی کہ قبلہ سے کمر لگانا اور قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہی اگرچہ ہمارے لیے ادب یہی ہی کہ بلا ضرورت ایسا نہ کرین نمبر ۶۔ اور اُس مین یہ ہی کہ آدم علیہ السلام داہنی طرف دیکھکر ہنستے تھے اور بائین طرف دیکھکر روتے تھے اس سے شفقت والد کی اولاد پر ثابت ہوتی ہی کہ اُسکی خوشحالی پر مسرور ہو اور بدحالی پر مغموم ہو نمبر ۷۔ اور اُن مین یہ بھی ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام یہ کہکر روئے کہ انکی امت کے لوگ جنت مین میری امت کے لوگون سے زیادہ جاوینگے چونکہ یہ رونا اپنی امت پر حزن وحسرت اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت تابعین پر غبطہ کے طور تھا اس سے یہ ثابت ہوا کہ امر خیر مین غبطہ محمود ہی اور غبطہ اُسکو کہتے ہین کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر یہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی

اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا نہ کرے ورنہ یہ حسد ہی اور حرام ہی- یہ فوائد تو دی
شارح مسلم نے لکھے ہین اور انکے علاوہ کچھ اور فوائد بھی جو خیال مین آئے لکھے جاتے ہین نمبر ۸-
اُن مین یہ بھی ہی کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام
تھامی اس سے یہ ثابت ہوا کہ راکب اگر کسی مصلحت سے اپنے خدمت سے ایسا کام لے یا کوئی
محب محض اکرام و محبت سے ایسا کرے تو اسکو گوارا کر لینا جائز ہی البتہ براہ کبر نہ ہو نمبر ۹- اُن مین
یہ بھی ہی کہ آپ نے راہ مین بعض مقامات متبرکہ مین نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ
مین نماز پڑھنا موجب برکت ہی بشرطیکہ اس مقام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہ ہو خوب سمجھ لو
نازک بات ہی نمبر ۱۰- اور اُن مین یہ بھی ہی کہ راہ مین آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسی
علیہ السلام و عیسی علیہ السلام نے سلام کیا جیسا کہ واقعہ ششم مین مذکور ہوا اس سے معلوم
ہوا کہ اگر راکب اور مار کسی جالس اور راجل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کرے تو اسکے لیئے
افضل ہی کہ راکب و عابر کو سلام کرے نمبر ۱۱- اور اُن مین یہ بھی ہی کہ آپ نے بعض اعمال پر
لوگون کو جزا ملتے ہوے اور بعض کو سزا ملتے ہوے دیکھا اس سے اُن اعمال خیر و شر کا قابل
ارتکاب یا اجتناب ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ظاہر ہی نمبر ۱۲- اُن مین یہ ہی کہ آپ نے بیت المقدس
مین داخل ہو کر نماز پڑھی اس سے تحیۃ المسجد کا مسنون ہونا ثابت ہوا نمبر ۱۳- اُن مین یہ بھی
ہی کہ بیت المقدس مین آپ امام بنائے گئے اس سے ثابت ہوا کہ امامت افضل القوم کی افضل
ہی نمبر ۱۴- اور اُن مین یہ بھی ہی کہ تمام انبیا علیہم السلام نے بیت المقدس مین اپنے
فضائل کا خطبہ پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالی کی نعمتون کو بطور شکر و تحدث بالنعمۃ کے
ظاہر کرے تو محمود ہی نمبر ۱۵- اور اُن مین یہ بھی ہی کہ آپ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات
آپ کے سامنے حاضر کیئے گئے اس سے ثابت ہوا کہ توسع مآکل و مشارب مین خصوص
ضیف کے لیئے جائز ہی نمبر ۱۶- اور اگر اس ہیئت کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا
تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین مین امتحان لینا جائز ہی نمبر ۱۷- اور اُن مین یہ بھی ہی کہ
فرشتے آپ کو دونون طرف گھیرے ہوے تھے جیسا واقعہ نہم مین ہی اس سے معلوم ہوا
کہ اکرام کے لیئے خادم دونون طرف گھیرے ہون تو مذموم نہین نمبر ۱۸- اور اُن مین

یہ بھی ہی کہ آپ جب آسمانون پر پہونچے تو فرشتون نے اور انبیا علیہم السلام نے آپ کو مرحبا کہا اس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہار فرحت اُسکے آنے پر مطلوب ہی **نمبر ۱۹** اور اُن مین یہ بھی ہی کہ آپ نے آسمانون مین خود انبیا علیہم السلام کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھے والے کو سلام کرے اگرچہ آنے والا افضل ہو **نمبر ۲۰**۔ اور اُن مین یہ بھی ہی کہ آپ نے دوسرے انبیا علیہم السلام کے فضائل ذکر کرکے اپنے لیئے دعا فرمائی اس سے مقام قرب مین ہونچکے بھی دوسروں کی فضیلت معلوم ہوئی **نمبر ۲۱**۔ اُن مین یہ بھی ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوۃ کی درخواست کیجیے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہی گو جسکو مشورہ دیا جاوے وہ اپنے سے رتبہ مین بڑا ہی **نمبر ۲۲**۔ اُن مین یہ بھی ہی کہ آپ نے تخفیف صلوۃ کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ کو قبول کرلینا محمود ہی **نمبر ۲۳** اُن مین یہ بھی ہی کہ حضرت ام ہانی نے آپ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگون سے نہ فرمایئے جیسا کہ واقعہ ۲ مین مذکور ہی اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اُسکو ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ یعنی اسکے مشہور ہونے مین ... **نمبر ۲۴**۔ پھر آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ اس اصل مین تفصیل ہی یعنی جو امر دین مین ضروری نہ ہو اُسکو ظاہر نہ کیا جاوے اور ضروری مین فتنہ کی کچھ پروا نہ کی جاوے **نمبر ۲۵**۔ اُن مین یہ بھی ہی کہ حضرت ابوبکر رضہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہ بھی کہ میری تصدیق کرنے سے کفار وثوق کرینگے جیسا کہ واقعہ ۲۵ مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مکالمت اہل حق و اہل باطل کے وقت تائید حق کے لیئے گفتگو مین ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہی۔ یہ کل پچیس ہوئے مطابق عدد واقعات کے واللہ اعلم **قسم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر** اور یہ بھی پچیس ہین جنمین ۵ **تنبیہ** کے عنوان سے پانچ **تحقیق** کے عنوان سے اور پانچ **دفع اشکال** کے عنوان سے چنانچہ آتا ہی اور یہ قسم ثانی بصورت تفسیر آیت اسرا لکھی جاتی ہی جسکو اپنی تفسیر بیان القرآن سے نقل کردیا ہی وہو ہذا۔

تفسیر آیۃ الاسراء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر وہ پاک ذات ہی جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصی (یعنی بیت المقدس) تک جسکے گرداگرد (کہ ملک شام ہی ہم نے (دینی و دنیوی) برکتین کر رکھی ہین) دینی برکت یہ ہی کہ وہان بکثرت انبیاء مدفون ہین دنیوی برکت یہ کہ وہان اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہی غرض اس مسجد اقصی تک عجیب طور پر اسواسطے) لیگیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنی کچھ عجائبات قدرت دکھلادین (جن مین بعض تو خود وہان سے کے متعلق ہین مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ مین طی کرنا سب انبیا علیہم السلام کو دیکھنا اُنکی باتین سننا وغیر ذلک اور بعض آگے سے کے متعلق ہین مثلاً آسمانون پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالی بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہین (چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سنتے احوال کو دیکھتے تھے اس لیئے اُنکو اس طرح مکرم و مقرب بنایا) ف اس مقام پر چند تنبیہات اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہین **تنبیہ اول** سبحان تنزیہ و تعجب کے لیئے مستعمل ہی چونکہ یہ لیجانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر دال ہی اسلیئے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی سیلئے احقر نے ترجمہ مین لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کردیا اور یہ جانا براق پر تھا جیسا صحاح مین ہی جسکی برق رفتاری بھی عجیب تھی **تنبیہ دوم** اس مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لیجانے کو اسراء کہتے ہین اور آگے آسمانون پر جانے کو معراج کہتے ہین اور گاہے دونون لفظ مجموعہ پر اطلاق کیئے جاتے ہین **تنبیہ سوم** یہان بعبدہ کہنے سے دو فائدے ہین ایک تو اظہار آپ کے قرب و قبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی آپ پر الوہیت کا شبہہ نہ کرسکے **تنبیہ چہارم** ہرچند کہ اسراء رات ہی کے لے چلنے کو کہتے ہین لیکن لیلاً کی تصریح اسلیئے ہی تاکہ باعتبار عرف و محاورات کے

تبعیض پر دال ہو اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات مین اتنا دراز کام کر لیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبد القاہر نے اور اُسکی توجیہ سیبویہ اور ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہو اللیل والنہار اذا عرفا کانا معیار اللتعمیم وظرفا محدودا بخلاف المنکر فلما عدل عن تعریفہ علم انہ لم یقصد استغراق السری تنبیہ پنجم مسجد حرام کا اطلاق کاسے مطلق حرم پر بھی آتا ہو اور یہان دونون معنی صحیح ہو سکتے ہین کیونکہ بعض حدیثون مین آیا ہو کہ آپ اُس وقت حطیم مین تشریف رکھتے تھے اور بعض مین آیا ہو کہ امّ ہانی کے گھر مین تھے پس آیت کو دونون پر محمول کر سکتے ہین اور وجہ تطبیق دونون حدیثون مین بہت سہل ہو کیونکہ امّ ہانی کے گھر سے حطیم مین آجانا اور وہان سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہین تنبیہ ششم مسجد اقصی کی وجہ تسمیہ یہ ہو کہ اقصی کے معنی عربی مین ہین بہت دور چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہو اسلیئے اقصی کہا گیا تنبیہ ہفتم ہر چند کہ عجائبات کا مشاہدہ بدون آپ کے لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اس مین اور اسی طرح رکوب مین اور زیادہ اکرام واظہار شان ہو اسلیئے آپ کو اس طرح لے گئے تنبیہ ہشتم رات کی تخصیص مین یہ حکمت لکھی ہو کہ عادۃً وہ وقت خلوت کا ہو اُس مین بلانا دلیل ہو زیادت اختصاص کی تنبیہ نہم - یہان مسجد اقصی سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہو کہ حقیقت مین مسجد اصالتًا زمین ہی ہوتی ہو اور عمارت تو تبعًا مسجد ہوتی ہو وجہ اس مراد لینے کی یہ ہو کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہو کہ عیسی علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے درمیان مین اُسکی عمارت منہدم کر دی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات وقضینا الی بنی اسرائیل مین مذکور ہوگا اسلیئے ظاہرًا اسپر شبہہ ہوتا ہو کہ مسجد اقصی کا جب اُسوقت وجود ہی نہ تھا پھر وہان تک لیجانے کے کیا معنی پس اس مراد کی تعیین سے وہ شبہہ جاتا رہا اور اگر اُس حدیث پر شبہہ ہو کہ کفار معترضین نے آپ سے بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت دریافت کی تھی اسکے کیا معنی تو اسکا جواب یہ ہو کہ اول تو منہدم عمارت کی ہیئت وکیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہو علاوہ اسکے اُس زمین کے قرب مین لوگون نے کچھ عمارتین بنام نہاد بیت المقدس کے بنائی تھین اُس سے بھی سوال ممکن ہو تنبیہ دہم الذی بارکنا بطور مدح کے

بڑھایا ہی اور اُس سے خود اُس مسجد کا مبارک ہونا بدرجۂ اولی مفہوم ہو گیا کیونکہ جب اسکے
آس پاس باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہی تو خود اُس مین تو ضرور برکت ہو گی کیونکہ آس پاس
دو قسم کی برکتین ہین ایک دنیوی سو اُس سے تو دینی برکت ضرور زیادہ ہی اور دوسری
دینی کہ مدفن انبیاء ہی سو مدفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہی اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیا علیہم السلام
کا وہ قبلہ رہا ہی تلبس روح کا ہی اور یہ زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہان ہی
رہکر عبادت کرین کہ جسم کا تلبس بھی ہو جاویگا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیاء
کا معبد اور محل عبادت بھی رہا ہی پس اس طرح خود اُس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت
ہو گئی پس بعض کتب مین جو لکھا ہی کہ موضع مسند ذات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عرش
سے بھی افضل ہی اسکا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہی واللہ اعلم **تنبیہ یازدہم**
لنریہ من اٰیاتنا مین آیات کا اطلاق جو کہ عرفاً اعظم اور کمال پر دال ہوتا ہی اور آیات
سماویہ خصوصاً جبکہ آسمانون پر انبیا بھی تھے جیسا احادیث معراج مین ہی آیات ارضیہ
سے اعظم اور اکمل ہین اس طرح یہ اطلاق مشیر ہی کہ مسجد اقصی سے آگے بھی آپ کو لے گئے
اسی لیئے روح المعانی مین یون تفسیر کی ہی لنریہ من اٰیاتنا ای لنرفعہ الی السماء حتی
یری مایری من العجائب مگر تصریح نہ کرنے مین شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور زیادہ عجیب ہی
اور انکار اُسکا قریب ہی اور نص قطعی کا انکار کفر ہی پس تصریح نہ کرنا رحمت ہی ضعفاء کے ساتھ
تنبیہ دوازدہم من کا تبعیضیہ لینا اس وجہ سے ہی کہ واقع مین ایسا ہی ہوا تھا
چنانچہ صحاح مین ہی کہ اسمع صریف الاقلام یعنی قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہراً اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ قلم نہین دیکھے وعلی ہذا **تنبیہ سیزدہم**۔ اسری مین ضمیر غائب کی ہی اس سے
شروع کیا گیا اور انہ ھو السمیع یہ کہ اس مین بھی ضمیر غائب کی ہی ختم کیا گیا اور درمیان
مین ضمیر متکلم کہ دال تعظیم پر بھی ہی لائی گئی اس مین یہ نکات ہین **اول** تجدید کلام و تنشیط سامع
دوم برکات اور آیات اور ارادت کا عظیم ہونا **سوم** اسراء کے بعد قرب کے زیادہ
ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل تکلم ہی **تنبیہ چہاردہم** انہ ھو السمیع
البصیر کے بڑھانے کا فائدہ علاوہ فائدہ مذکورہ فی المتن کے ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

تنبیہ پانزدہم نکلتے مکذبین کو وعید ہی کہ ہم تمھاری تکذیب و مخالفت کو دیکھتے سنتے ہین خوب سزا دینگے
لنریہ من آیاتنا کے بعد اسکا بڑھانا مشیر اس طرف ہی کہ گو رویت عجائبات کی رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی مگر علم ہین ہمارے برابر نہین ہوسکتے کیونکہ انکو تو ہم نے دکھلایا اور
ہم بالذات سمیع بصیر ہین دوسرے انھون نے بعض بات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق سمیع
بصیر ہین **تحقیقات تحقیق اول** یہان مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہی اندر جانا احادیث مین مصرح
ہی کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام سے ملے اور آپ نماز مین انکے امام
بنے **تحقیق دوم** آگے آسمانون کی طرف جانا اس آیت مین مصرح نہین ہی گو اسکی طرف
اشارہ ہی اور اس سے زیادہ صراحت کے قریب اشارہ سورہ والنجم مین ہی ولقد راٰہ
نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی یعنی آپ نے جبریل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ
المنتہی کے پاس دیکھا ہی اور پہلی بار کا دیکھنا اس سے قبل وھو بالافق الاعلیٰ مین مذکور ہوا ہی
سو اس سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہی کہ آپ سدرۃ المنتہی تک پہونچے تھے کیونکہ عند متعلق
رایٰ کے ہی یعنی رویت عند السدرہ سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہی کہ رائی اور مرئی دونون سدرہ
کے پاس ہونگے پھر حدیثون مین تو اسکی اسقدر تصریح ہی کہ مجال انکار ہی نہین **تحقیق سوم**
جمہور اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہی کہ معراج بیداری مین جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل
اسکی اجماع ہی اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہوسکتے ہین **اول** حق تعالیٰ نے جس اہتمام
سے قصۂ اسراء کو بیان فرمایا ہی اُس سے اسکا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہی اگر یہ
نوم مین یا روحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہین ہی **دوسری** بعبدہ سے ظاہرًا
یہی معلوم ہوتا ہی کیونکہ حقیقی اور متبادر معنی جاءنی عبد فلان کے یہی ہین کہ وہ بیداری
مین دھڑ اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعۂ روح وجسد اور اس محل کا صدر مقید
بالیقظہ ہوتا ہی الا ان یصرح علی خلاف ذلک **تیسری** اگر یہ خواب کی حالت مین یا روحانی
طور پر ہوتی تو جسوقت کفار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس اور اپنے قافلہ کے حالات
پوچھے تھے جیساکہ حدیثون مین آیا ہی بعضہا فی الصحاح وبعضہا رواہ البیہقی وغیرہ
کما فی الدر المنثور تو آپ اُس وقت بہت سہولت سے جواب دیدیتے کہ مین بیداری مین

سکے ہونے کا کب مدعی ہون جو تم ایسی باتین کرتے ہو اور بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت
بیان کرنے کے متعلق تکذیبین نہ پڑتے جیسا حدیثون مین ہو کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالی نے منکشف
کر دیا اور آپ نے بتلا دیا روا ہ مسلم اور بعض کو آیت وما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہہ ہوا ہی
سو ادل تو وہان احتمال ہو کہ واقعۂ بدر یا عمرۃ للہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اسطرف
گئے ہین جنکا ذکر اجمالا اذیریکھم اللہ فی منامک اور لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا
مین آیا ہی اور اگر واقعہ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا بمعنی رویت ہی کیونکہ رائی سکے دونون
مصدر ہین مثل قربی اور قرابت کے یا بقول بعض شب کی رویت کو رویا کہتے ہین گو بیداری
مین ہو یا تشبیہا رویا کہدیا ہوا اور وجہ تشبیہ کی یا عجائب کا دیکھنا ہی اور یا شب کے وقت
واقع ہونا کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جسکے آخر مین فہو مستیقظ
ہی شبہہ پڑگیا ہی سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک حافظ حدیث نہین اور دوسرے حفاظ
کے خلاف کیا اس لئے وہ زیادت غیر مقبول ہو کذا فی روح المعانی یا محمول ہی دوسرے واقعہ پر
کیونکہ علما نے لکھا ہی کہ عروج روحانی آپ کو کئی بار ہوا ہی یعنی اس معراج سے پہلے خواب
مین عروج ہوا ہی جسکی حکمت یہ لکھی ہی کہ تدریجا اس معراج اعظم کی استعداد اور برداشت
ہو سکے اور بعض کو حضرت معاویہ رضہ و حضرت عائشہ رضہ کے اقوال سے شبہہ ہو گیا ہی سو حضرت
عائشہ رضہ تو اسوقت تک آپ کے نکاح مین بھی نہ آئی تھین اور حضرت معاویہ رضہ اسوقت
تک اسلام بھی نہ لائے تھے خدا جانے کسی سے سن کر کہا ہی یا اجتہادًا کہا ہی یا کسی
دوسرے واقعہ کی نسبت کہا ہو اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **تحقیق چہارم**
بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہی اور ماؤل مبتدع ہی اور آگے جانے کا منکر اور ماؤل
مبتدع ہی اور ہر چند کہ سورۂ نجم مین قریبا تصریح ہی لیکن عند مین احتمال ہو کہ وہ راٰہ کے
مفعول کا حال ہو اسلیے آپ کے سدرۃ المنتہی تک پہونچنے مین نص نہین ہی **تحقیق پنجم**
اس مین اختلاف ہی کہ حق تعالی کو اس شب مین آپ نے دیکھا یا نہین اس مین سلف و خلف
سب کا اختلاف ہی اور روایات محتمل تاویل کو ہین کیونکہ روایت مثبتۂ رویت مین احتمال ہی
کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت

کے روحِ جنت مین جو انکشاف ہوگا یہ انکشاف اُس سے کم ہوگو رویت صادق آوے جیسے بے عینک دیکھنا بھی دیکھنا ہی اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہی غرض اس مسئلہ مین توقف بہتر ہی۔ **دفع اشکالات۔ دفع اشکال اول** بعض کو وسوسہ ہوتا ہی کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب مین فرمایا ہی نری ابراھیم ملکوت السموات والارض اور آپ کے لیئے من تبعیضیہ کیون فرمایا جواب یہ ہی کہ ملکوت السموات والارض کل بات تو نہین ہین اور ممکن ہی کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا اُس بعض سے اعظم ہو **دفع اشکال دوم** بعض ظاہر پرست شبہ کرتے ہین کہ خرق والتیام افلاک پر محال ہی جواب یہ ہی کہ اس دلیل کے سب مقدمات باطل ہین جیسا اپنے محل مین مذکور ہی **دفع اشکال سوم** بعض کہتے ہین کہ اسقدر سریع کیونکر ممکن ہو جواب یہ ہی کہ بعض کواکب باوجود اس قدر عظیم ہونے کے نہایت سریع ہین اور سرعت کی عقلا کوئی حد نہین ہے **دفع اشکال چہارم** بعض کہتے ہین کہ آسمان کے نیچے ہوا نہین اور حرارت شدید ہی جسم عنصری سلامت نہین رہ سکتا جواب یہ ہی کہ محال ممکن نہین ہوتا لیکن مستبعد واقع ہو سکتا ہی **دفع اشکال پنجم** بعض کہتے ہین کہ آسمان ہی موجود نہین جواب یہ ہی کہ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

مِنَ القصیدۃ

سریت من حرم لیلا الی حرم
کما سری البدر فی داج من الظلم

آپ ایک شب مین حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک رہا حالانکہ ان مین فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہی ایسے ظاہر ہو کر تیز رفتار
نورانیت وارتفاع کدورت کے ساتھ تشریف لے گئے جیسا کہ بدر رات کے پردہ مین نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے

وبت ترقی الی ان نلت منزلۃ
من قاب قوسین لم تدرک ولم ترم

اور آپ نے بحالت ترقی رات گذاری اور یہان تک ترقی پائی کہ ایسا قرب الٰہی حاصل کیا جس پر مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی نہین پہونچایا گیا تھا بلکہ اس مرتبہ کا بسبب غایت رفعت کسی نے قصد بھی نہین کیا تھا۔

وقدمتک جمیع الانبیاء بہا
والرسل تقدیم مخدوم علی خدم

اور آپکو مسجد بیت المقدس مین تمام انبیا و رسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادمون کا امام و پیشوا ہوتا ہے

وانت تخترق السبع الطباق بهم ۔۔۔ فی موکب کنت فیه صاحب العلم

اور یہ جملہ آپکی ترقیات کی یہ امر ہو کہ آپ سات آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک لشکر ملائکہ میں دیجو ملحوظ آپکی عظمت و شان و تالیف قلب مبارک کی ہمراہ

حتی اذا لم تدع شاوا لمستبق ۔۔۔ من الدنو ولا مرقا لمستنم

یہانتک کہ سب سے آگے بڑھنے والے کی فرصت منزلت کی بابت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا

خفضت کل مکان بالاضافة اذ ۔۔۔ نودیت بالرفع مثل المفرد العلم

بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالی سے نہایت ہی پست کردیا جبکہ آپ اُن کہکر واسطے رفع مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے

کیما تفوز بوصل ای مستتر ۔۔۔ عن العیون وسر ای مکتتم

تاکہ آپکو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا اور تاکہ آپکا بیان ہو ان کامل اچھے بھید سے جو نہایت مرتبہ پوشیدہ ہی

یارب صل وسلم دائما ابدا ۔۔۔ علی حبیبک خیر الخلق کلهم

ولنختم الکلام علی نعت بالصلوة الاسراء ۔۔۔ بالصلوة علی سید اهل الاصطفاء

وآله واصحابه اهل ما دامت الاجتباء ۔۔۔ ما دامت الارض والسماء

تیرھوین فصل ہجرت حبشہ مین

یہ نبوت کے پانچوین سال مین ہوئی جسکا سبب یہ ہوا کہ کفار مسلمانون کو بہت تکلیف دیتے تھے اُسوقت آپ کی اجازت سے چند مسلمانون نے حبشہ کی طرف ہجرت کی حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اُسنے مسلمانون کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا اُنھون نے کئی شخصون کو تحف وہدایا دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانون کو اپنے پاس جگہ نہ دے جب اُنھون نے جاکر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار مین مسلمانون کو بموا جہہ اُن لوگون کے بلاکر گفتگو کی حضرت جعفر رض نے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالی نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنے کلام اُنپر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آگئے وہ بھلے کامون کا حکم کرتے ہین اور

برے کامون سے منع کرتے ہین نجاشی نے کہا جو کلام اُنپر اُترا ہی اُس مین سے کچھ پڑھو اُنھون نے سورۂ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانون کو تسلی دی اور فرستادگان قریش کو خائب وخاسر ردکر دیا۔ کذا فی تواریخ حبیب اِلٓہ۔ حدیثون مین تصریح ہی کہ یہ بادشاہ مسلمان ہوگئے تھے اور زاد المعاد مین ہی کہ جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر اِن لوگون کو پہونچی تو ۳۳ آدمی حبشہ[1] سے لوٹ آئے سات تو مکہ مین روک لیئے گئے اور باقی مدینہ پہونچ گئے اور بقیہ نے کشتی کے رستے سال غزوۂ خیبر مین مدینہ کو ہجرت کی ان صحابیون کو دو ہجرتون کی وجہ سے اصحاب الہجرتین کہتے ہین۔ **من القصیدة**

ودون نری من ولی عذر منقصم | [illegible] ولا من عدو غیر منقصم

اور تو ہرگز نہ دیکھیگا کسی آپکے دوست کو اسکو آپکی برکت سے مدد نہ پہونچی ہو ورنہ تو انکا کوئی ایسا دشمن نہ دیکھیگا کہ اسکو شکست فاش نہ پہونچی ہو

احل امته فی حرز ملته | کالليث حل مع الاشبال فی اجم

آپ نے اپنی امت اجابت کو اپنے دین کے مضبوط و مستحکم قلعہ مین اُتارا اُنکو کوئی مغلوب و مقہور نہین کرسکتا جیسا کہ شیر اپنے بچون کو لیکر اپنے جنگل مین فروکش ہوتا ہے کہ کسی کا مقدور نہین کہ ان کو ستا سکے

کم جدلت کلمات الله من جدل | فیه وکم خصم البرهان من خصم

اور بہت دفعہ کلام اللہ نے خاک مذلت پر ڈالدیا اُس شخص کو جسنے آنحضرت کی شان مین جھگڑا کیا (جیسا نجاشی کے موقع پر صحابہ کا غلبہ ہوا اور کلام اللہ نے نجاشی پر اثر کیا اور اُنکی نبوت کا انکار کیا) اور بہت دفعہ غالب ہوے دلائل آپکی اثبات رسالت کے منکر شدید الخصومة پر

یارب صل وسلم دائما ابدا | علی حبیبك خیر الخلق کلهم

چودھوین[2] فصل زمانۂ اقامت مکہ بعد النبوت کے بعض متفرق مہم واقعات مین مختصراً

واقعہ پہلا جب آپ پر وحی اول نازل ہوئی اور آپ نے حضرت خدیجہ رض سے بیان فرمایا وہ آپ کو ورقہ[3] کے پاس لے گئین اُنھون نے آپ کے صاحب وحی ہونے کی تصدیق کی اور

[1] یعنی مکہ کو تاکہ وہان سے پھر مدینہ چلے جاوینگے ۱۲ منہ [2] اس پوری فصل کے مضامین تواریخ حبیب اِلٓہ سے لیے گئے ہین گو الفاظ و ترتیب مین تبدیل ہو ۱۲ منہ [3] یہ وہ ہین جنکا ذکر دسوین فصل کی دوسری ردا میں آیا ہی ۱۲ منہ

حضرت خدیجہؓ دولت ایمان سے مشرف ہوئین۔ اور عورتون مین سب سے اول حضرت خدیجہؓ
اور جوانان احرار مین سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور لڑکون مین حضرت علیؓ اور
غلامون مین حضرت بلالؓ اور آزاد شدہ غلامون مین حضرت زید بن حارثہؓ اور بعد ازین
حضرت عثمانؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت
عبدالرحمن بن عوفؓ ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے
دوسرا واقعہ جب آپ پر آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی آپ نے
کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا اور سب کو جمع کرکے شرک پر رہنے کی حالت مین عذاب سے
ڈرایا ابو لہب نے آپ کی شان مین سخت الفاظ کہے سورہ تبت تب ہی نازل ہوئی جسمین
اُسکی اور اُسکی جورو کی مذمت ہے وہ بھی آپ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اس ابولہب
کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ آپ کی دو صاحبزادیان حضرت رقیہ اور ام کلثوم ان دونون
کے نکاح مین تھین (اس وقت اختلاف دین سے نکاح درست تھا) ابولہب نے بیٹون
کو کہا کہ اگر تم ان بیٹیون کو طلاق نہ دوگے تو تم سے علاقہ نہ رکھونگا اُن دونون نے اُسکے
کہنے پر عمل کیا اور عتبہ نے تو ایسی بیحیائی کی کہ آپ کے سامنے جاکر یہ کلمات کہدئے اس
گستاخی پر آپ نے بد دعا کی اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک یا اللہ اپنے کتون مین سے
ایک کتا اسپر مسلط کردے۔ ایک بار تجارت کے لیئے شام جاتا تھا رستہ مین ایک منزل پر
جہان شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابولہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب کا ایک
ٹیلہ بناکر عتبہ کو اُسپر بٹھلایا اور سب کو اُسکے گرداگرد سلایا رات کو شیر آیا اور عتبہ کو مار کر
چلا گیا مگر یہ شقاوت تھی کہ اسپر بھی ایمان نہین لاتے تھے یہ سب قصے قریب زمانہ نبوت
کے ہین **تیسرا واقعہ** جب ہجرت حبشہ[1] کی ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی ارادہ
ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر برک الغماد تک کہ چار منزل مکہ سے ہے پہنچے تھے کہ مالک
بن دغنہ کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور اُنکو اپنی پناہ مین مکے آیا اور سب کفار قریش سے
کہدیا کفار نے کہا باین شرط ہم کو منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور با آواز بلند نہ پڑھا کرین

---

[1] جسکا ذکر تیرھوین فصل مین ہے ۱۲

حضرت صدیقؓ نے چندے ایسا ہی کیا پھر ضبط نہ ہو سکا اور باواز بلند پڑھنا شروع کیا محلہ کی عورتین جمع ہو کر سننے لگین کفار نے اُس رئیس پناہ دہندہ سے کہا اُسنے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ خلاف عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ رہیگی اُنھون سنکر فرمایا مجھکو سواے خدا کے کسی کی پناہ مین رہنا منظور نہین وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور آپ بامان الٰہی محفوظ رہے **چوتھا واقعہ** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہمراہی آپ کے اکثر چھپے رہتے اور اُنتالیس تک شمار اہل اسلام پہونچی تھی آپ ارقمؓ کے گھر مین تھے اس زمانہ مین عمر بن الخطابؓ اور ابوجہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپ نے دعا مانگی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمرؓ کے حق مین وہ دعا قبول ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوے یہ سنہ ۶ نبوت مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب الہ **پانچوان واقعہ** آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اور اس صاحب کو مطعم نے امن دی اور ہمراہ آپ کے مسجد مین آیا آپ اسیر مطعم کا شکریہ ادا فرمایا کرتے تھے کذا فی الشامہ عن اسد الغابہ **من القصیدہ**

لا تعجبن لحسود راح ینکرها (ای النبوۃ ۱۲)	تجاہلا وھو عین الحاذق الفہم
اگر کوئی حاسد ان آیات (نبوۃ) کا براہ تجاہل انکار کرے حالانکہ	وہ دانا ہی ہو اور ہوشیار اور فہیم ہو تو ہرگز تعجب مت کر
قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد	وینکر الفم طعم الماء من سقم
(یعنی کہ کبھی آنکھ بسبب درد کے آفتاب کی روشنی دیکھ نہین سکتی)	جیسے منہ بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیرین کو ناپسند کرتا ہے
یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلہم

پندرھوین فصل ہجرت مدینہ طیبہ مین

جب تیرھوین سال نبوت بیعت عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

سلہ قصہ انکے اسلام کا تواریخ حبیب الہ مین بسبوط مذکور ہے ۱۲ سلہ تھا۔ وہین حدیث ہے کہ جب آپ کی خدمت مین بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مطعم ابن عدی اسوقت زندہ ہوتا اور مجھسے ان مردارون کے باب مین سفارش کی گفتگو کرتا تو اسکی خاطر سے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ اس ارشاد کی وجہ یہی قصہ ہے ۱۲

اصحاب کو اجازت ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن سرداران کفار قریش مثل ابوجہل وغیرہ دار الندوہ مین کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا تھا جمع ہوے اور بعد گفتگوے بسیار کے سب کی راے آپ کے باب مین یہ قرار پائی کہ ہر قبیلہ قریش مین سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمدؐ کے مکان پر جاکر محمدؐ کو قتل کردین بنی ہاشم (کہ حامی آپ کے ہین) سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہین رکھ سکتے بالضرور خونبہا پر راضی ہوجاوینگے اور ہم لوگ بے تکلف دیت ادا کردینگے اللہ تعالی نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کرجاوین آپ شب کو گھر مین تھے کہ کفار نے دروازۂ مبارک گھیر لیا آپ ان میں حضرت علیؓ کو سپرد کرکے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لیجا کر انکو ہمراہ لیکر نہایت احتیاط سے غار ثور مین جا چھپے جہان کفار نے گھر مین جاکر آپ کو نہ دیکھا تو تلاش مین مشغول ہوے اور تلاش کرتے ہوے غار تک پہنچے بعد آپ کے غار مین داخل ہو جانے کے مکڑی نے جالا غار کے منھ پر بن دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آکے غار مین انڈے دیکر سینے شروع کیے کفار نے جب یہ دیکھا کہنے لگے کہ اگر اس مین کوئی آدمی جاتا یہ مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہی اس غار مین نہ ٹھہرتا یہ کہکر کفار پھر گئے ۔ اللہ تعالی نے آپ کی محافظت کے لیے تار عنکبوت اور بیضۂ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صد ہا زرہ آہنی اور ہزارہا نان جنگی اور قلعہ محکم سے نہ نکلتا ۔ قصیدۂ بردہ کے ان اشعار مین اسی طرف اشارہ ہے ۔

من القصیدة

وما حوی الغار من خیر ومن کرم	وکل طرف من الکفار عنه عمی
عطف علی المقسم ۱۲	
اور مین قسم کھاتا ہون اس خیر وکرم کی جسکو غار ثور نے جمع کر رکھا تھا	ایسے حال مین کہ ہر چشم کفار کی آپ کے دیکھنے سے اندھی تھی
فالصدق فی الغار والصدیق لم یرما	وهم یقولون ما بالغار من ارم
لم یبرحا (لم یبرحا)	ای احد ۱۲
پس آپ کہ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق غار ثور سے	ہٹے نہین اور کفار کہتے تھے کہ غار مین کوئی بھی نہین

ظنوا الحمام وظنوا العنکبوت علی | خیر البریۃ لم تنسج ولم تحم

اُنھون نے گمان کیا کہ کبوتر انڈے دیگا اور مکڑی جالا تنیگی ... | اُنھون نے انڈے نہین دیے اور مکڑی نے آپ پر جالا نہین تنا

وقایۃ اللہ اغنت عن مضاعفۃ | من الدروع وعن عال من الاطم

خداوند تعالیٰ کی حمایت وحفاظت نے آپکو دوہری بنی ہوئی زرہ پہننے اور بلند قلعہ کی پناہ لینے سے بے پرواکر دیا تھا

تین دن تک آپ غار مین رہے عامر بن فہیرہ حضرت ابو بکرؓ کے آزاد کیے ہوئے غلام متصل غار کے بکریان چراتے تھے وہ دودھ بکریون کا آپ کو اور حضرت ابو بکرؓ کو پلا جاتے اور عبد اللہ بیٹے ابو بکر صدیق کے کہ جوان تھے مکہ مین قریش کی مجالس مین جاکر خبرین دریافت کرکے رات کو آپ کے حضور مین آکر بیان کر دیتے تھے۔ آپ نے عبد اللہ بن اُریقط دیلی کو کہ مشرک[1] تھا رہبری کے لیے نوکر رکھ لیا تھا اور اونٹنیان اُسی کو سپرد کر دی تھین بعد تین دن کے حسب الحکم وہ اونٹنیان در غار پر حاضر لایا اور آپ اور حضرت ابو بکر صدیق اور عامر بن فہیرہ سوار ہوکر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ مین عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے کہ بیان مین اُنکے طول ہو تواریخ حبیب الہ وغیرہ مین دیکھ لیا جاوے[2]۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کے لیے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہونچے اُس روز بھی انتظار کرکے لوٹ چلے تھے کہ ایکبارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر ان پھرنے والون سے کہا یا معاشر العرب ھذا جدکم یعنی ای گروہ عرب یہ تمھارا حظ یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہونچا وہ لوگ پھرے اور آپ کے ساتھ ہوکے مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے اہل مدینہ کی اُس روز کی خوشی کا اندازہ نہین ہوسکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیان شوق مین یہ نظم پڑھتی تھین۔

[1] اور حفظ راز کا اُسپر اطمینان تھا ۱۲ منہ

[2] عجیب تر اُن مین دو قصہ ہین ایک قصہ ام معبد کی بکری کے دودھ دینے کا یہ ایک عورت تھی شرفاے عرب مین خیمہ اُسکا راہ مدینہ مین واقع تھا اور اسکے بعد ام معبد اور اُنکا شوہر ابو معبد مشرف باسلام ہوئے دوسرا قصہ سراقہ کا جو بائیسوین فصل کے نمبر ۱۴ مین آویگا ۱۲

طلع البدر علینا | من ثنیات[1] الوداع
یعنی ہم پر بدر نے طلوع کیا | ثنیات الوداع سے

وجب الشکر علینا | ما دعا للہ داع
ہم پر شکر کرنا فرض ہے | جبتک اللہ تعالی سے کوئی دعا کرنیوالا ہے

ایہا المبعوث فینا | جئت بالامر المطاع
ای نبی جو ہم مین مبعوث ہوے ہین | آپ ایسا حکم لیکر آئی ہین کہ اُسکی اطاعت ضروری ہی

آپ مکہ سے دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے مہینہ مین اور بقول بعض صفر[2] کے ترپن سال کی عمر مین چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارھوین ربیع الاول کو مدینہ مین پہونچے اور پہونچکر محلہ قبا مین کہ کنارہ شہر پر ذرا فاصلہ سے ہی منازل بنی عمرو بن عوف مین چودہ دن ٹھہرے اور تیسرے دن حضرت علیؓ بھی امانتین ادا کرکے آپ سے آملے پھر آپ نے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ مین ٹھہرین جب آپ سوار ہوے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور وہی آرزو برزبان تھی آپ نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہان بیٹھ جاوےگی وہان ہی مقیم ہونگا اونٹنی چلتے چلتے وہان آ بیٹھی جہان اب ممبر مسجد شریف ہے متصل اس جگہ کے حضرت ابو ایوب انصاری کا گھر تھا وہان اسباب آپ کا اُتارا گیا اور آپ اُنکے گھر ٹھہرے پھر آپ نے وہ زمین جہان اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ و زاد المعاد وغیرہما من الروض۔

[1] اسکے معنی ہین گھاٹیان رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کے لیے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا ان گھاٹیون تک جایا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ثنیات الوداع مدینہ سے شام کی جانب ہے اور شعر مذکور بوقت معاودت آپ کے غزوہ تبوک سے پڑھا گیا تھا مین کہتا ہون کہ اگر دونون جانب ایسا موقع ہو اور یہی نام ہو اور دونون وقت یہ اشعار پڑھے گئے ہون تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

[2] یہ اختلاف مستبعد نہین کیونکہ ممکن ہی کہ مکہ سے تو آخر صفر مین تشریف لے چلے ہون اور غار سے چلنے کے وقت ربیع الاول شروع ہو گیا ہو ۱۲ منہ

وليهنه اذهما في الغار منقبة	شريفة ما حواها قبله بشر
اور آپکو غار مین دونون صاحبو نکے ہونیکے وقت کی یہ منقبت شریفہ	مبارک ہو کہ آپ کے قبل کسی بشر نے اُسکو حاصل نہین کیا
وهاجرا منه لما حان لا سفر	لطيبة وتناهى عندها السفر
اور دونون صاحبون نے اُس غار سے نکل کر ہجرت کی	جبکہ مدینہ کے سفر کا عزم کیا اور مدینہ پہونچکر سفر ختم ہو گیا
فسل سراقة منه ان ترد خبرا	وام معبد يجلو منهما الخبر
اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سراقہ اور ام معبد سے آپ کا	حال پوچھو ان دونون سے خبر ظاہر ہوگی
طاب به طيبة لما اقام بها	وفاح حين اتاها نشرها العطر
آپ سے مدینہ پاکیزہ ہو گیا جب آپ وہان مقیم ہوے	اور آپ جسوقت اُسمین پہونچے تو اُسکی خوشبو سے عطر پھیل گئی
يارب صل وسلم دائما ابدا	على حبيبك من زانت به العصر

سولھوین فصل قدوم مدینہ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات مین

پہلا واقعہ بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ مین عبد اللہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود مین تھے آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور آپ سے تین سوال[1] کیئے اور جواب صحیح پاکر ایمان لے آئے۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ دوسرا واقعہ حضرت سلمان فارسی کہ اصل مین مجوسیان فارس سے تھے اور اُنکی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاری اُنھون نے اختیار کیا تھا اور زبانی علماء یہود اور نصاری کے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینہ مین ہجرت کرکے آوینگے سنکر مدینہ مین آرہے تھے کئی جگہ بکے تھے ان دنون ایک یہودی کے غلام تھے حضور مین حاضر ہوے اور علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو اُنھون نے اپنے مالک سے کہا اُسنے چالیس اوقیہ[2] سونے پر دکہ

[1] جہلا عوام الناس مین ایک کتاب ہزار مسئلہ کے نام سے مشہور ہی جس مین عبد اللہ بن سلام کا آپ سے ہزار مسائل پوچھنا لکھا ہی اس روایت سے اُسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲ [2] ایک اوقیہ وزن مین سات مثقال کا ہوتا ہی ۱۲ منہ

یہان کی تول سے سو اسیر سے زیادہ ہوتا ہی) مکاتب کر دیا اور یہ بھی شرط کی کہ تین سو درخت چھوہارے کے لگا دین اور جب وہ بار آور ہون تب آزاد ہون آپ نے دست مبارک سے چھوہارے کے درخت لگا دیئے وہ سب اُسی سال مین بار آور ہوے اور بقدر ایک بیضے کے سونا غنیمت مین آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا کہ اسکو دیکر آزاد ہو جاؤ انھون نے عرض کیا کہ چالیس وقیہ سونا چاہیئے یہ کیا کفایت کریگا آپ نے زبان مبارک اُسپر پھیر دی اور دعا سے برکت کی سلمان کہتے ہین کہ مین نے جو تولا چالیس وقیہ تھا نہ کم نہ زیادہ اور ادا کرکے آزاد ہو گئے اور حضور اقدس کی خدمت مین رہے کذا فی تواریخ حبیب اله **تیسرا واقعہ** مدینہ طیبہ مین بیر رومہ کا ذکر ایک کنوان تھا پانی شیرین تھا اور دوسرے کنوؤن کا پانی کھاری تھا اور اسکا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا اس سبب سے مسلمانون کو پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانون کے ڈول اس مین جاری کر دے اُسکے لیے جنت ہو حضرت عثمان رض نے اُس کنوین کو خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کر دیا کذا فی تواریخ حبیب اله۔

من القصیدة

کفاک بالعلم فی الامی معجزة	فی الجاهلیة والتادیب فی الیتم
ای مخاطب تجھکو درباب معجزہ آنحضرت صلعم کے آپکا علم لینے مانہ مین بے علم ہو	تھی اور اوجود یکہ یاامی تھے او نیز یکہ آپ نے اپنے یتیمی کا زمانہ دیکھے کافی ہی
یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلهم

سترھوین فصل آپکے غزوات مین اور انکے ضمن مین بعض دوسرے مشہور واقعات مین بترتیب سنین[۱]

آپ کی مدت اقامت مدینہ طیبہ مین وفات تک دس سال دو ماہ ہین جب جہاد فرض ہوا

---

[۱] جیسا عبد اللہ بن سلام نے اسی سے استدلال کیا ۱۲ منہ [۲] اس فصل کے مضامین ان کتب سے لیئے گئے ہین تحیین شمامہ۔ تواریخ حبیب اله۔ زاد المعاد۔ سیرۃ ابن ہشام ۱۲

عظیم الشان غزوۂ بدر ہوا جسکا لقب بدر کبری ہی رمضان مین آپ نے خبر سنی کہ قافلۂ قریش
شام سے مکہ کو جا رہا ہی آپ صحابہ کو لیکر کہ تین سو تیرہ تھے اسکے تعرض کے لیئے چلے یہ خبر مکہ
پہونچی کفار قریش ایک ہزار مسلح آدمی لیکر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکل کر مکہ جا
پہونچا مگر یہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر مین جاکر ڈیرہ ڈالین گے
اور خوب جشن کرینگے تاکہ تمام عرب مین ہماری ہیبت چھا جاوے اور یہ احتمال بھی نہ تھا کہ تین سو
آدمی اور وہ بھی بے سر و سامان ہم سے مقابل ہونگے مفت مین نیکنامی ہاتھ آویگی اللہ تعالی
کو اسلام کا اعزاز اور کفر کا اذلال مقصود تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور کفار
مقتول و اسیر و مخذول ہوئے سورۂ انفال مین یہی قصہ ہی اور اس تمام قصہ سے شوال مین
فراغ ہو گیا۔ پھر سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لیئے تشریف لے چلے مگر لڑائی نہین
ہوئی پھر بدر کے دو مہینہ بعد غزوۂ سویق ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر مین شکست کھا کر
مکہ پہونچے پھر ابوسفیان دو سو سوار لیکر بارادۂ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے قریب پہونچے تھے
کہ مسلمانون کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانون کو لیکر چلے کفار بھاگ گئے اور بوجھ ہلکا کرنے کے لیئے
ستو جو کہ زاد راہ تھا پھینک گئے اسی لیئے اسکا لقب غزوۂ سویق ہوا یہ واقعہ ذیحجہ مین ہوا
پھر بقیۂ ذیحجہ مدینہ مین قیام فرمایا اسکے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے لیئے چلے اور ختم
صفر تک وہان قیام کیا مگر لڑائی نہین ہوئی اور اسی سال نصف شعبان مین تحویل قبلہ ہوئی
اور زکوۃ فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر شعبان مین روزہ فرض ہوا اور آخر
رمضان مین صدقۂ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نماز اور قربانی اسی سال مقرر ہوئی اور جمعہ
اس سے پہلے سال مین فرض ہو گیا تھا اور اسی سال مراجعت بدر کے ایک روز قبل آپ کی
صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کی وفات ہوئی اور آپ نے اسکے بعد حضرت ام کلثوم رضہ دوسری
صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمان رضہ سے کر دیا حضرت عثمان رضہ اسی سبب سے ذی النورین
کہلاتے ہین اور بدر ہی کے بعد حضرت فاطمہ رضہ کا نکاح ہوا **سنہ ۳ ہجرت** بعد ربیع الاول
کے پھر قریش کے تعاقب مین تشریف لے چلے اور بحران تک پہونچے اور ربیع الآخر اور
جمادی الاولی وہان رہے مگر لڑائی نہین ہوئی پھر مدینۂ منورہ واپس آ گئے۔ پھر بنی قینقاع

کہ یہود مدینہ سے تھے بوجہ نقض عہد کے پندرہ روز محاصرہ فرمایا پھر عبد اللہ بن ابی کی سفارش
پر چھوڑ دیا یہ عبد اللہ بن سلام کی برادری ہو اور اسی نقض عہد کے سبب کعب بن الاشرف
کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل کیا گیا اور اسی سال شوال کی ابتدا مین غزوۂ احد واقع ہوا
جسکا قصہ چوتھے پارہ کے پاؤ سے شروع ہو کر نصف کے کچھ بعد تک پہونچا ہی پھر غزوۂ
حمراء الاسد کہ ایک منزل پر واقع ہوا اسکا قصہ یہ ہوا کہ جب احد سے کفار چلے گئے تو پھر راہ
سے مدینہ لوٹنے کا ارادہ کیا آپ یہ خبر سنکر خود صحابہ کو لیکر روانہ ہوئے جب کفار نے یہ سنا ڈر کر
پھر لوٹ گئے چونکہ آپ حمراء الاسد تک پہونچے تھے اسکے نام پر اسکا نام مقرر ہوا پھر بقیہ
شوال و ذیقعدہ و ذیحجہ کوئی واقعہ نہین ہوا جب محرم کا چاند نظر آیا تو طلحہ بن خویلد و سلمہ
بن خویلد کے بغرض مقابلہ آنے کی خبر سنکر حضرت ابو سلمہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کی
ہمراہی مین مقابلہ کے لئے بھیجا لڑائی نہین ہوئی اور غنیمت کے مواشی ہاتھ آئے وہ لیکر
مدینہ آ پہونچے پھر پانچوین محرم کو خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سنکر حضرت عبد اللہ
بن انیس کو مقابلہ کے لئے بھیجا وہ اسکو قتل کر کے اسکا سر لائے اور واپسی انکی بعد اٹھارہ
روز کے ۲۳ محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ مین سریۂ رجیع واقع ہوا کفار مکہ کے بہکانے
پر کچھ لوگ قبیلۂ عضل و قارہ کے براہ فریب آپ کی خدمت مین آکر بظاہر مسلمان ہوئے
اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجیئے کہ ہم کو احکام سکھلاوین آپ نے دس
آدمی ساتھ کر دئیے جب یہ لوگ رجیع پر کہ ایک تالاب ہی قبیلۂ ہذیل کا پہونچے تو ہذیل کو
مدد کے لئے بلا لیا اور بدعہدی کی بعضے اسوقت شہید ہوئے جیسے عاصم رض اور بعضے
پکڑ لئے گئے جیسے خبیب رض اور بعد مین شہید کر دئیے گئے اور اسی صفر کے مہینہ مین واقعہ بیر معونہ
کا ہوا یہ ایک جگہ ہی بلاد ہذیل مین درمیان مکہ اور عسفان کے وہ اسطرح ہوا کہ ایک شخص عامر بن
مالک رہنے والا نجد کا قوم بنی عامر سے حضور اقدس مین حاضر ہوا اور کہا مین مسلمان ہو جاتا مگر
مجھ کو قوم کا خیال ہی آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دین کہ وہ میری قوم کو دعوت اسلام کرین پھر
مجھ کو بھی کچھ تامل نہوگا آپ نے فرمایا مجھ کو اہل نجد کا ڈر ہی اس نے کہا کچھ ڈر نہین مین اپنی پناہ
مین لے لونگا آپ نے ستر آدمی اصحاب مین سے کہ قراء کہلاتے تھے ساتھ کر دئیے جب یہ حضرات

قتل کعب بن الاشرف
غزوۂ احد
غزوۂ حمراء الاسد

بیر معونہ پر پہونچے کفار نے کہ اُن مین رعل و ذکوان و عصیہ بھی حسب روایت بخاری سے تھے تقریبًا
سب کو شہید کر ڈالا ان مین حسب روایت بخاری حرام بن ملحان بھی تھے اور بانی اس غدر کا عامر
ابن طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن مالک مذکور کا عامر بن مالک کو اسکا بڑا رنج ہوا کہ اُسکی امان
مین اسکے بھتیجے نے فتور ڈالا اور انھین دنون مین وہ مر گیا - اسی عامر بن طفیل نے آپ کے
پاس کہلا بھیجا کہ یا تو مجھ کو ملک بانٹ دیجیے یا اپنے بعد مجھکو اپنا خلیفہ بنا دیجیے ورنہ بڑا لشکر
لا کر آپ سے لڑونگا آپ نے بد دعا کی اللھم اکفنی عامرا وہ طاعون سے مر گیا آپ نے
ایک مہینہ تک ان قراء کے قاتلون پر قنوت [illegible] پڑھا جب وہ مسلمان ہو کر آ گئے تو
بد دعا ترک فرما دی اور اسی واقعہ [illegible] غزوہ بنی نضیر ہوا - یہ لوگ یہود مدینہ
سے تھے قصہ اسکا یون ہوا کہ واقعہ بیر معونہ مین عمرو بن امیہ ضمری بھی اسیر ہوے تھے
مگر عامر بن طفیل مذکور نے انکی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اُسکی ماں کے ذمہ ایک غلام کا
آزاد کرنا تھا اُس مین چھوڑ دیا عمرو بن امیہ [illegible] دو شخص مشرک
بنی عامر کے انھین ملے اُنھون نے اُن دونون کو قتل کر ڈالا [illegible] اس طرح کا
انتقام ہی عامر بن طفیل سے جسنے ستر اصحاب بیر معونہ کو قتل کیا [illegible] اور وہ دونون مشرک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امان مین تھے اس [illegible] آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس قتل کی دیت کا بکھیڑا [illegible] بنی عامر اور یہود بنی نضیر
ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور ہوا کہ [illegible] سے اس معاملہ [illegible] اور یہی سبب
غزوہ بنی نضیر کا ہوا اُسکا قصہ یہ ہی کہ جب آپ مدینہ طیبہ مین ہجرت فرما کر تشریف فرما ہوے
تو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی نضیر نے کہ مدینہ کے باہر ایک ایک محلہ مین رہتے تھے آپ سے
عہد کیا کہ ہم آپ کے موافق رہینگے کچھ بدخواہی نہ کرینگے اور آپکے دشمن کی مدد نہ کرینگے
جب آپ اس معاملہ دیت مین محلہ بنی نضیر مین تشریف لائے اور اُن سے اس معاملہ مین
گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھا کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے
ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کرین آپ کو وحی سے اطلاع ہو گئی آپ اُٹھ کر مدینہ تشریف
لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا یا تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی

غزوہ بنی نضیر

ہو گئی وہ لڑائی کے لیے تیار ہوے آپ نے اُنپر لشکر کشی کی اور اُنکے قلعہ کو محصور کر لیا آخر وہ تنگ
ہو کر نکل جانے پر راضی ہوے آپ نے فرمایا کہ سب ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جسقدر اسباب ہمراہ
لے جاسکو لے جاؤ بعضے خیبر مین جا بسے بعضے شام مین بعضے اور جا سورہ حشر مین یہی قصہ ہے اور
اسی سال یا اگلے سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسن پیدا ہوے **سنہ ۴ ہجرت**
ابوسفیان احد سے پھرتے وقت کہہ گئے تھے کہ سال آیندہ پھر بدر پر لڑائی ہوگی جب وہ زمانہ
قریب ہوا اور ابوسفیان کی بدر تک جانے کی ہمت نہ ہوئی اُسنے یہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو
کہ آپ بھی بدر نہ جاوین تو ہم کو خجالت نہ ہو ایک شخص کو نعیم بن مسعود نام تھا مدینہ بھیجا کہ مسلمانون
کو ابوسفیان کے بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہونچا کر مرعوب کرا دے مسلمانون نے سن کر کہا
حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیون کو لیکر بدر تشریف لے گئے اور چند روز مقام
کیا کوئی مقابل نہ آیا اور وہان اصحاب نے تجارت مین خوب نفع حاصل کیا اور خوش وخرم بے
جنگ و رنج پھر آئے۔ اس غزوہ کو بدر ثانی و بدر صغری اور بدر موعد بھی کہتے ہین اور یہ واقعہ
شعبان مین اور بقول بعض ذیقعدہ مین ہوا اور اسی سال امام حسین پیدا ہوے **سنہ ۵ ہجرت**
اسی مین غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول مین ہوا یہ مقام دمشق سے پانچ منزل ہو آپ نے
سنا تھا کہ وہان کچھ کفار جمع ہوے ہین مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہین آپ ایک ہزار آدمیون کو لیکر
روانہ ہوے وہ خبر سن کر متفرق ہو گئے آپ چند روز وہان مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے
اسی سال شعبان مین غزوہ مریسیع ہوا اُسکو غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہین آپ کو یہ خبر پہونچی کہ بنی مصطلق
لڑائی کا ارادہ رکھتے ہین آپ خود صحابہ کو لیکر روانہ ہوے اور وہ لوگ مقابل نہین ہوے
اُنکے اموال و ذریہ مسلمانون کے ہاتھ آئے حضرت جویریہ رض اسی غزوہ مین ثابت بن قیس
کے حصہ مین لگین اُنھون نے مکاتب بنا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا
کر کے اُن سے نکاح فرمایا اور اسی غزوہ مین قصہ افک یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رض کے
تہمت لگانے کا دردناک واقعہ ہوا اور اسی سال شوال مین غزوہ خندق جسکا نام غزوہ
احزاب بھی ہی واقع ہوا قصہ اُسکا یہ ہی کہ جب بنی نضیر جلاوطن کیے گئے حیی بن اخطب بنی نضیر
مین بڑا مفسد تھا یہ خیبر مین جا رہا تھا چند مفسدون کو لیکر مکہ پہونچا اور قریش کو آپ کی لڑائی کیواسطے

آمادہ کیا اور تدبیر کا اور آدمیون سے مدد دینے کا وعدہ کیا مختلف قبائل مل کر دس ہزار ہو گئے اور مدینہ کو چلے آپ نے یہ سن کر بمشورہ حضرت سلمان رضہ مدینہ کے پاس بجانب کوہ سلع کے خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب شہر پناہ اور عمارات سے محکم تھین اور بعد مرتب ہوئے خندق کے وہان اپنا لشکر قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب لشکر کفار کا آپہونچا خندق دیکھ کر بہت متحیر ہوا اسلیے کہ عرب نے تو یہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی متصل خندق کے خیمہ زن ہو کر تیر و سنگ سے لڑتے رہتے ادھر سے بھی تیر و سنگ سے اُنکو جواب دیا جاتا تھا اور حیی بن خطب نے بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا آپ نے احزاب مین تفرقہ ڈالنے کے لیے مشورہ کیا ایک شخص نعیم بن مسعود نے کہ قبیلۂ غطفان سے تھے اور تازہ مسلمان ہوئے تھے اور ہنوز اُنکے اسلام کی کفار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ مین ایک تدبیر خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ مین کر سکتا ہون کیونکہ میرے اسلام کی اُنکو خبر نہین وہ میرا اعتبار کرینگے آپ نے حسب قاعدہ الحرب خدعۃ اجازت دی وہ بنی قریظہ مین گئے اور کہا کہ تم نے جو قریش اور غطفان سے موافقت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کی بیجا کیا اگر یہ لوگ بے محمد کے کام تمام کیے ہوئے پھر گئے تو محمد تم پر فوج کشی کرینگے اور تم کو تنہا اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین یہود نے کہا کہ اب اسکی کیا تدبیر ہو نعیم نے کہا کہ تم ان لوگون کو کہلا بھیجو کہ چند سردار یا اولاد سردارون کی تم کو بطور رہن یعنی آنول کے دیدین کہ تمھارے پاس رہین اگر محمد تمھارا قصد کرینگے تو اُن سردارون کی حفاظت کی ضرورت سے یہ لوگ تمھاری مدد کو ضرور آوینگے اگر وہ لوگ اسکو منظور کر لین تو سمجھ لو کہ دل سے اُنکو تمھارا خیال ہی اور اگر نہ مانین تو وہ دل سے تمھارے دوست نہین اُنھون نے کہا کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہین پھر نعیم وہان سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیرخواہ ہونا ظاہر کر کے کہا کہ ہم نے سنا ہی کہ قریظہ محمد سے در پردہ مل گئے ہین اور محمد نے اُنکو کہلا بھیجا ہی کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش مین سے کچھ اعیان ہمارے ہاتھ گرفتار کرا دو سو اُنھون نے اُسکا وعدہ کر لیا ہی سو اگر وہ تم سے آدمی طلب کرین ہرگز نہ دیجیو اور وہان سے اُٹھ کر غطفان کے لوگون سے بھی اس طرح کہدیا قریظہ کی طرف سے یہان وہی پیغام آیا قریش نے انکار کر دیا اور پورے طور سے ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی ہو کر باہم

اچھا خاصا بگاڑ ہوگیا جب احزاب کو زیادہ دن گذر گئے ادھر بنی قریظہ کی ناموافقت سے اُنکے دل افسردہ ہوگئے اللہ تعالیٰ نے ایک پروا ہوا نہایت تند بھیجی کہ خیمے اُکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابو سفیان نے کہا کہ اب ٹھہرنا صلاح نہیں اور اسی رات لشکر کفار کا چلا گیا سورۂ احزاب میں اسی غزوہ کا ذکر ہی اور غزوہ خندق کے متصل ہی غزوۂ بنی قریظہ ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب آپ بعد فتح غزوہ احزاب دولت خانہ میں تشریف لائے آپ نہا رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہی کہ فوراً بنی قریظہ پر چڑھائی کیجیے آپ نے اُسیوقت لشکر روانہ کیا اور بہت اسلحہ ... کا محاصرہ فرمایا اُنھون نے گھبراکر درخواست کی کہ ہم اس طرح آ رہے ہین کہ سعد بن معاذ جو ہمارے لیے حکم دین ہم کو منظور رہی وہ صحابی قبیلہ اوس سے تھے جو بنی قریظہ کے حلیف تھے بنی قریظہ کو خیال تھا کہ حلیف ہونے کے سبب رعایت کرینگے اُنھون نے بعد اثر سنے یہ حکم دیا کہ مردانکے قتل کیے جاوین اور عورتین لڑکے لونڈی غلام بنائے جاوین اور مال وجائداد انکا سب ضبط ہو چنانچہ اسیطرح کیا گیا اور اسی زمانہ مین ابو رافع یہودی قتل کیا گیا یہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی مین رہا کرتا تھا احزاب کو لڑائی کی ترغیب دینے مین یہ بھی شریک تھا آپ نے عبد اللہ بن عتیک کو چند انصاریون پر سردار کرکے اسکے قتل کو بھیجا اُنھون نے پہونچکر رات کو اُسکو قتل کیا حدیثون مین اسکا قصہ مفصل مذکور ہوا غزوۂ خندق اور قریظہ کے بعد مگر پورے طور سے تاریخ معین نہین پہلے غزوۂ عسفان ہوا جس مین حسب روایت ترمذی صلوٰۃ الخوف نازل ہوئی اور اسکے بعد سریۂ خبط ہوا خبط کہتے ہین جھڑے ہوئے پتون کو صحابہ نے شدت جوع سے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے اس لیے یہ نام ہوا اس مین مدینہ سے پانچ روز کی راہ پر ساحل بحر کے متصل ایک قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کے لیے حضرت ابو عبیدہ کو تین سو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا اور عنبر ماہی اسی سفر مین دریا سے موج کے ساتھ کنارہ پر آگئی تھی جو بہت بڑی تھی اور اس غزوہ کا نام غزوہ سیف البحر[1] بھی ہی اور بعض روایات مین ہی[2]

---

[1] سیف ساحل ۱۲ قاموس [2] اور اس سے استدلال کیا گیا ہی کہ یہ قصہ حدیبیہ سے پہلے ہوا ہی کیونکہ حدیبیہ کے بعد زمانہ صلح کا رہا ۱۲ منہ

غزوہ بنی قریظہ
قتل ابو رافع
غزوہ عسفان
نزول صلوٰۃ الخوف
سریہ خبط و سیف
قصہ عنبر ماہی

کہ قافلۂ قریش کے تعرض کے لیے یہ لشکر گیا تھا اور اس سال مین اور بقول بعض اس سے پہلے سال مین آیت حجاب نازل ہوئی ۶ھ ہجرت بنی قریظہ کے چھ مہینہ بعد آپ بنی لحیان کی طرف غزوہ کے ارادہ سے چلے وہ خبر سنکر پہاڑون مین بھاگ گئے آپ نے وہان دو روز مقیم رہکر فوج کے دستے مختلف جوانب بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہین آئے آپ چودہ دن کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر سریۂ نجد واقع ہوا یعنی آپ نے ایک لشکر نجد کی جانب بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے مسلمان ہو گئے اسی سال ذیقعدہ مین قصہ حدیبیہ کا واقع ہوا۔ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحاب سے یہ خواب بیان کیا اصحاب تو شوق و تمنائے مکہ مین بیقرار تھے خواب سنکر تیاری سفر کی کردی اور آپ بھی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے یہانتک کہ متصل مکہ کے پہونچ گئے اور قریش نے سنکر کہا کہ ہم مکہ مین ہرگز نہ آنے دینگے آپ نے وہان سے پھر کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک کنوان ہی اُسکے پاس میدان ہی آپ وہان ٹھہرے پھر ایک دراز قصہ کے بعد جو کہ بخاری شریف مین مذکور ہی اسپر صلح ہوئی کہ اگلے سال آکر عمرہ کرین اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرین اور دس برس مدت صلح کی ٹھہری اس عرصہ مین فیمابین لڑائی نہ ہو اور آپ کے حلیفون سے قریش نہ لڑین اور قریش کے حلیفون سے آپ نہ لڑین حلیف کہتے ہین عہد موافقت باندھنے والے کو اور وہان بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپ کے ساتھ ہم عہد ہوے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اسکے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے اور اسی سنہ مین حدیبیہ کے قبل واقدی نے چند سرایا ذکر کیے ہین مثلاً ربیع الاول یا آخر مین عکاشہ بن محصن کو چالیس ہمراہیون کے ساتھ غمر[1] کی طرف بھیجا وہ لوگ خبر سنکر بھاگ گئے اور اُنکے دو سو اونٹ ہاتھ آئے جنکو لیکر مدینہ آگئے اور ابو عبیدہ بن الجراح کو ذی القصہ[2] کی طرف بھیجا وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ مسلمان ہو گیا اور محمد بن مسلمہ کو دس آدمی لیکر بھیجا غنیم چھپ کر بیٹھ گئے جب مسلمان سو گئے دفعۃً اُنپر آگرے اور سب کو قتل کر دیا صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر لوٹے اور اسی سال زید بن حارثہ کا سریہ جموم[3] کی طرف روانہ

[1] ایک موضع ہی کذا فی القاموس ۱۲ [3] ویقال جموح ناحیۃ ببطن نخل من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب

ہوا کچھ قیدی اور مواشی ہاتھ آئے اور جمادی الاولی مین بہی زید بن حارثہ پندرہ آدمیون کے ساتھ طرف کی طرف روانہ کیے گئے اور بیس اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ مین بہی زید عیص کی جانب بھیجے گئے اور ابو العاص بن ربیع آپ کے داماد یعنی حضرت زینب کے شوہر قریش کا مال تجارت لیے ہوے شام سے آتے تھے وہ سب لے لیا گیا اور ابو العاص نے مدینہ مین آکر حضرت زینب کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھکو واپس کرادو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانون سے اجازت لیکر واپس کرادیا انھون نے مکہ مین آکر سب کی امانتین ادا کین اور مسلمان ہوگئے۔ مگر زاد المعاد مین راجح اس قصہ کا بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہی اور اسکو ابو بصیر کی طرف منسوب کیا ہی اور انھون نے ہی آپکے ارشاد کی خبر سنکر مال واپس کیا تھا اور اسی مین سریہ عبد الرحمن بن عوف کا شعبان مین دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہوگئے اور اسی سال شوال مین عرنیین کے مقابلہ کے لیے سریہ کرز بن خالد فہری کا ہوا بیس آدمی بھیجے تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کیے گئے جیسا کہ حدیثون مین ہی ان سب کے بعد حدیبیہ ہوا۔ پھر بعد حدیبیہ کے غزوہ غابہ واقع ہوا جسکا نام غزوہ ذی قرد بھی ہی ذی قرد ایک تالاب ہی اور غابہ ایک مقام مدینہ طیبہ کے قریب ہی یہان آپ کے کچھ اونٹ چر رہے تھے کہ عبد الرحمن فزاری راعی کو قتل کرکے اونٹ ہانک لیگیا آپ کچھ آدمی لیکر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوع نے اس روز بہت کام کیا اور انکو ذی قرد تک بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھڑا لیے صحیح مسلم مین یہ قصہ بسط سے مذکور ہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریباً ٹھیرے تھے کہ غزوہ خیبر واقع ہوا آپ وہان صبح کو پہونچے وہ لوگ آلات زراعت لیکر صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قلعہ مین گھس گئے اور دروازہ بند کرلیا آپ نے محاصرہ کیا سات قلعے خیبر مین تھے سب قلعے بتدریج فتح ہوگئے بعد فتح ہونے کے آپ نے یہود خیبر کے جلاوطن ہونے کا حکم دیا اور انکے اموال دور باغ اور زمین سب ضبط کرلیے

لہ وهو ماء على ستة وثلثين ميلا من المدينة ١٢ كذا في المواهب وهو كلتف كذا في القاموس ١٢ کہ موضع على اربع ليال من المدينة ١٢ مواهب سہ حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کے خواب کا غلط ہونا لازم نہین آتا کیونکہ خواب مین کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سو اگلے سال وہ خواب واقع ہوا ١٢ منہ

یہود نے عرض کیا کہ آپ کو یہان کے تردد کے لیے مزدورون کی حاجت ہوگی اگر آپ ہم کو
جلاوطن نہ کرین تو یہ کام ہم کرینگے آپ نے یہ بات اُنکی قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک
ہم چاہین تمھین رکھین گے جب چاہین نکالدینگے اور بٹائی پر خدمت کے لیے اُنکو رکھا پیداوار
مین سے نصف حصہ اُنکا مقرر کردیا پھر حضرت عمر رضہ نے اپنے زمانہ خلافت مین جبکہ جزیرۂ
عرب کو کفار سے خالی کرنا منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکالدیا وہ سب شام کو چلے گئے خیبر سے
ملحق ایک موضع فدک تھا وہان کے لوگون نے آپ سے اس طرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک
کی آپ کو دین اور آدھی اپنے پاس رکھین آپ نے قبول فرمایا منجملہ غنائم خیبر کے حضرت
صفیہ حضرت دحیہ رضہ کے حصہ مین آئی تھین آپ نے اُن سے لیکر آزاد کر کے اُن سے نکاح
کرلیا آپ خیبر مین تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مع اور مہاجرین حبشہ کے
وہین تشریف لائے اور اُنھین کے ساتھ کشتی پر حضرت ابو موسی اشعری مع اشعریین کے
آئے اور خیبر ہی مین ایک یہودیہ نے دست کے گوشت مین زہر ملاکر آپ کو دیا آپ نے
ایک لقمہ منہ مین ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے کہدیا کہ مجھ مین زہر ملا ہوا اور اسی
غزوہ مین گدھے کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی اور اسی غزوہ مین متعہ کی ممانعت فرمائی
اور غزوہ اوطاس مین پھر مباح ہوا تھا پھر حرام ہوگیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے
قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے پھر آپ خیبر سے فارغ ہوکر وادی القری کیطرف
متوجہ ہوے وہان کچھ یہود اور کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی
القری مین چار روز رہے جب یہود تیما کو یہ خبرین پہونچین اُنھون نے آپ سے صلح کرلی اور
اپنے اموال پر قابض رکھے گئے حضرت عمر رضہ نے خیبر اور فدک والون کو نکالا تھا اور تیما اور
وادی القری والون کو اس لیے نہین نکالا کہ یہ مواضع شام مین سے ہین پھر خیبر سے واپس تشریف
لاکر شوال سنہ ہجری تک آپ کہین نہین تشریف لے گئے اور اس مدت مین مختلف سرایا
روانہ فرمائے ۱- سریۂ ابی بکر رضہ بجانب نجد بنی فزارہ کے مقابلہ مین ۲- سریۂ عمر رضہ بجانب ہوازن
۳- سریۂ عبد اللہ بن رواحہ بجانب بشیر بن دارام یہودی ۴- سریۂ بشیر بن سعد بجانب
بنی مرہ ۵ ایک سریہ بجانب حرقات از قبیلۂ جہینہ ۶ سریۂ غالب بن عبد اللہ کلبی بجانب

فدک

قدوم جعفر و ابو موسی

زہر دادن یہودیہ آنحضرت صلعم

تحریم حمار اہلیہ و متعہ

بنی الملوح بمقام کدید ۷- سریۂ بشیر بن سعد بجانب جماعت عیینہ ازیمن و غطفان و حیان ۸
سریۂ ابی حدرد اسلمی ۹- ایک سریہ بجانب اضم ۱۰- سریۂ عبد اللہ بن حذافہ سہمی[1] اور خیبر کے
بعد ایک غزوہ ذات الرقاع ہوا اس مین غطفان سے مقابلہ ہوا اور اسکو غزوہ نجد اور غزوہ
بنی انمار بھی کہتے ہین اور اسی سال قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان مین **سنہ ۷**
ہجرت وغیرہ کے بعضے سرایا اسی سنہ مین ہوے مگر تاریخ متمیز نہ ہوسکنے سے مین نے سب کو
تبعًا خیبر کے ذیل مین ذکر کردیا اسی سنہ مین ذیقعدہ کے مہینہ مین عمرۃ القضا واقع ہوا صلح
حدیبیہ مین جو شرط ٹھہری تھی اسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد ذیقعدہ مین آپ
واسطے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ مین
جو ساتھ تھے وہ ضرور چلین مکہ پہونچکر عمرہ کیا اور وہان حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا
اور تیسرے دن حسب شرط مدینہ کو روانہ ہوے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہ رض کی
بچی آپ کے پیچھے پکارتی ہوئی ہولی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خالہ کو جو حضرت جعفر کے نکاح مین
تھین سپرد کردی جیسا حدیثون مین ہی **سنہ ۸ ہجرت** غزوہ موتہ[2] یہ جمادی الاولی مین ہوا
سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عمیر آپ کا نامہ مبارک حاکم بصری کے پاس
لیے ہوے جاتا تھا راہ مین حاکم شہر موتہ نے کہ ارض شام سے ہی جسکا نام شرحبیل بن عمرو
غسانی تھا اُسکو قتل کر ڈالا آپ نے اس قاتل پر تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ کو
امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہوجاوین تو جعفر بن ابی طالب کو امیر بناوین اور جو وہ بھی شہید
ہوجاوین تو عبد اللہ بن رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین تو ایک مسلمان کو مسلمانون مین
سے چنانچہ سب اسی ترتیب سے شہید ہوے تب مسلمانون نے حضرت خالد بن الولید کو امیر
کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جمادی الاخری مین غزوہ ذات السلاسل ہوا یہ وادی القری
کے آگے ہی اور یہان سے مدینہ منورہ دس دن کی راہ ہی آپ نے سنا تھا کہ قضاعہ کی ایک

---

[1] اور وہ قصہ اسی مین ہوا تھا کہ حکم انھون نے ایک دن غصہ ہوکر آگ جلوائی اور سب کو کہا اس مین گھس جاؤ بعضے آمادہ ہوگئے
اور بعض نے انکو روکا اور آپ نے فرمایا کہ طاعت امر غیر مشروع مین جائز نہین ۱۲ منہ [2] کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی
ہوتے ہین قطع نظر اصطلاح مشہور سے کہ جس مین آپ بھی تشریف رکھتے ہون ۱۲ منہ

جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہی آپ نے حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ
اُس طرف روانہ کیا پھر آپ کو خبر ملی کہ مجمع اعدا کا زیادہ ہی تو دو سو آدمی دیگر حضرت ابو عبیدہ
بن الجراح کو بھیجا اور اُن میں حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمر بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے
کچھ غنیم ملے مسلمانوں نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک پانی پر ٹھہرا تھا
جسکا نام سلسل تھا اسلیے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا اور بعض نے کہا ہی کہ سلاسل جا سلسلہ وار
ریگ کو کہتے ہین وہ زمین ایسی ہی تھی اور بخاری مین غزوہ ذات السلاسل سے پہلے غزوہ
ذی الخلاصہ کا بھی ذکر کیا ہی جس مین آپ نے جریر بن عبد اللہ کو احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے
ساتھ ایک مکان کے منہدم کرنے کو بھیجا تھا جو قبیلۂ خثعم مین کہ اہل یمن مین سے تھے کعبہ کے
نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی سال رمضان مین فتح مکہ ہوا اور یہ اعظم فتوح اور مدار اعزاز اسلام
اور مفتاح شیوع دین ہی سامان اسکا یہ ہوا کہ خزاعہ کو صلح حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے عہد مین اور بنی بکر کہ قریش کے عہد مین ہو گئے تھے آپس مین لڑے اور زیادتی بنی بکر
کی تھی کہ خزاعہ پر شبخون مارا اور قریش نے اُنکی خفیہ مدد کی آپ نے قریش کی اس عہد شکنی کی خبر
پا کر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور مع لشکر مہاجرین و انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا
بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر مین تھے موکب ہمایون داخل مکہ ہوا اور قتال ہوا بہت کفار مارے
گئے اور بڑے بڑے سردار قریش شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُنکی جان بخشی فرمائی گئی
اور اُس روز تھوڑی دیر کے لیے حرم مین قتال کی اجازت حق تعالی کی طرف سے ہو گئی تھی
اور فتح کا قصہ نہایت مبسوط ہی تواریخ حبیب اِلہ مین دیکھ لیا جاوے یہان اختصار مدنظر ہی
اور آپ نے خانہ کعبہ کے بتون کو خود نیست و نابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ مین تھے اُنکے
توڑنے مٹانے کے لیے سرایا روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو عزی کے مٹانے کو کہ قریش
اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاص کو سواع کی طرف کہ ہذیل کا بت تھا اور
سعد بن زید اشہلی کو منات کی طرف کہ مشلل مین قدید کے قریب اوس اور خزرج و
غسان وغیرہم کا بت تھا روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کر کے آ گئے اور آپ نے
اقامت مکہ ہی کے زمانہ مین حضرت خالدؓ کو بنی جذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لیے

ف غزوۂ حنین و اوطاس و ہوازن ۸ھ

بھیجا پھر بعد فتح مکہ کے غزوۂ حنین ہوا اسکو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہین یہ دونون موضع ہین مکہ اور طائف کے درمیان ہین اور غزوۂ ہوازن بھی کہتے ہین کیونکہ یہی لوگ آپ کے قتال کو آئے تھے آپ وہان کے ان کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لیکر گئے اور قتال شروع ہوا درمیان مین کچھ پریشانی لشکر اسلام مین ہوگئی مگر انجام کار اللہ تعالی نے فتح دی یہ قصہ مقام حنین مین ہوا پھر کفار حنین سے بھاگ کر اوطاس مین جمع ہو گئے حملہ لشکر اسلام سے وہان بھی شکست پائی اور اسکے بعد شوال کے مہینہ مین آپ نے طائف کا کہ وہان بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف مین قلعہ کے اندر پناہ گزین ہو گئے تھے مگر علم الٰہی مین اسکے فتح کا وقت نہ آیا تھا آپ وہان سے اٹھ آئے اور بعد غزوۂ تبوک کے کہ جسکا ذکر آویگا وہ لوگ بلا قتال خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور لات بت انکے یہان تھا وہ بھی توڑا گیا پھر اسی سال کے محرم مین عیینہ بن حصن فزاری کو بنی تمیم کی طرف پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لیے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور کچھ مرد و عورتین گرفتار ہوے اور مدینہ لائے گئے پھر انکے چند سردار اقرع بن حابس وغیرہ مدینہ مین آئے اور بعد مقابلہ نظم و نثر کے مسلمان ہو گئے آپ نے انکو خوب عطیہ بھی دیا پھر صفر مین قطبہ بن عامر کو خثعم کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت لیکر مدینہ آگئے اور اسی سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوے اور آپکی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی

ف غزوۂ طائف ۸ھ

ف ولادت صاحبزادہ ابراہیم

ف وفات صاحبزادی حضرت زینب

۹ سنہ ہجرت

ربیع الاول مین ایک لشکر ضحاک بن سفیان کی ہمراہی مین بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفار کو ہزیمت دی پھر ربیع الآخر مین علقمہ بن مجزز مدلجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفار بھاگ گئے پھر ایک لشکر عبید اللہ بن حذافہ سہمی کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال حضرت علی رض کو ایک بتخانہ منہدم کرنے کے لیے جو کہ قبیلہ طی مین تھا بھیجا حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا چنانچہ وہ بتخانہ منہدم کیا گیا اور

ف جب یہ وہان پہونچے وہ لوگ مسلمانون کو چونکہ صابی کہا کرتے تھے اس لیے بجاے اسلمنا کے صبانا صبانا کہنے لگے حضرت خالد نے غلطی سے انکو قتل کرنا شروع کیا آپ یہ خبر سنکر ناخوش ہوے اور اسی قصہ مین حضرت علی رض اور حضرت خالد رض مین کچھ گفتگو ہو گئی تھی آپ نے حضرت خالد کو فہمائش فرما دی ۱۲ منہ

کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور اُنکی بہن قید کی گئی آپ نے اُنکی بہن کو
سکی درخواست پر رہا کر دیا اور سواری بھی دی اُسنے عدی سے جاکر تعریف کی عدی آئے
اور مسلمان ہوگئے پھر رجب مین غزوۂ تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہو اطراف شام مین
اسکو غزوۂ عسرت بھی کہتے ہین اس لیے کہ تکلیف سے دنون مین اسکی تیاری ہوئی تھی سبب
اسکا یہ ہوا کہ آپ کو خبر پہونچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہو آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ
خود امیر لشکر لے جاوین قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار آدمی اس
غزوہ مین آپکے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک مین پہونچے اور متوقف ہوئے
اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا ادھر رُخ نہ کیا آپ نے اطراف وجوانب
مین لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالد کو اکیدر حاکم دومۃ الجندل کی طرف بھیجا وہ اُسکو گرفتار
کرکے لائے بعض نے لکھا ہو کہ اُسنے کچھ نذرانہ مقرر کردیا اور چھوڑ دیا گیا بعض نے کہا ہو کہ
مسلمان ہوگیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہوگئے آپ صحابہ سے مشورہ کرکے مدینہ کو لوٹ
آئے اور اسی زمانہ مین مسجد ضرار کے ہدم کا قصہ ہوا وہ یون ہوا کہ ابو عامر راہب ایک
بڑا مفسد قوم خزرج سے تھا اور کتابین پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا پہلے تو آپ کی خبر نبوت کی
بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ پہونچے مارے حسد کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت مین سرگرم
رہتا بعد غزوۂ بدر کے مدینہ سے بھاگ کر قریش سے جا ملا اُحد مین آیا تھا پھر روم کو چلا گیا تاکہ
بادشاہ روم کا لشکر آپ پر چڑھا لاوے جب یہ صورت بھی نہ بنی مدینہ مین منافقین کو کہلا بھیجا
کہ ایک مسجد بنا دین وہ جگہ شورہ لی ہوئی وہ سفر تبوک سے پہلے مسجد قبا کے متصل بنوا چکے
تھے اور آپ سے مستدعی ہوئے کہ آپ اس مین چل کر نماز پڑھلین مطلب یہ تھا کہ اس سے
اسکی رونق ہوجاویگی آپ نے فرمایا اس وقت جہاد کو جاتا ہون بعد معاودت دیکھا جاویگا
بعد معاودت پھر استدعا کی اللہ تعالیٰ نے اُنکے مکر پر مطلع فرمایا اور یہ آیتین نازل فرمائین
والذین اتخذوا مسجدا ضرارا الآیۃ آپ نے اُسکو کھدواڈالا اور جلا دیا اور اسی سال
حج فرض ہوا آپ خود بسبب شغل تعلیم و ہدایت وفود کے یعنی مختلف قبائل و مقامات کے
ایلچیون کے جنکا ذکر بعد مین آتا ہو اور اسمین یہ لوگ زیادہ آئے تھے اور بہ سبب اہتمام

غزوہ تبوک

فرضیت حج

غزوات کے دکہ ہر وقت احتمال اسکا رہتا تھا) خود تشریف نہ لے جا سکے حضرت ابو بکر رض کو
امیر الحاج مقرر کرکے مکہ کو روانہ کیا کہ لوگون کو حج موافق شرائع اسلام کے کرادین اور سورہ
برادت واسطے سنانے احکام نقض عہد کے اُنکے ساتھ کر دی پھر پیچھے سے موافق عادت
عرب کے کہ عہد کے متعلق اقارب ہی کا پیغام قبول کرتے ہین حضرت علی رض کو روانہ کیا اُن
احکام کی تفصیل سورۂ برادت مین ہی اور اسی سال حضرت ام کلثوم آپ کی صاحبزادی کا
انتقال ہوا **سنہ ۱۰ ہجرت** اس برس آپ خود حج کو تشریف لے گئے اور آپ نے
ایسی باتین فرمائین جیسے کوئی وداع کرتا ہی لہذا حجۃ الوداع کہلاتا ہی آپ سے حج کی خبر
سنکر مسلمان جمع ہونے شروع ہوے ایک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہوگئے تھے اور اسی حج میں عرفہ
کے دن یہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوے ایک منزل
غدیر خم نام مین خطبہ تاکید محبت کا حضرت علی رض کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگون نے جو یمن مین حضرت علیؓ کے
ساتھ تھے انکی بیجا شکایتین آپ سے کی تھین پھر آپ مدینہ پہونچکر ہدایت وارشاد خلق و
عبادت خالق مین مشغول ہوے اور ربیع الاول مین سفر آخرت کو آپ نے اختیار فرمایا۔

من القصیدۃ فی غزواتہ صلی اللہ علیہ وسلم

ما زال یلقاھم فی کل معترک ... حتی حکوا بالقنا لحما علی وضم

آپ کفار سے ہر میدان جنگ مین لڑتے رہے یہانتک کہ وہ بسبب ... نیزہ ہای مجاہدین کے اُس گوشت جیسی حرکت کرنا ہوگئی جو تختہ قصاب کے

یجر بحر خمیس فوق سابحۃ ... ترمی بموج من الابطال ملتطم

وہین سلام دریا لشکر کو جو گھوڑون تیز رو پر سوار ہے کھینچ رہا ہی جنگل مین کہ ... وہ دریا لشکر کی موج کو جو باہم متصادم ہو پھینک رہا ہی یعنی صفین

ھم الجبال فسل عنھم مصادمھم ... ماذا رای منھم فی کل مصطدم

لشکر اسلام ثبات قدم مین پہاڑ ونکے مانند ہی اگر تجہکو میرے قول کا ... انکے مقابل سے دریافت کر کہ اُسنے انکا ہر جنگ گاہ مین کیا حال دیکھا ہی

وسل حنینا وسل بدرا وسل احدا ... فصول حتف لھم ادھی من الوخم

اور حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو ... پوچھ لے جو اُنکے حق مین وبا سے بھی زیادہ سخت مین ضرر مین

ومن یکن برسول اللہ نصرتہ	ان تلقہ الاسد فی اجامہا تجم
وہ جسکی نصرت بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی	اگر اسکو شیر اپنے بیشون میں ملین تو وہ دم بخود رہجاوین
یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلہم

اٹھارھوین فصل وفود کے بیان مین

عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل مین بہت تھی اور تھوڑے دن قصہ اصحاب فیل کو گذرے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ آوینگے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام مین داخل ہوے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہوگئے کچھ آدمی حضور اقدس مین واسطے سیکھنے شرائع اسلام کے بھیجدیتے وہ لوگ جو حضور مین حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی جمع ہی جس سال مین وفد بکثرت آئے یعنی ۹ھ وہ عام الوفود کہلاتا ہی آپ وفود کی بہت خاطرداری اور توقیر کرتے اور انعام دیکر رخصت کرتے۔ نیز عام اہل عرب اسکے بھی منتظر تھے کہ آپکا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہی قریش کے اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم ہوے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوے اب بعض وفود کا ذکر محض فہرست کے طور پر کیا جاتا ہی قصے انکے کتب سیر مین مذکور ہین ۱۔ وفد ثقیف جنکا ذکر غزوہ طائف کے ذیل مین آچکا ہی کہ وہ لوگ خود حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے آپ غزوہ تبوک سے رمضان مین واپس ہوے تھے اور اسی ماہ مین یہ لوگ حاضر ہوے تھے ۲۔ وفد بنی تمیم جنکا ذکر بعد غزوہ طائف کے گذرا ہی کہ اقرع بن حابس وغیرہ حاضر ہوے تھے ۳۔ وفد طی غزوہ تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہی کہ عدی حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے ۴۔ وفد عبدالقیس ۵۔ وفد بنی حنیفہ ان مین مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا اور ان مین بعضے لوگ مسلمان ہونیکے بعد

سلہ اور بعض قبیلہ نے بجاے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصاری نجران ۱۲ منہ سلہ شیخ عبدالقیس جنکی مدح حدیثون مین آتی ہی انھین مین آئے تھے ۱۲ منہ

فصل انیسوین حکام اور اہلکارون کے متعین فرمانے مین واسطے انتظام ملکی وتحصیل صدقات وجزیہ کے

جن بلاد مین اسلام کا تسلط ہو گیا وہان اس کام کے لیے ان صاحبون کو مامور فرمایا۔ ۱۔ مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ کو صنعا پر ۲۔ زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر۔ ۳۔ عدی کو طی پر اور بنی اسد پر۔ ۴۔ مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ پر۔ ۵۔ زبرقان بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقون پر۔ ۶۔ قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقون پر۔ ۷۔ علا بن الحضرمی کو بحرین پر تحصیل کے لیے۔ ۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل نجران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور حدیثون سے۔ ۹۔ عتاب بن اسید کا مکہ پر اور۔ ۱۰۔ معاذ بن جبل اور۔ ۱۱۔ حضرت ابو موسی اشعری کا یمن پر حاکم مقرر ہونا ثابت ہے

من القصیدۃ

من کل منتدب باللہ محتسب ۔۔۔ یسطو بمستأصل للکفر مصطلم

اصحاب کرام مین ہر ایک ۔۔۔ کر آپنی جہان ۔۔۔ ۔۔۔ (اور) ۔۔۔ کفر کی بیخ اکھاڑ ۔۔۔

حتی غدت ملۃ الاسلام وہی بہم ۔۔۔ من بعد غربتہا موصولۃ الرحم

یہانتک کہ ملت اسلام اپنی غربت اور کمزوری کے بعد متصل القرابت ہو گئی اس حال مین کہ وہ ملت اسلام انسے ملحق و متصل ہو یعنی انکی حمایت ۔۔۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا ۔۔۔ علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فصل بیسوین فرمانون کی روانگی مین ملوک وسلاطین کی طرف

۱۔ ہرقل شاہ روم کو دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامہ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہین لایا۔ ۲۔ کسری شاہ فارس کو عبد اللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ اسنے نامہ مبارک کو پھاڑ ڈالا آپ نے سن کر فرمایا کہ اللہ تعالی اسکی سلطنت کو پارہ پارہ کردیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳۔ نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ کذا فی المواہب اور یہ وہ نجاشی نہین ہے جنکے زمانہ مین ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی یہ اس نجاشی کے بعد ہوا اور اسکے اسلام کا حال معلوم نہین ہوا کذا فی زاد المعاد ۔ ۴۔ مقوقس

شاہ مصر کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہ ایمان نہین لایا مگر ہدایا بھیجے۔ ۵۔ منذر بن ساوی شاہ بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہ مسلمان ہوگئے اور بدستور برسر حکومت قائم رکھے گئے ۶۔ دو بادشاہ عمان جیفر بن جلندی و عبد بن جلندی کو عمرو بن العاص کے ہاتھ اور یہ دونون مسلمان ہوگئے۔ ۷۔ ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہین ہوا۔ ۸۔ حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ مین کذا فی زاد المعاد۔ ۹۔ جبلہ بن ایہم[1] غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اسی کے ذیل مین ان سلاطین کا بھی ذکر مناسب ہی جو سلاطین نے آپ کے حضور مین بھیجے علاوہ اُن سلاطین کے جنھون نے آپ کے فرمانون کے جواب عرض کیے جنکا ذکر اوپر آچکا ہی سیرۃ ابن ہشام مین ہی کہ جب آپ تبوک سے تشریف لے آئے تو شاہان حمیر کے خطوط یمن سے عرض نفس مشعر اپنے اسلام کے قاصدون کے ہاتھ پہنچے اُنکے نام یہ ہین ۱۔ حارث بن عبد کلال ۲۔ نعیم بن عبد کلال ۳۔ نعمان حاکم ذو رعین و معافر و ہمدان ۴۔ زرعہ ذو یزن یہ سب ملوک یمن ہین اور ۵۔ فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا اپنے اسلام کی خبر قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اُسکو قید کیا اور پھر قتل کر دیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام ۶۔ باذان صوبہ دار یمن از جانب کسریٰ مع اپنے دونون بیٹون اور اُن لوگون کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے اُسکے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیجی کذا فی تواریخ حبیب الہٰ مع قصہ سبب اسلامہ۔ یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب مل کر پندرہ ہوے اور سیرۃ ابن ہشام مین رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے اُنکی قوم کی طرف ایک فرمان لکھ دینا اور اُن لوگون کا مسلمان ہوجانا مذکور ہی اور بخاری کی شرح کرمانی مین ملوک یمن مین سے ذوالکلاع الحمیری اور ذو عمرو کا مسلمان ہوکر حضور مین حاضر ہونے کے لیے روانہ ہونا مگر آپ کی حیات مین نہ پہونچ سکنا لکھا ہی۔

مزا لقصیدة

[1] یہ آخر ملوک شام ہی ۱۲ کذا فی القاموس۔

آیاته الغر لا یخفی علی احد	بدونها العدل بین الناس لم یقم
آپکے روشن احکام کسی پر مخفی نہین چنانچہ ان سلاطین پر ظاہر ہوگئے	جنکو قبول کیا اور مطلوب یہ ہے کہ بدون ان احکام کے لوگون میں عدل قائم نہین ہو سکتا
محکمات فما یبقین من شبه	لذی شقاق وما یبغین من حکم
وہ احکام ایسے محکم ہین کہ ان مین حکم اور فیصلہ کنندہ قرار دئے جاتے ہین سو وہ	کسی اہل خلاف کیلئے اور وہ احکام اپنے سوا کسی فیصلہ کنندہ کے طالب ہین
ما حوربت قط الا عاد من حرب	اعدی الاعادی الیها ملقی السلم
ان احکام سے کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہین کیا گیا مگر اسکا انجام یہ ہوا کہ	دشمن سے دشمن بھی لڑائی سے باز آکر انکی طرف صلح کی سپر ڈالتا ہوا نظر آیا
یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبك خیر الخلق کلهم

فصل الکیسوین آپکے بعض شمائل و اخلاق و عادات مین

اس مین رسالہ **نسیم الحبیب** مصنفہ حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی خاتم مثنوی کے جسکا الحجۃ المقدمۃ مین ذکر آیا ہے بسبب اسکے کہ شمائل نبویہ کافی مقدار پر مشتمل ہے ترجمہ مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اسکا **شمّ الطیب** ترجمہ نسیم الحبیب ہے اس فصل کے اجزاء کو بلفظ وصل تعبیر کیا جاویگا ومن اللہ التوفیق۔

نسیم الحبیب	شمّ الطیب (ترجمہ نسیم الحبیب)
بسم اللہ الرحمن الرحیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ الذی ارسل الینا رسولا عربیا هاشمیا مکیا مدنیا سیدا امینا صادقا مصدوقا قرشیا صلی اللہ علیه وعلی آله واصحابه الذین کانوا له حفیا نجبا	مین اللہ تعالےٰ کی تعریف کرتا ہون جسنے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچی خبرین دینے والے سچی خبرین دیے گئے قریشی ہین اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ آپکے

وبعد فان العلماء قد
جمعوا شمائل النبی صلی اللہ علیه
و آله وسلم وسلکوا فیه
مسلکا طریا ونهجوا منهجا سویا
ولکن بعضهم قد اطنبوا اطنابا
مملا وبعضهم اوجزوا
ایجازا مخلا والناس بین
هارب وشائق وطالب و
تائق فاردت ان اذکر نبذا
من محاسنه ومکارمه و
نشرا من شمائله وخصائله
مختصرا وافیا موجزا
شافیا فان العاشق الهائم
المهجور اذا فقد الوصال
یتسلی بذکری الدار والخال
ویتعلل بوصف الجمال و
تذکار الخصال وانا مع ذلک
راجو به الثواب والنجاة
من العذاب والشفاعة من
حبیب رب الارباب و
الدعاء من الطلاب و
الاحباب کیف ولا وسیلة
لی من حسن العمل والعمر

عن الاطناب ۱۲ — لتوصل بالرؤیة — مشتاق ۱۲

نسب خاص اور راز دار با اختصاص تجھے حرمت نازل
فرماوے بعد حمد وصلوٰۃ کے مدعا یہ ہی کہ علماء
(ہمیشہ سے) نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شمائل
تو جمع کرتے رہے اور اس باب میں نو بنو مسلک
اور اعتدال طریق پر چلتے رہے لیکن بعض نے
قدر تطویل کی جس سے دل اکتا جاوے اور
بعض نے اس قدر اختصار کیا کہ مطلب ہی
بیچ میں فوت ہو جاوے اور لوگ مختلف ہوتے ہیں
بعضے تطویل یا ایجاز سے بھاگتے ہیں اور
بعضے اسکے شائق اور طالب ہوتے ہیں سو
تطویل و اختصار سے نفع عام نہیں ہوتا بخلاف
مقدار اوسط مناسب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق
کے موافق ہوتا ہی اسلیے میں نے ارادہ کیا کہ آپکے
محاسن اوصاف و مکارم اخلاق اور شمائل و
خصائل میں سے ایک مختصر حصہ مگر کافی شافی قلمبند
کروں - کیونکہ عاشق سرگشتہ و مہجور جب محروم الوصال
ہوتا ہی تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو یاد کرکے
اپنے دل کو سمجھاتا ہی - اور محبوب کے جمال اور
اوصاف کا بیان و تذکرہ کرکے اپنا جی بہلاتا ہی
اور اسی کے ساتھ میں اس میں حصول ثواب اور
نجات من العذاب اور شفاعت محبوب رب الارباب
اور دعاے طالبین و احباب کی بھی امید رکھتا
ہوں - اور یہ امید کیسے نہ رکھوں جبکہ حسن عمل کا

معروفت في المعاصي والزلل
فتمسكت بذيل تماثله و
تشبثت بذكر محامده و
فضائله تقبل الله عني وعن جميع
المسلمين والحمد لله رب العالمين
ولما كان الكتاب المستطاب
الشمائل لابي عيسى الترمذي
والشفاء لقاضي عياض رحمهما
الله الفياض اجمع واضبط في
هذا الباب فالتقطت منهما
ما يغني الطالب المشتاق ويسلو به
المهجور المشتاق فلنبدأ بحديث
الحسن بن علي رض عن محمد فانه
في غاية الفصاحة والبلاغة و
اقصى درجة نبيان خصائص
معدن النبوة والرسالة عليه
من الصلوة والسلام اتمهما
واكملها فنقول روى القاضي
باسناده المعنعن الى علي بن
الحسين وهو الامام الهمام زين
العابدين انه قال قال الحسن
بن علي سالت خالي هند بن
ابي هالة عن حلية رسول الله

کوئی وسیلہ میرے پاس نہیں۔ اور عمر تمام معاصی
اور لغزشوں میں صرف ہوئی اس لیے میں نے
آپ کے شمائل و مدائح و فضائل کے تذکرہ کا
دامن پکڑا۔ اللہ تعالی مجھ سے اور سب مسلمانوں
سے اسکو قبول فرماوے اور مستحق جمیع محامد کا
وہی رب العالمین ہی اور چونکہ کتاب الشمائل
امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور کتاب الشفا قاضی
عیاض رحمہ اللہ کی اس باب میں جامع تر اور
ضابطہ تر تھی اس لیے میں نے انھیں دو
کتابوں سے ایسے مضامین منتخب کیے جو طالب
راغب کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کردیں
اور جن سے مہجور مشتاق دل کو تسلی دے سکے
سو ہم امام حسن بن علی کی روایت سے جو کہ ہند
سے مروی ہی شروع کرتے ہیں کیونکہ وہ فصاحت
و بلاغت کی نہایت بلند مرتبہ پر ہی اور معدن نبوت
و رسالت یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ و
سلام ان پر کاملین کے بیان خصوصیات سے
اعلی درجہ میں ہی پس میں کہتا ہوں کہ رسول اول
آپ کے حلیہ شریفہ میں، قاضی عیاض نے اپنے
اسناد معنعن سے جو کہ امام زین العابدین تک
پہونچتی ہی روایت کیا ہی کہ انھوں نے کہا
کہ حضرت حسن بن علی نے فرمایا کہ میں نے
اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وکان وصافا
وانا ارجو ان یصف لی منہا
شیئا اتعلق بہ فقال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخما
مفخما یتلألأ وجہہ تلألأ القمر
لیلۃ البدر اطول من المربوع
واقصر من المشذب عظیم
الہامۃ رجل الشعر ان
انفرقت عقیقتہ فرق والا
فلا یجاوز شعرہ شحمۃ
اذنیہ اذا ہو وفرہ ازہر
اللون واسع الجبین ازج
الحواجب سوابغ من غیر
قرن بینہما عرق یدرہ
الغضب اقنی العرنین لہ
نور یعلوہ یحسبہ من لم
یتاملہ اشم کث اللحیۃ
ادعج سہل الخدین ضلیع
الفم اشنب مفلج الاسنان
دقیق المسربۃ کان عنقہ

علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا اور وہ حضور کا
بکثرت ذکرا وصاف کیا کرتے اور مین امیدوار
ہوا کہ ان اوصاف مین سے کچھ میرے سامنے
بھی بیان کرین جسکو مین اپنے ذہن مین جما لون تا
پس انھون نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اپنی ذات مین عظیم تھے اور نظرون مین
معظم تھے آپ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح
چمکتا تھا۔ بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت
مین قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے
قامت مین کم تھے۔ سر مبارک اعتدال کے
ساتھ کلان تھا۔ موے سر سید ہے قدرے بلدار
تھے۔ اگر سر کے بالون کو جمع کرتے وقت اُن
مین اتفاقاً از خود مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی
رہنے دیتے ورنہ نہین یعنی ابتدا اسلام مین
ایسا معمول تھا اور بعد مین تو قصداً مانگ نکالتے
تھے آپ کے موے سر نرمہ گوش سے تجاوز کر جاتے
تھے جبکہ آپ بالون کو بڑھائے ہوتے تھے۔
آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی فراخ تھی
ابرو خمدار بالون سے پر تھے اور باہم پیوستہ نہ
تھے اُن دونون کے درمیان مین ایک رگ تھی

سلہ یعنی ان انفرق شعرہ ساعد ما یجمعہ وعقصہ فرق والا ترکہ غیر فرق ای ترکہ کل شعرۃ فی نبہ قال ابن قتیبۃ کان ہذا فی اول الاسلام ثم
فرق شعرہ بعد ہذا ۱۲ سلہ قال الجوہری الشمم ارتفاع قصبۃ الانف مع استواء اعلاہ فان کان فیہ احدیداب فہو القنی ۱۲ سلہ بفتح المیم
وسکون السین المہملۃ وراء المضمومۃ الشعر الذی فی وسط الصدر الی السرۃ ۱۲

جيد دمية في صفاء الفضة
معتدل الخلق بادنا متماسكا
(میانہ خلقت نہ فربہ و نہ لاغر ۱۲ — باگوشت ۱۲ — بستہ اندام ۱۲)
سواء البطن و الصدر مشيح
الصدر بعيد ما بين المنكبين
ضخم الكراديس انور المتجرد
موصول ما بين اللبة و
السرة بشعر يجري كالخط
عاري الثديين ما سوى
ذلك اشعر الذراعين و
المنكبين و اعالي الصدر
طويل الزندين رحب
الراحة شثن الكفين و
القدمين سائل الاطراف
او قال شائل الاطراف
سبط العصب خمصان
الاخمصين مسيح القدمين
ينبو عنهما الماء اذا زال
زال تقلعا و يخطو تكفؤا
و يمشي هونا ذريع المشية

گروہ غصہ میں ابھر جاتی تھی بلند بینی تھے بینی مبارک
پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے
آپ کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی
تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک
تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ فراخ
تھا یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا)
دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں
(ذرا ذرا) ریخیں تھیں۔ سینہ سے ناف تک
بالوں کا ایک باریک خط تھا گردن مبارک ایسی
(خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوب
صورت تراشی جاتی ہے) صفائی میں چاندی
جیسی تھی۔ بدن جسامت میں معتدل اور
پر گوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک
ہموار تھا اور سینہ قدرے ابھرا ہوا تھا
آپ کے شانوں کے درمیان قدرے (اوروں
سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ بند کی ہڈیاں کلاں تھیں
کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن تھا
سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالوں کی
ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالوں کے

سلہ في الصحاح الاخمص ما دخل في باطن القدم فلم يصب الارض والمراد عنه انه والا فهو غير محمود ولم يكن خمصه مرتفعا جدا فافهم و في حديث ابي هريرة وليس له اخمص واذا وطئ بكلها شفا نہ هذا يوافق قوله مسيح القدمين ۱۲ سلہ دور می شد از ان قدمہا آب یعنی انهما املسان ليس فيهما وسخ ولا شقاق ولا تكسر فاذا اصابها الماء لم يتعلق بهما وزال كذا فسره الهروي ۱۲ منہ سلہ بضم دال مهملہ و سکون میم تصویر عاج کہ در صفائی نقرہ باشد ۱۲

اذا مشى كانما ينحط من
صبب و اذا التفت
التفت جميعا خافض
الطرف نظره الى الارض
اطول من نظره الى السماء
جل نظره الملاحظة
يسوق اصحابه و يبدأ
من لقيه بالسلام قلت
صف لی منطقه قال كان
رسول الله صلى الله عليه
و سلم متواصل الاحزان
دائم الفكرة ليست له
راحة و لا يتكلم فی غير
حاجة طويل السكوت
يفتتح الكلام و يختمه
باشداقه و يتكلم بجوامع
الكلم فصلا لا فضول فيه
و لا تقصير دمثا ليس
بالجافی و لا المهين يعظم
النعمة و ان دقت لا يذم

ك اى لم يمش باذن احدا ان يمشى خلفه و لكن يقدمهم و يمشى خلفهم تواضعا كذا قال الهروى ۱۲ ٣ بفتح الميم من المهانة اى الحقارة و بضم الميم من الاهانة اى لا يهين احدا من الناس ۱۲

سوا اُنکے مین (وغیرہ) پر بال نہ تھے (البتہ) دونون بازو اور شانون سینہ کے بالائی حصہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے کلائیان دراز تھین ہتھیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پُرگوشت تھے (ہاتھ پانوں کی) انگلیان لمبی تھین یا راوی نے یہ کہا کہ ہاتھ پانوں کی انگلیان لمبی تھین یا راوی نے بند کہ ہر کہ اسکا بھی وہی حاصل ہی) اعصاب آپ کے برابر تھے اپنے تلوے (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے مین زمین کو نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی انپرسے (بالکل) ڈہل جاتا (یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے چلنے ہونے سے پانی انکو ذرہ لگا رہتا) جب چلنے کے لیے پانوں اُٹھاتے تو قوت سے پانوں اُٹھتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھول پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑہاکر چلتے۔ چلنے مین ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی مین اُتر رہے ہین۔ جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیون سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی عموماً عادت آپ کی گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اُٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے مین آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتدا بسلام فرماتے پھر مین نے (یعنی امام حسن رض نے ہند بن ابی ہالہ سے) کہا کہ آپ کی گفتگو کے متعلق مجھ سے بیان کیجیے اُنھون نے کہا کہ رسول اللہ

منها شيئا غير انه لم يكن
يذم ذواقا ولا يمدحه
ولا يقام لغضبه اذا تعرض
للحق بشيء حتى ينتصر له
ولا يغضب لنفسه ولا
ينتصر لها واذا اشار
اشار بكفه كلها واذا
تعجب قلبها واذا تحدث
اتصل بها فضرب ب
بإبهامه اليمنى راحته
اليسرى واذا غضب
اعرض واشاح واذا
فرح غض طرفه جل
ضحكه التبسم ويفتر
عن مثل حب الغمام قال
الحسن رض فكتمتها عن
الحسين بن علي زمانا
ثم حدثته فوجدته

صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور
ہمیشہ (امور آخرت کے) سوچ میں رہتے کسی وقت
آپ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے
تھے آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا۔ کلام کو شروع اور
ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک
نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے (جسکے الفاظ
مختصر ہوں مگر پرمغز ہوں) آپ کا کلام (حق و باطل
میں) فیصل کن ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ
ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی تھی اور نہ
مخاطب کی اہانت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب
بھی اسکی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے
مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے
(مذمت تو اسلیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح نہ[5]
اسلیے نہ فرماتے کہ اکثر اسکا سبب حرص و طلب لذت
ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا بھی مخالفت کرتا
تو اسوقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا
جب تک کہ اس امر حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کے
لیے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کیلئے انتقام لیتے اور گفتگو
کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے
اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ
بات کرتے تو اسکو یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے

---

[1] بفتح الذال المعجمة المراد به المذوق المطعوم ۱۲
[2] یعنی کسی در حالت غضب از جہت شفقت نمی ایستاد چون کسی می آمیش از جہت طلب حق تا آنکہ انصاف او میداد ۱۲
[3] قال ابن الاثیر اراد ان اشارته مختلفة فکان للتوحید والتشهد بالمسبحة وبالکف ۱۲
[4] یعنی تعجب میگفت منصوبا نا یت می بود ۱۲
[5] تفسیر الصال تخصیص باشارت ۱۲
[6] اشار الی ان الباء فی بها للتعدیة والی ان الضمیر فی بها مبهم تفسیره قوله بابهامه والی ان اتصل تفسیره ضرب فافهم ۱۲ منہ

قد سبقني اليه فسأل اباه عن مدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ومخرجه ومجلسه وشكله فلم يدع منه شيئا قال الحسين سألت ابي رضي الله عنهما عن دخول رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كان دخوله لنفسه مأذونا له في ذلك فكان اذا اوى الى منزله جزأ دخوله ثلاثة اجزاء جزء لله تعالى وجزء لاهله وجزء لنفسه ثم جزأ جزءه بينه وبين الناس فيرد ذلك على العامة بالخاصة ولا يدخر عنهم

متصل کرتے یعنی آہستہ مارتے اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ دوسری طرف منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے اور یہ دونون امر شرم و حیا سے ہین اکثر ہنستا آپ کا تبسم ہوتا اور اس مین دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے سفید ہوتے جیسے بارش کے اولے

فصل دوم آپکے تقسیم اوقات وطرز معاشرت مین

حضرت حسن رض فرماتے ہین کہ مین نے ایک زمانہ تک حضرت حسین رض سے اسکو چھپائے رکھا پھر جو مین نے ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر مین جانا باہر آنا نشست و برخاست طرز طریق سب پوچھ چکے ہین اور کوئی بات بھی اسکے متعلق کے پوچھنے سے نہین چھوڑی غرض امام حسین رض فرماتے ہین کہ مین نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مین تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا انھون نے فرمایا کہ آپ کا گھر مین اپنے ذاتی حوائج (طعام ومنام وغیرہ) کے لیے تشریف لیجانا آپ اس باب مین جناب اللہ ماذون تھے سو آپ اپنے گھر مین تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصون پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالی (کی عبادت) کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والون (کے حقوق ادا کرنے) کے لیے (جیسے انسے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لیے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگون کے درمیان مین تقسیم فرما دیتے

له اي الى الحديث المشتمل على الصفات ٢ه اي ما سمعت من شمائله المذكورة يعني وافق بيان علي وهند ٣ه يعني اذن پروردگار بود برای حاجات خود اما برای حاجات دینی حاجت ستیذان الٰہی نبود ١٢ ٤ه قال ابن الاثير اراد ان العامة لا تصل اليه في هذا الوقت فكانت الخاصة تخبر العامة بما سمعت منه فكانه اوصل الفوائد الى العامة بسبب الخاصة وقيل ان الباء بمعنى عن اي جعل وقت العامة بعد وقت الخاصة وبدلا منهم ١٢ ٥ه يعني چیزی را از ایشان باز نمیداشت هرچه میرسید قسمت میکرد

شيئا وكانت من سيرته
في جزء الامة ايثار اهل
الفضل باذنه وقسمته على
قدر فضلهم في الدين
فمنهم ذو الحاجة ومنهم
ذو الحاجتين ومنهم ذو
الحوائج فيتشاغل بهم و
يشغلهم فيما اصلحهم و
الامة من مسألته عنهم
واخبارهم بالذي ينبغي
لهم ويقول ليبلغ الشاهد
منكم الغائب وابلغوني
حاجة من لا يستطيع
ابلاغي حاجته فانه من
ابلغ سلطانا حاجة من
لا يستطيع ابلاغها ثبت
الله قدميه يوم القيامة
على الصراط لا يذكر
عنده الا ذلك ولا يقبل
من احد غيره وفي حديث
سفيان بن وكيع قال علي
رضي الله عنه يدخلون

(یعنی وہمین سے بھی بہت سا وقت امت کے کام مین
صرف فرماتے) اور اس حصۂ وقت کو خاص اصحاب کے
واسطے سے عام لوگون کے کام لگا دیتے (یعنی اس حصہ مین
عام لوگ تو نہین آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور
دین کی باتین سنکر عوام کو پہونچاتے اس طرح سے عام لوگ بھی
ان منافع مین شریک ہو جاتے) اور لوگون سے کسی چیز کا اخفا
نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ
ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اور اس حصۂ امت مین
آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ اس
امر مین اورونپر ترجیح دیتے کہ انکو حاضر ہونے کی اجازت
دیتے اور اس وقت کو ان لوگون پر بقدر انکی فضیلت
دینیہ کے تقسیم فرماتے سو ان مین سے کسی کو ایک ضرورت
ہوتی کسی کو دو ضرورتین ہوتین کسی کو زیادہ ضرورتین
ہوتین سو انکی حاجت مین مشغول ہوتے اور انکو ایسے
شغل مین لگاتے جس مین انکی اور بقیہ امت کی اصلاح
ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور انکے
مناسب حال امور کی انکو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے
کہ جو تم مین حاضر ہی وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور
(یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی
وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بعد وغیر ذلک) نہ پہونچا سکے
تم لوگ اسکی حاجت مجھ تک پہونچا دیا کرو کیونکہ جو شخص
ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہونچاوے
اللہ تعالی قیامت کے روز اسکو پل صراط پر ثابت قدم

سلہ وفی روایۃ الترمذی ولا یفترقون من الافتراق ۱۲

روادا ولا يتفرقون عنه
الا عن ذواق ويخرجون
ادلة يعني فقهاء قلت فاخبرني
عن مخرجه كيف يصنع فيه
قال كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم يخزن
لسانه الا مما يعنيهم ويؤلفهم
ولا ينفرهم ويكرم كريم
كل قوم ويوليه عليهم و
يحذر الناس ويحترس
منهم من غير ان يطوي
عن احد بشره وخلقه و
يتفقد اصحابه ويسأل
الناس عما في الناس
ويحسن الحسن ويصوبه

؎ طالبين متعلمين محتاجين لما عنده ۱۲ ؎
یعنی در می آمدند صحابه در مجلس پیغمبر در حالت
طالب و محتاج علم بودند هم چون احتیاج ایشان
بطعام و متفرق نمی شدند مگر از چشیدن علم یا
گوییم که با تعلم علم می خوردند شراب یا طعام و بیرون
می آمدند با فقه و اسلام ۱۲ ؎ چشیدن علم ۱۲
مقوله حضرت امام حسین علیه السلام ۱۲ ؎ ای نگه دارد زبان
یغشو سره ۱۲ ؎ ومی پیچید از کسی ۱۲ ؎
خوشی روئی خوشخوئی ۱۲ ؎ ومی پرسید احوال یاران ۱۲

رکھیگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین انھین
باتون کا ذکر ہوتا تھا اور اسکے خلاف دوسری
بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگونکے حوائج
ومنافع کے سوا دوسری لایعنی یا مضر باتون کی سماعت
بھی نہ فرماتے) اور سفیان ابن وکیع کی حدیث مین
حضرت امام کا یہ قول ہے کہ وہ لوگ آپ کے پاس
طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ چکھ کر واپس ہوتے یعنی
آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے بھی تھے) اور
ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپ کے پاس سے باہر نکلتے امام
حسین فرماتے ہین کہ مین نے (اپنے والد سے) عرض
کیا کہ آپ کے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھے
بیان کیجیے کہ اس وقت مین کیا کیا کرتے تھے انھون
نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی باتون سے محفوظ
رکھتے تھے اور لوگون کی تالیف قلب فرماتے تھے اور
ان مین تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار
آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار
مقرر فرما دیتے تھے اور لوگون کو (امور مضرہ سے) حذر
رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان (کے شر) سے
اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور
خوشخوئی مین کمی نہ کرتے تھے اپنے ملنے والون کی حالت
کا استفسار رکھتے تھے اور لوگون مین جو واقعات ہوتے
تھے آپ ان کو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور
مفسدون کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین

ويقبح القبيح ويوهنه
معتدل الأمر غير مختلف
لا يغفل مخافة أن يغفلوا أو
يملوا لكل حال عنده عتاد
لا يقصر عن الحق ولا يجاوزه
إلى غيره الذين يلونه
من الناس خيارهم
أفضلهم عنده أعمهم
نصيحة وأعظمهم عنده
منزلة أحسنهم مواساة
ومؤازرة فسألته عن
مجلسه عما كان يصنع فيه
فقال كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم لا يجلس
ولا يقوم إلا على ذكر و
لا يوطن الأماكن وينهى
عن إيطانها وإذا انتهى إلى
القوم جلس حيث ينتهي به
المجلس ويأمر بذلك ويعطي

اور تصویب اور بری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے۔
آپکا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اُس مین
بے انتظامی نہین ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی کسی طرح
کر لیا لوگون کی تعلیم مصلحت سے) غفلت نہ فرماتے بوجہ
اس احتمال کے کہ (اگر اُنکو اُنکے حال پر چھوڑ دیا جائے
تو بعضے تو خود دین سے) غافل ہو جاوینگے یا بعضے
امور دین مین اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے)
اکتا جاوینگے ہر حالت کا آپ کے یہان ایک خاص
انتظام تھا حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور نا حق
کی طرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتے۔ لوگون مین سے
آپ کے مقرب بہترین لوگ ہوتے سب مین افضل آپکے
نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ
ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اُس شخص کا ہوتا جو لوگون
کی غمخواری و اعانت بخوبی کرتا۔ پھر مین نے اُن سے
آپ کی مجلس کے بارہ مین پوچھا کہ اس مین آپ کا کیا
معمول تھا اُنھون نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اُٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ
ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ
فرماتے (کہ خواہ مخواہ اُسی جگہ بیٹھین اور اگر اور کوئی
بیٹھ جاوے تو اُسکو اُٹھا دین) اور دوسرون کو بھی
(اس طرح) جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کبھی
مجمع مین تشریف لیجاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہان
ہی بیٹھ جاتے اور دوسرون کو بھی یہی حکم فرماتے اور

[۱] بفتح عین مہملہ و تاء مثناۃ فوقانیہ و آخرہ دال
مہملۃ ای تهیئۃ لکل ما یقع من الامور ۱۲ [۲] قال النووی
انما ورد النهی عن ایطان موضع فی المسجد لخوف الریاء
والا فلا باس بملازمۃ الصلوۃ فی موضع معین من البیت
لحدیث عتبان بن مالک ۱۲ [۳] یعنی ہر مصاحب را ادا
حق صحبت او بتمام میکرد تا آنکہ ہمنشست جلیس وے ہیچ کس را

كل جلسائه نصيبه حتى لا
يحسب جليسه ان احدا
اكرم عليه منه من جالسه او
قاومه لحاجة صابره حتى
يكون هو المنصرف من سأله
حاجة لم يرده الا بها او بميسور
من القول قد وسع الناس بسطه
وخلقه فصار لهم ابا وصاروا
عنده في الحق متقاربين
متفاضلين فيه بالتقوى وفي
رواية اخرى صاروا عنده
في الحق سواء مجلسه مجلس حلم
وعلم وحياء وصبر وامانة
لا ترفع فيه الاصوات ولا تؤبن
فيه الحرم ولا تنثى فيه فلتاته
يتعاطفون بالتقوى متواضعين
يوقرون فيه الكبير ويرحمون
الصغير ويرفدون ذا الحاجة

له ابنت الرجل فارميته بخلة سوء فهو مابون اي معيوب
في دبره والمراد لا تذكر فيه الامور الحرمة يقال فلان
يؤبن بكذا اي يذكر بقبيح ١٢ ٢له اي هفواته وزلاته
والضمير للقائل اي لم يكن في مجلسه فلتة وان كانت
من احد سترت ١٢

اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اُس کا حصہ (اپنے
خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جدا جدا متوجہ
ہو کر خطاب فرماتے) یہانتک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھ
کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں جو شخص
کسی ضرورت کے لیے آپ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا
تو جبتک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ اُسکے ساتھ
مقید رہتے جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون
اسکے کرم اُسکی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب
دیتے اُسکو واپس نہ کرتے آپ کی کشادہ روئی اور
خوشخوئی تمام لوگوں کے لیے عام تھی گویا بجائے اُنکے
باپ کے ہو گئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک
حق میں (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقوی کی وجہ
سے متفاوت تھے (یعنی تقوی کی زیادتی سے تو ایک
کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور میں سب باہم
متساوی تھے) اور ایک دوسری روایت میں ہی کہ
حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس
حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی
اُس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت
پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی
اشاعت نہ کی جاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے
کی طرف تقوی کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے
اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی
کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتی تھی اور

يرحمون الغريب فسألته عن
سيرته صلى الله عليه وسلم في
جلسائه فقال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم دائم البشر
سهل الخلق لين الجانب ليس بفظ
ولا غليظ ولا صخاب ولا فحاش
ولا عياب ولا مشاح يتغافل
عما لا يشتهي ولا يؤيس منه
قد ترك نفسه من ثلاث المراء
والإكثار وما لا يعنيه وترك
الناس من ثلاث كان لا يذم
احدا ولا يعيره ولا يطلب
عورته ولا يتكلم إلا فيما يرجو
ثوابه وإذا تكلم اطرق جلساؤه
كأنما على رؤسهم الطير فإذا
سكت تكلموا لا يتنازعون عنده
الحديث من تكلم عنده انصتوا
له حتى يفرغ حديثهم حديث

یوطن پر رحم کرتے تھے پھر مین نے انسے آپکی سیرت اپنے
اہل مجالس کے ساتھ دریافت کی اُنھون نے فرمایا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق
تھے آسانی سے موافق ہو جاتے تھے نہ سخت خو تھے نہ
درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے اور نہ نا مناسب بات فرماتے
نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی
کی مدح فرماتے جو بات (یعنی خواہش کسی شخص کی) آپ کی
طبیعت کے خلاف ہوتی اُس سے تغافل فرما جاتے (یعنی
اُسپر گرفت نہ فرماتے) اور (قصد کیا) اُس سے مایوس بھی
نہ فرماتے) بلکہ خاموش ہو جاتے آپ نے تین چیزون سے
تو اپنے کو بچا رکھا تھا ریا سے اور کثرت کلام سے اور بےسود
بات سے اور تین چیزون سے دوسرے آدمیونکو بچا رکھا
تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور
نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جس مین
امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے
آپ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے انکے
سرون پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہون اور جب آپ ساکت
ہوتے تب وہ لوگ بولتے۔ آپ کے سامنے کسی بات
مین تنازع نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص بولتا اُسکے
فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے
بیچ مین کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (مین سے ہر شخص) کی
بات (رغبت کے ساتھ سنے جاتے مین) ایسی ہی
ہوتی جیسے سب مین پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے

ف من العيب او غياب بالغين المعجمة من الغيبة ۱۲
ع السخاب والصخب كلاهما بمعنى الصياح والاضطراب
الاصوات في الخصومة والمبالغة فيهما بالنسبة للنفي
وهذا القول وما انظلام للعبيد ۱۲ ع وفي رواية ولا مزاح
[illegible]

وترکه القبیح لینتهی
عنه واجتهاد الرای بما
اصلح امته والقیام لهم
بما یجمع لهم امر الدنیا
والآخرة اعلم ان مثل
هذه الشمائل ورد فی
احادیث شتی عن انس رض
وابی هریرة وبراء
بن عازب وعائشة و
ابی جحیفة وجابر بن
سمرة وام معبد وابن
عباس ومعرض بن معیقیب
وابی الطفیل وعداء بن
خالد وخریم بن فاتك
وحکیم بن حزام ولنحتسب
بذکر نبذ منها ایضا فقالوا
رضی الله عنهم اجمعین
کان رسول الله صلی الله
علیه وسلم ادعج انجل
اشکل اهدب الاشفار
ابلج ازج اقنی افلج

له الغرض منه بیان المتابعة ۱۲ له نطلب الثواب ۱۲

اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتدا کریں۔ دوسرے
بُری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہین تیسرے
رائے کو اُن امور مین صرف کرنا جو آپ کی امت کے
لیے مصلحت ہو چوتھے امت کے لیے اُن امور کا اہتمام
کرنا جن مین اُنکی دنیا اور آخرت دونون کے کامون
کی درستی ہو

وصل سوم تتمۂ وصل اول مین

جاننا چاہیے کہ اسی طرح کے شمائل متفرق حدیثون مین
ان حضرات سے وارد ہوئے ہین حضرت انس رض
حضرت ابو ہریرہ رض حضرت براء بن عازب رض حضرت
عائشہ رض حضرت ابو جحیفہ رض حضرت جابر بن سمرہ رض
حضرت ام معبد رض حضرت ابن عباس رض حضرت معرض
بن معیقیب رض حضرت ابو الطفیل رض حضرت عداء
بن خالد رض حضرت خریم بن فاتک رض حضرت حکیم بن
حزام رض ہم بھی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر سا
اس مین سے ذکر کرتے ہین پس ان سب حضرات نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک
چمکتا ہوا تھا آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی
آنکھین تھین آنکھون مین سرخ ڈورے تھے مژگانین
آپ کی دراز تھین دونون ابرودن کے درمیان
قدرے کشادگی تھی ابرو خمدار تھے بینی مبارک بلند تھی
دندان مبارک مین کچھ رخنین تھین (یعنی بالکل اوپر تلے
جڑے ہوئے نہ تھے) چہرۂ مبارک گول تھا جیسا چاند کا

له قال صاحب القاموس الصواب معیقیب بن معرض ۱۲

مدور الوجه كانه قطعة
قمر كث اللحية تملأ صدره
سواء البطن والصدر واسع
الصدر عظيم المنكبين
ضخم العظام عبل الذراعين
والعضدين والاسافل
رحب الكفين والقدمين
دقيق المسربة ربعة القد
ليس بالطويل البائن ولا
بالقصير المتردد ولم يكن
يماشيه احد ينسب الى
الطول رجل الشعر اذا
افتر ضاحكا افتر عن مثل
سنا البرق وعن مثل حب
الغمام واذا تكلم رأى كالنور
يخرج من بين ثناياه احسن
الناس عنقا ليس بمطهم ولا
مكلثم متماسك البدن ضارب
اللحم وفي روايات اخر اشعر العين
ضخم المشاش اذا وطئ بقدمه
وطئ بكلها ليس له اخمص هذا
كله خلاصة ما في الشفاء
وروى الترمذي في شمائله

ٹکڑا اور ریش مبارک گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی
شکم اور سینہ ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونوں شانے کلان
تھے استخوان بھاری تھیں دونوں کلائیاں اور بازو اور
اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوے تھے دونوں
کف دست اور قدم کشادہ تھے سینہ سے ناف تک
بالوں کا ایک باریک خط تھا قد مبارک میانہ تھا نہ
تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ کہ انصافاً ایک
درازی سے [illegible] متصف ہوئے ہوں اور رفتار میں کوئی
آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا (یعنی رفتار میں ایک
گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف) آپ کا قامت قدرے
درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے
مگر دیکھنے میں قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بلدار
تھے جب ہنسنے میں دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے
برق کی روشنی نمودار ہوتی ہی اور جیسے اولے بارش کے
ہوتے ہیں جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں
کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا گردن
نہایت خوبصورت تھی چہرۂ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور
نہ بالکل گول تھا (بلکہ مائل تبدویر تھا) بدن گٹھا ہوا تھا
گوشت ہلکا تھا اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آنکھوں
میں سفیدی کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلان تھے
جب زمین پر پاؤں رکھتے تو پورا پاؤں رکھتے تھے
تلوے میں زیادہ گڑھا نہ تھا یہ تمام کتاب شفا کے
مضمون کا خلاصہ ہی اور ترمذی نے اپنے شمائل میں

عن انس کان حبیبنا صلی اللہ
علیہ وسلم شثن الکفین و
القدمین ضخم الراس ضخم
الکرادیس لم یکن بالطویل الممغط
ولا بالقصیر المتردد کان فی
وجہہ تدویر ابیض مشرب
ادعج العینین اھدب الاشفار
جلیل المشاش والکتد اجرد
ذو مسربۃ اذا التفت التفت
معا بین کتفیہ خاتم النبوۃ
و ھو خاتم النبیین و فی
روایۃ جابر بن سمرۃ کان
ضلیع الفم منھوس العقب
اشکل العینین اذا نظرت الیہ
قلت اکحل العینین و لیس
بالکحل ای لیس بمکحل و قال
ابو الطفیل اللیثی رضی اللہ
عنہ کان ابیض ملیحا مقصدا
عن انس کان ربعۃ حسن
الجسم اسمر اللون علیہ الجمۃ
الی شحمۃ اذنیہ علیہ حلۃ
حمراء و روی فی الشمائل
للترمذی عن انس بن مالک

حضرت انسؓ سے روایت کیا ہی کہ ہمارے حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون کف دست اور دونون
قدم پر گوشت تھے سر مبارک کلان تھا جوڑ کی ہڈیان
بڑی تھین نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ کوتاہ
قامت تھے کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے مین
دھنسا ہوا ہو آپ کے چہرہ مبارک مین ایک گونہ
گولائی تھی رنگ گورا تھا اور جس مین سرخی دکھتی تھی سیاہ
آنکھین تھین پلکین دراز تھین شانے کی ہڈیان
اور شانے بڑے بڑے تھے بدن مبارک بے موتھا
یعنی بدن پر بال نہ تھے البتہ سینہ سے ناف
تک بالون کی باریک دھاری تھی جب کسی طرف
کی طرف کسی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر
دیکھتے آپ کے دونون شانون کے درمیان مہر
نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابرؓ
بن سمرہ کی روایت مین ہی کہ آپ کا دہن مبارک
(اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیون کا گوشت
ہلکا تھا۔ آنکھون مین سرخ ڈورے تھے جب آپکی
طرف نظر کرو تو یون سمجھو کہ آپ کی آنکھون مین سرمہ
پڑا ہی حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابوالطفیل
لیثی رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ آپ گورے ملیح میانہ قد تھے
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آپ میانہ قامت
خوش اندام گندمین رنگ تھے موے سر دراز تھے
تابن گوش تک آپ پر ایک سرخ (دھاری دار) جوڑا تھا

لم يكن رسول الله صلى الله عليه و
سلم بالطويل البائن ولا بالقصير
ولا بالابيض الامهق ولا بالادم
ولا بالجعد القطط ولا بالسبط
بعثه الله تعالى على راس اربعين
سنة فاقام بمكة عشر سنين
قال ابن عباس ثلث عشرة يوحى
اليه وبالمدينة عشر سنين
فتوفاه الله تعالى على راس
ستين سنة وقال ابن عباس
توفى وهو ابن ثلث وستين سنة
وقال البخاري رح ثلث وستين
اكثر في الرواية وليس
في راسه ولحيته عشرون شعرة
بيضاء وقال المحققون ان الشعر
الابيض في راسه ولحيته كان
سبعة عشر وقال جابر بن سمرة
رايت الخاتم بين كتفي رسول
الله صلى الله عليه وسلم غدة
حمراء مثل بيضة الحمام وعن
السائب بن يزيد مثل زر الحجلة
وعن عمرو بن اخطب الانصاري
شعرات مجتمعة وعن ابي سعيد

اور شمائل ترمذی مین حضرت انس رض سے روایت ہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت دراز تھے اور
نہ کوتاہ قامت تھے اور نہ بالکل گورے بھبھوکا تھے اور
نہ بالکل گندمی رنگ تھے اور نہ آپ کے بال بالکل
خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ بلدار تھے
اللہ تعالی نے آپ کو چالیس برس کی عمر پر نبی بنایا
پھر مکہ میں دس برس مقیم رہے اور حضرت ابن عباس رض
کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی
(پس پہلی روایت مین کسر کو حساب مین نہین لیا
پس دونون روایتین متطابق ہین) اور مدینہ مین
دس سال رہے پھر ساٹھ سال کی عمر مین اور ابن عباس رض
کے قول پر ترسٹھ سال کی عمر مین اللہ تعالی نے
آپ کو وفات دی اور امام بخاری رح نے فرمایا کہ
ترسٹھ سال کی روایتین زیادہ ہین (و یہ زیادہ وجود اتنی
عمر کے) آپ کے سر اور ریش مبارک مین سفید بال بیس
بھی نہ تھے اور محققین نے کہا ہی کہ آپ کے سر اور
داڑھی مین سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن
سمرہ رض نے فرمایا کہ مین نے مہر نبوت کو آپ کے دونون
شانون کے درمیان مین ایک سرخ اور ابھرا ہوا گوشت
مثل بیضہ کبوتر کے دیکھا اور حضرت سائب بن یزید رض
سے روایت ہی کہ وہ مثل چھپر کھٹ (مسہری) کی گھنڈی
کے تھی اور عمرو بن اخطب انصاری سے روایت
ہی کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت ابو سعید خدری رض سے

كان فى ظهره بضعة ناشزة
وفى رواية مثل المجمع حولها
خيلان كانها ثاليل قال البراء
ما رايت من ذى لمة فى
حلة حمراء احسن من رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال
ابو هريرة ما رايت شيئا
احسن من رسول الله صلى
الله عليه وسلم كان الشمس
تجرى فى وجهه اذا ضحك
يتلألأ نوره فى الجدر وقيل
لجابر كان وجه رسول الله
صلى الله عليه وسلم
كالسيف قال لا بل كالشمس
والقمر وكان مستديرا
وقالت ام معبد كان
اجمل الناس من بعيد
واجلاه واحسنه من
قريب وقال على رض
من رآه بداهة هابه
ومن خالطه معرفة
احبه لم ار قبله ولا
بعده مثله قال انس

روایت ہی کہ آپ کی کمر پر ایک اُبھرا ہوا گوشت کا
ٹکڑا تھا اور ایک روایت مین ہی کہ مثل مٹھی کے
تھی اُسکے گرداگرد تل تھے جیسے مسّے ہوتے ہین (اور
ان روایات مین کچھ تنافی نہین سب اوصاف کا
جمع ہونا ممکن ہی) حضرت براء رض کہتے ہین کہ مین نے
کوئی بالون والا سرخ جوڑا (یعنی مخطط لنگی چادر) پہنے
ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین
نہین دیکھا اور حضرت ابوہریرہ رض نے فرمایا کہ
مین نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
زیادہ حسین نہین دیکھا گویا آپ کے چہرہ مین آفتاب
جل رہا ہی اور جب آپ ہنستے تھے تو دیوارون پر
چمک پڑتی تھی اور حضرت جابر رض سے پوچھا گیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک مثل
تلوار کے (شفاف) تھا۔ اُنھون نے کہا کہ نہین بلکہ
مثل آفتاب اور ماہتاب کے مدور تھا (تلوار کی
تشبیہ مین یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہین ہوتی) اور حضرت
ام معبد رض نے کہا آپ دور سے سب سے زیادہ جمیل
اور نزدیک سے سب سے زیادہ شیرین اور حسین
معلوم ہوتے تھے اور حضرت علی رض نے فرمایا ہی
کہ جو شخص آپ کو اول وہلہ مین دیکھتا تھا مرعوب ہوجاتا
تھا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا
آپ سے محبت کرتا تھا۔ مین نے آپ جیسا صاحب
جمال وصاحب کمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا

ما شممت عنبرا قط ولا
مسكا ولا شيئا اطيب من ريح
رسول الله صلى الله عليه
وسلم وكان يصافح المصافح
فيظل يومه يجد ريحها
فيضع يده على رأس
الصبي فيعرف من بين الصبيان
بريحها ونام في دار انس فعرق
فجاءت امه بقارورة تجمع فيها
عرقه فسألها رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن ذلك فقالت
نجعله في طيبنا وهو اطيب الطيب
وذكر الامام البخاري في التاريخ
الكبير عن جابر رض لم يكن يمر
النبي صلى الله عليه وسلم في
طريق فيتبعه احد الا عرف
انه سلكه من طيبه وقال
اسحق بن راهويه ان تلك
كانت رائحته بلا طيب و
روى ابراهيم بن اسمعيل
المزني عن جابر رض انه
اردفني رسول الله صلى
الله عليه وسلم فالتقمت

اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا **وصل چہارم آپکے
طیب ومطیب ہونے مین** اور حضرت انس رض
نے فرمایا ہی کہ مین نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور
کوئی (خوشبودار) چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہین دیکھی اور آپ
کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام تمام دن اس شخص کو
مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سرپر
ہاتھ رکھدیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے
لڑکون مین پہچانا جاتا اور آپ ایک بار حضرت انس رض
کے گھر مین سوئے تھے اور آپ کو پسینہ آیا تھا تو
حضرت انس رض کی والدہ ایک شیشی لاکر آپ کے پسینہ کو
جمع کرنے لگین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
اس بارہ مین پوچھا انھون نے عرض کیا کہ ہم اسکو
اپنی خوشبو مین ملاوینگے اور یہ پسینہ اعلی درجہ کی خوشبو
ہی۔ اور امام بخاری نے تاریخ کبیر مین حضرت جابر رض سے
ذکر کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس رستہ سے
گذرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش مین جاتا تو وہ
خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف
لے گئے ہین اسحق بن راہویہ نے کہا ہی کہ یہ خوشبو بدون
خوشبو لگائے ہوے (خود آپ کے بدن مبارک مین)
تھی اور ابراہیم بن اسمعیل مزنی نے حضرت جابر رض سے
روایت کی ہی کہ مجھ کو (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھلا لیا مین نے

خاتم النبوة بفيه فكان يشم
على مسكا وروي انه اذا
تغوط انشقت الارض
فابتلعت غائطه وبوله و
فاحت لذلك رائحة طيبة
كذا روت عائشة رض ولذا قيل
بطهارة الحدثين منه حكاه
ابو بكر بن سابق المالكي و
ابو نصر وشرب مالك بن
سنان دمه يوم احد ومصه
فقال لن يصيبه النار وشرب
عبد الله بن زبير دم حجامته
وشربت بركة رض بوله و
ام ايمن رض خادمة رسول الله
صلى الله عليه وسلم فلم تجداه
الا كماء عذب طيب وقد ولد
مختونا مقطوع السرة مكحلا
قالت آمنة امه ولدته
نظيفا مابه قذر وكان
ينام حتى يكون له غطيط
فيصلي ولا يتوضأ رواه
عكرمة وكان محروسا
عن حدث المنام قال

مہر نبوت کو اپنے منھ مین لیلیا سو اسمین سے مشک
کی لپٹ آرہی تھی اور مروی ہو کہ آپ جب بیت
الخلا مین جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے
بول و براز کو نگل جاتی اور اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو
آتی حضرت عائشہ رض نے اسی طرح روایت کیا ہی
اور اسی لیئے علماء آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے
کے قائل ہوے ہین۔ ابو بکر بن سابق مالکی اور ابو نصر
نے اسکو نقل کیا ہی اور مالک بن سنان یوم احد مین
آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے آپ نے فرمایا
اسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگیگی اور عبد اللہ بن زبیر رض
نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا
تھا اور برکت رض اور آپ کی خادمہ ام ایمن رض نے آپکا
بول پی لیا تھا سو انکو ایسا معلوم ہوا جیسا شیرین
نفیس پانی ہوتا ہی اور آپ (قدرتی) مختون آنول
نال کٹے ہوے سرمہ لگے ہوے پیدا ہوے تھے
حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہین کہ مین نے آپ کو
پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ کو لگی ہوئی نہ تھی
اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خراٹے[لہ] بھی
لینے لگتے تھے مگر بدون وضو کیے ہوے نماز پڑھ لیتے
تھے (یعنی سونے سے آپکا وضو نہین ٹوٹتا تھا)
روایت کیا اسکو عکرمہ نے اور وجہ اسکی یہ تھی کہ
آپ سونے مین حدث سے محفوظ تھے (وصل نہم

لہ لیکن وہ ایسے نہ تھے جو سننے والے کو ناگوار ہون ۱۲

وهب بن منبه قرأت في احد
وسبعين كتابا فوجدت في
جميعها ان النبي صلى الله عليه
وسلم ارجح الناس عقلا و
افضلهم رأيا وكان يرى في
الظلمة كما يرى في الضوء كما
روت عائشة وكان يرى من
بعيد كما يرى من قريب وكان
يرى من خلفه كما يرى
من امامه وكان رأى جنازة
النجاشي وصلى عليه ورأى
بيت المقدس من مكة
حين وصفه لقريش و
الكعبة حين بنى مسجده
في المدينة وكان يرى
في الثريا احد عشر كوكبا
وصرع ركانة اشد اهل
زمانه حين دعاه الى
الاسلام وصارع ابا
ركانة في الجاهلية و
عاوده ثلث مرات كل
ذلك يصرعه وكان
اسرع في المشي كانما الارض

آپ کی قوت بصر و بصیرت مین) وہب بن منبہ
کہتے ہین کہ مین نے اکہتر کتابون مین پڑھا ہے اور سب
مین یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عقل مین
سب پر ترجیح رکھتے ہین اور رائے مین سب سے افضل
تھے اور آپ ظلمت مین بھی اسطرح دیکھتے تھے جس
طرح روشنی مین دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے
روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے
جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے
بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے
اور آپ نے نجاشی کا جنازہ (حبشہ مین) دیکھ لیا تھا
اور اسپر نماز پڑھی اور آپ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ
سے دیکھ لیا تھا جبکہ قریش کے سامنے اسکا نقشہ بیان
فرمایا (یہ سب معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا) اور جب
آپ نے مدینہ منورہ مین اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی تو وقت
خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپ کو ثریا مین گیارہ ستارے
نظر آیا کرتے تھے (**وصل ششم آپ کی قوت بدنیہ**
وغیرہ مین) اور آپ کی قوت کی یہ کیفیت تھی کہ
آپ نے رکانہ کو جو اپنے اہل زمانہ مین بہت قوی مشہور
تھے کشتی مین گرا دیا جبکہ انکو اسلام کی دعوت دی
(اور انھون نے اپنے اسلام کو اسپر معلق کیا کہ مجھ کو کشتی
مین گرا دیجیے) اور قبل زمانہ اسلام کے آپ نے ابو رکانہ
کو کشتی مین گرا دیا تھا۔ وہ دوسری تیسری بار پھر آپ سے
مقابل ہوا آپ ہر بار مین اسکو پچھاڑ پچھاڑ دیتے تھے

تطوى له قال ابو هريرة
انا لنجهد انفسنا و انه
غير مكترث و كان
ضحكه متبسما و اذا التفت
التفت معا و اوتى جوامع
الكلم و جعلت له الا كل
الارض مسجدا و طهورا
و احلت له الغنائم
اعطيت له الشفاعة
الكبرى و المقام المحمود
و بعث الى الجن و الانس
و كافة المخلوقات و
علم السنة العرب
كلها اقول بل السنة
العرب كلها قالت ام
معبد رض كان حلو المنطق
فصلا لا نذر و لا
هذر كان منطقه
خرزات نظمن و
كان قليل الاكل و النوم
و كان لا يتكئ فى الاكل
و معناه عند المحققين
انه لا يعتمد على شئ

اور آپ تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی آ رہی ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ ہم بڑی کوشش کرتے تھے (کہ آپ کے ساتھ چل سکین) اور آپ کچھ اہتمام بھی نہ فرماتے تھے (پھر بھی ہم تھک جاتے تھے) اور آپ کا ہنسنا تبسم ہوتا تھا اور جب (گوشہ کی) کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے اُس طرف مُڑ کر دیکھتے (یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے) (**وصل ہفتم آپکے بعض خصائص مین**) اور آپ کو کلمات جامعہ عطا کیے گئے اور تمام زمین آپ کے لیے مسجد اور آلۂ طہارت بنائی گئی (یعنی یہ نہین کہ خاص مسجد ہی مین نماز درست ہو اور جگہ درست نہ ہو اور اسی طرح ہر جگہ کی مٹی سے بشرط پاک ہونے کے تیمم درست ہی) اور آپ کے لیے غنیمت کو حلال کیا گیا (اور پہلی شریعتون مین مال غنیمت کا کھانا حلال نہ تھا) اور آپ کے لیے شفاعت کبری اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ جن و انس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوے۔ (**وصل ہشتم آپکے کلام و طعام و منام و قعود و قیام مین**) اور عرب کی سب زبانین جانتے تھے مین کہتا ہون کہ بلکہ تمام زبانین (یہ بعض کا قول ہی) ام معبد رض کہتی ہین کہ آپ شیرین کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے (کہ ضروری بات مین بھی سکوت فرماوین) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر ضروری امور مین مشغول ہون) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے

ما نعته ولا مائلا الى شق انما
كان جلوسه للاكل جلوس
المستوفز مقعيا وكان
يقول اكل كما ياكل العبد و
اجلس كما يجلس العبد و
كان نومه على شقه الايمن
استظهارا على قلة المنام
قال انس رض اعطى قوة ثلثين
رجلا اخرجه النسائى و
روى قوة اربعين رجلا
فى الجماع وروى عنه صلى
الله عليه وسلم فضلت على
الناس باربع بالسخاء والشجاعة
وكثرة الجماع وقوة البطش
وكان ذا وجاهة قبل النبوة
وبعدها روى عن قيلة
انها لما رأته ارعدت
من الفرق فقال يا مسكينة
عليك السكينة وعن ابن
مسعود انه قام بين يديه
عقبة بن عمرو فارعد
فقال هون عليك فانى
لست بملك جبار ولقد

موتی کے دانے پرو دیے گئے ہون اور آپ کھاتے
اور سوتے بہت کم تھے۔ کھاتے ہوے سہارا لگاکر
نہین بیٹھتے تھے اور معنی اسکے اہل تحقیق کے نزدیک
یہ ہین کہ ایسی چیز کا سہارا لینے جو آپ کے نیچے ہوتی
(جیسے گدا وغیرہ) اور نہ کسی کروٹ پر داہنے یا تکیہ کے
سہارے، بوجہ دیر نشستے۔ آپ کی نشست کھانے کے
لیے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونے کے لیے کوئی تیار
ہو کر بیٹھتا ہے یعنی اکڑون بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے
کہ مین غلام کی طرح کھاتا ہون اور غلام کی طرح بیٹھتا ہون
اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا تاکہ قلت
منام مین معین ہو

وصل نہم آپ کے بعض صفات و مکارم اخلاق شجاعت وسخاوت وہیبت وجاہ و بے نفسی وایثار وغیرہ مین

حضرت انس رض فرماتے ہین کہ آپ کو تیس مردون کی
قوت دی گئی تھی روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایک
روایت مین یہ ہے کہ آپ کو ہمبستری مین چالیس مردون
کی قوت دی گئی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہے کہ مجھ کو اور لوگون پر چار چیزون مین فضیلت
دی گئی سخاوت اور شجاعت اور قوت مردی اور مقابل
پر غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد مین بھی صاحب
وجاہت تھے حضرت قیلہ سے روایت ہے کہ انھون نے
جب آپ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے کانپنے لگین
آپ نے فرمایا کہ اپنے غریب دل کو برقرار رکھ یعنی

اوتی خزائن الارض و
مفاتیح البلاد وفتح علیه
فی حیوته بلاد الحجاز و
الیمن وجمیع جزیرة العرب
وحوالی الشام والعراق و
جلبت الیه الاخماس و
الصدقات والاعشار و
اهدیت من الملوك هدایا
فصرف کلها لوجه الله
واغنی به المسلمین و
قال مایسرنی ان لی احدا
ذهبا یبیت عندی منه
دینار الا دینارا ارصده
لدینی وهذا من کمال
سخائه وجوده وعطائه
ومات ودرعه
مرهونة فی نفقة عیاله
وکان مقتصرا فی نفقته
وملبسه ومسکنه علی ما
تدعو الضرورة الیه و
کان یلبس فی الغالب
الشملة والکساء الخشن
والبردة الغلیظ ویقسم

(رت) اور حضرت ابن مسعود رضہ سے روایت ہی
کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو خوف
سے کانپنے لگے آپ نے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو
مین کوئی جابر بادشاہ نہین ہون اور آپ کو تمام خزائن
روے زمین کے اور تمام شہرون کی کنجیان (عالم
کشف مین) عطا کی گئی تھین اور آپ کی حیات مین
بلاد حجاز او یمن اور تمام جزیرہ عرب اور نواحی
شام وعراق فتح ہوگئے تھے اور آپ کے حضور مین
خمس و صدقات اور عشر حاضر کیے جاتے تھے اور
سلاطین کی طرف سے ہدایا بھی پیش ہوتے تھے-
ان سب کو آپ نے لوجہ اللہ صرف فرمایا اور مسلمانون
کو غنی کردیا اور فرمایا کہ مجھ کو یہ بات خوش نہین آتی
کہ میرے لیے کوہ احد سونا بن جاوے اور پھر رات
کو اس مین سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے
بجز ایسے دینار کے جسکو کسی واجب مطالبہ کے
لیے تھام ہون اور یہ آپ کی کمال سخاوت وجود وعطا
ہی چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپ
مقروض رہتے تھے حتیٰ کہ آپ نے جس وقت
وفات فرمائی ہی تو آپ کی زرہ اہل وعیال کے خراجات
مین رہن رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچ
اور پوشاک اور مسکن مین صرف قدر ضرورت پر اکتفا
فرماتے تھے اور غالب اوقات آپ کمل و موٹا
کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے اور بعض اوقات

على اصحابه اقبية الديباج
المنسوج بالذهب ويرفع
لمن لم يحضره عن عائشة رض
كان خلقه القران يرضى
برضاه ويسخط بسخطه
حتى قال الله تعالى انك
لعلى خلق عظيم جبله الله
تعالى فى اصل فطرته
على مكارم الاخلاق ورزانة
الطبع واعتدال المزاج
وقالت امنة بنت وهب
ان نبينا صلى الله عليه
وسلم ولد باسطا يديه
الى الارض رافعا راسه
الى السماء قال النبي صلى
الله عليه وسلم لما نشأت
بغض الى الاوثان والشعر
ولم اهم بشئ من امور
الجاهلية الا مرتين
فعصمني الله تعالى منهما
ثم لم اعد وكان اصبر
الناس على اذاهم و
احلمهم يعفو عن مسيئهم

اپنے اصحاب کو دیبائی قبائین جن مین سونے کے تار
بنے ہوئے تھے تقسیم فرماتے تھے اور جو اُن مین
موجود نہ ہوتے اُنکے لیے اُٹھا کر رکھتے اور حضرت
عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ آپ کا خلق قرآن تھا اُسکی
خوشی کی بات سے آپ خوش ہوتے تھے اور اُسکی
ناخوشی کی بات سے آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی
قرآن سے جو بات حق تعالی کے خوش یا ناخوش
ہونے کی ثابت ہوتی ہے آپ کی خوشی و ناخوشی
اُسی کے تابع تھی حتی کہ اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ
آپ خلق عظیم پر قائم ہین۔ اللہ تعالی نے آپ کو
اصل فطرت مین مکارم اخلاق اور متانت طبع اور
اعتدال مزاج پر پیدا کیا تھا۔ اور حضرت آمنہ بنت
وہب کہتی ہین کہ آپ جسوقت پیدا ہوئے تو آپ کے
دونون ہاتھ زمین کی طرف ٹیکے ہوئے تھے اور سر
آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تھے **(وصل دہم
آپ کی عصمت مین)** پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب مجھ کو ہوش آیا بتون سے اور شعر گوئی
سے مجھ کو نفرت تھی اور کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی
امر غیر مشروع کا مجھ کو خیال تک بھی نہین آیا بجز دوبار
کے اور اس سے بھی اللہ تعالی نے مجھ کو محفوظ رکھا
پھر اس (خیال) کی بھی نوبت نہین آئی **(وصل
یازدہم تتمہ وصل نہم مین)** اور آپ لوگون
کے آزار دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور

ویصل من قطعه و یعطی
من حرمه و یعفو عمن
ظلمه و کان یختار ایسر
الامرین ما لم یکن
اثما و ما انتقم رسول
الله صلی الله علیه و سلم
لنفسه حتی روی فی
سیرة ابن هشام ان
عتبة بن ابی وقاص
اخا سعد بن ابی وقاص
رمی رسول الله صلی
الله علیه و اله و سلم
یوم احد فکسر رباعیته
الیمنی السفلی و شج
وجهه فقالوا لو دعوت
علیهم فقال اللهم اهد
قومی فانهم لا یعلمون
و ما ضرب بیده شیئا
قط الا ان یجاهد فی
سبیل الله و ما ضرب
امرأة و لا خادما
و روی عن جابر ما سئل
شیئا فقال لا و لنعم ما

سب سے بڑھ کر حلیم تھے برائی کرنے والے سے
درگذر فرماتے تھے اور جو شخص آپ سے بدسلوکی
کرتا تھا آپ اُس سے سلوک کرتے تھے اور جو شخص
آپ کو نہ دیتا آپ اُسکو دیتے اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا
آپ اُس سے درگذر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤن
مین جو آسان ہوتا آپ اُسکو اختیار فرماتے بشرطیکہ
وہ گناہ نہ ہوتا اس مین اپنے متبعین کے لیے آسانی
کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہی کہ آسانی پسند طبیعت
دوسرون کے لیے بھی آسانی تجویز کرتی ہی) اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے
کبھی انتقام نہین لیا حتی کہ سیرت ابن ہشام مین
مروی ہی کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بھائی
عتبہ بن ابی وقاص نے احد کے روز آپ پر پتھر
چلایا اُس سے آپ کا دندان رباعیہ زیرین جانب
راست کا شکستہ ہوگیا (یعنی جھڑگیا اور رباعیہ کہتے
ہین سامنے کے چار دانتون کے دونون کروٹوں کی
طرف کے چار دانتون کو دو اوپر اور دو نیچے) اور
آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا۔ لوگون نے عرض کیا
کہ آپ انپر بددعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ اے میرے
اللہ میری قوم کو ہدایت کیجیے کیونکہ انکو خبر نہین اور
آپ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے
ہاتھ سے نہین مارا البتہ اللہ کی راہ مین جو جہاد کیا وہ
اور بات ہی اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔

قيل شعر

ما قال لا قط الا في تشهده
لولا التشهد كانت لاؤه نعم

وكان يحمل الكل ويكسب
المعدوم ويقري الضيف
ويعين في نوائب الحق كما
في صحيح البخاري وروى
الترمذي انه اتي اليه تسعون
الف درهم فوضعت على
حصير فما رد سائلا
حتى فرغ منها فجاءه
رجل فسأله فقال ليس
عندي شئ ولكن ابتع
علي فاذا جاءنا شيئ
قضينا فقال عمر ما كلفك
الله ما لا تقدر عليه فكره
النبي صلى الله عليه وسلم
ذلك فقال رجل من
الانصار يا رسول الله
انفق ولا تخف من ذي
العرش اقلالا فتبسم
وراى البشر في وجهه
وكان لا يدخر شيئا لغد

اور حضرت جابر رضہ سے مروی ہی کہ آپ سے کبھی کوئی
چیز نہیں مانگی گئی جسپر آپ نے انکار فرمایا ہو کسی نے
خوب کہا ہی (یہ فرزدق کا عربی شعر تھا جسکا ترجمہ فارسی
مین یہ ہی) اے حرف لا بزبان مبارکش ہرگز - مگر در
اشہد ان لا الہ الا اللہ - اور آپ درماندون کا بار اٹھا
لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دیدیتے یا دلوا دیتے
اور مہمانون کی مہمانی کرتے اور حق معاملات مین آپ
اعانت فرماتے جیسا صحیح بخاری مین ہی اور امام
ترمذی نے روایت کیا کہ آپ کے پاس ایکبار نوے
ہزار درہم آئے (نقرہ یعنی پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہی)
اور ایک بوریے پر رکھے گئے - سو آپ نے کسی سائل
سے عذر نہین کیا یہانتک کہ سب ختم کر کے فارغ ہوگئے
پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کچھ مانگا آپ نے
فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہین رہا (جو تجھ کو دیدون)
لیکن تو میرے نام سے (ضرورت کی چیز) خرید لے
جب ہمارے پاس کچھ آویگا ہم ادا کر دینگے - حضرت عمر رضہ
نے عرض کیا کہ جو چیز آپ کی قدرت مین نہ ہو حق تعالی
نے آپ کو اسکا مکلف نہین فرمایا (پھر آپ اتنی
تکلیف کیون اٹھاتے ہین) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کو یہ بات خوش نہین معلوم ہوئی پھر انصار مین سے
ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خوب خرچ کیجئے
اور مالک عرش (یعنی حق سبحانہ وتعالی) سے کمی کا
اندیشہ نہ کیجئے آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرۂ

کما رواہ انس عن ابن عباس کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلة وقال ابن عمر ما رایت اشجع ولا انجد ولا اجود ولا ارضی من رسول الله صلی الله علیه وسلم وکنا یوم بدر نلوذ بالنبی صلی الله علیه وسلم وکان الشجاع من یقرب منه اذا دنی العدو لقربه منه وعن ابی سعید الخدری کان اشد حیاء من العذراء فی خدرها وکان لطیف البشرة رقیق الظاهر لا یشافه احدا بما یکرهه وعن عائشة رض لم یکن فاحشا ولا متفحشا ولا سخابا بالاسواق ولا یجزی السیئة بالسیئة ولکن یعفو عن عبد الله بن عمرو وکان من حیاءه

مبارک پر بشاشت نمایاں ہوئی اور آپ اگلے دن کے لیئے کوئی چیز اُٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انس رض نے حضرت عباس رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر مین ہوائے باش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے

(وصل دوازدہم دوسرے بعض اخلاق جمیلہ وطرز معاشرت مین)

حضرت ابن عمر رض نے کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ (دوسرے اخلاق کے اعتبار سے) پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ مین پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو (میدان جنگ مین) آپ سے نزدیک رہتا جب آپ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس شخص کو بھی (اس صورت مین) غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا اور حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ آپ شرم وحیا مین اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ مین ہوتی ہی اور آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو برو ناگوار بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ نہ آپ بروے عادت سخت گو تھے اور نہ بتکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازارون مین خلاف وقار باتین کرنے والے تھے اور برائی کا عوض برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور

لا يثبت بصره فی وجه احد وکان يکنی عما اضطر اليه من المکروهات وعن علی کان اوسع الناس صدرا واصدقهم لهجة والينهم عريکة واکرمهم عشيرة وکان يجيب من دعاه ويقبل الهدية ولوکانت کراعا ويجيب دعوة العبد والحر والامة والمسکين ويعود المرضی فی اقصی المدينة ويقبل عذر المعتذر ويبدأ اصحابه بالمصافحة ولم ير قط مادا رجليه بين اصحابه حتی يضيق بهما علی احد ويکرم من يدخل عليه وربما بسط ثوبه ويؤثره بالوسادة ولا يقطع علی احد حديثه وکان اکثر الناس تبسما واطيبهم نفسا مالم ينزل عليه او يعظ او يخطب وکان يغدم الی فود بنفسه

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہی کہ غایت حیاء سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر نہین ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھون مین آنکھین نہین ڈالتے تھے) اور کسی نامناسب چیز کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ مین فرماتے اور حضرت علی رض سے روایت ہی کہ آپ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے بات کے سچے تھے بیعت کے نرم تھے معاشرت مین نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اُسکی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ (ہدیہ یا طعام دعوت) گاے یا بکری کا پایا ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرمالیتے اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی اگر مریض رہوتا اُس کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب مین پانوٗن پھیلائے ہوے نہین دیکھے گئے جس سے اورون پر جگہ تنگ ہوجاوے اور جو آپ کے پاس آتا اُسکی خاطر کرتے (اور بعض اوقات اپنا کپڑا اُسکے بیٹھنے کے لیے) بچھادیتے اور گدہ تکیہ خود چھوڑکر اسکو دیدیتے اور کسی شخص کی بات بیچ مین نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے مین اور خوش مزاجی مین سب سے بڑھکر تھے جب تک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ ان

حيانا كى فود النجاشى
وانه سيد ولد آدم
يوم القيمة واول من
تنشق منه عنه الارض
واول شافع ومشفع
وكان يركب الحمار و
يردف خلفه ويعود
المساكين ويجالس الفقراء
ويفلى ثوبه ويحلب
شاته ويرقع ثوبه
ويخصف نعله ويخدم
لنفسه واهله ويقم
البيت ويأكل مع الخادم
ويعجن معه ويحمل بضاعته
من السوق وكان من
امن الناس واعدل
الناس واعف الناس
واصدقهم قولا حتى
ان اباجهل بن هشام
لعنه الله مع كمال عداوته
لما ساله اخنس بن
شريق يوم بدر فقال
ابا الحكم ليس هنا غيرى

حالتون مین آپ کو ایک جوش ہوتا تھا جس مین تبسم و
خوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی تھی) اور بعض اوقات
فرستادون کی خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ
کے فرستادے آئے تھے اور آپ قیامت مین تمام
اولاد آدم کے سردار ہونگے اور سب سے اول آپ
ہی کی قبر شریف کی زمین شق ہوگی (اور آپ باہر تشریف
لاوینگے) اور سب سے اول آپ ہی شفاعت کرینگے
اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی
اور آپ (غایت تواضع سے) دراز گوش پر بھی سوار
ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھا لیتے
اور غریبون کی عیادت فرماتے تھے اور محتاجون
کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اپنے کپڑے مین (خود
جوین دیکھ لیتے (کسی خادم پر موقوف نہ رکھتے اور
یہ دیکھنا اس خیال سے تھا کہ کسی اور کی نہ چڑھ گئی
ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے اور اپنے
کپڑے مین خود پیوند لگا لیتے اور اپنی پاپوش کو خود
(وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور اپنا اور
گھر والون کا کام کر لیا کرتے اور گھر مین جھاڑو دے لیا
کرتے اور خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور
اسکے ساتھ آٹا گندھوا لیتے اپنا سودا بازار سے
خود لے آتے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے
والے اور عدل کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے
والے تھے حتی کہ ابوجہل بن ہشام باوجود اسکے

وغير لك يسمع كلامنا
تخبرني عن محمد صادق
ام كاذب فقال ابو جهل
والله ان محمدا لصادق
وما كذب محمد قط
عن خارجة بن زيد
كان النبي صلى الله عليه
وسلم اوقر الناس
في مجلسه وعن ابي سعيد
اذا جلس في المجلس
احتبى بيديه وكان اكثر
جلوسه محتبيا وعن
جابر بن سمرة انه
تربع وربما جلس
القرفصاء وكان اذا
مشى مشى مجتمعا يعرف
في مشيه انه غير
عرض ولا وكل اي
غير ضجر ولا كسلان
عن جابر بن عبد الله
كان في كلامه ترتيل
او ترسيل عن عائشة
كان يحدث حديثا [قلد راوی ١٢]

کہ آپ کا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے
بدر کے روز جب اُس سے پوچھا کہ اے ابو الحکم یہاں
تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود نہیں جو ہماری
بات کو سن لیگا تو مجھکو یہ بتلا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
سچے ہیں یا جھوٹے ہیں ابو جہل نے کہا کہ واللہ محمد
سچے ہیں اور محمد نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں (ولیکن
ہیر ذ ہم محمد صلی مشتم ہین) حضرت خارجہ بن
زید سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس
مین سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت
ابو سعید سے روایت ہی کہ جب مجلس مین بیٹھتے تو
دونون پانوٗن کھڑے کرکے ملاکر اُنکے گرد ہاتھون کا
حلقہ بناکر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپ کی
اسی ہیئت سے ہوتی (اسکو احتبا کہتے ہین اور یہ تواضع
اور سادگی کی وضع ہی) حضرت جابر بن سمرہ سے روایت
ہی کہ آپ چارزانو بھی بیٹھتے ہین اور بعض وقات اکڑو
یعنی گھٹنوں مین ہاتھ دیکر بیٹھ جاتے اور جب آپ چلتے
تو جمعیت خاطر (یعنی طمانینت کے ساتھ چلتے آپکی
چال سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ نہ آپ کے دل مین
تنگی ہی کہ گھبرائے ہوئے چلین) اور نہ طبیعت مین
سستی ہی کہ پانوٗن نہ اُٹھتا ہو غرض نہ بہت تیز
چلتے تھے نہ سست رفتار تھے) حضرت جابر بن

لہ فسر فی القاموس القرفصاء بہذا و بالاحتباء و اخترت الاول لقرینۃ مقابلۃ الاحتباء ١٢ منہ

لو عده العاد لاحصاه
و يحب الطيب و الرائحة
الحسنة و يستعملها كثيرا
و يحض عليها و لا ينفخ
في طعام و لا في شراب
و يحب انقاء البراجم
و الرواجب عن
عائشة قالت ما شبع
رسول الله صلى الله
عليه و سلم ثلثة ايام
تباعا من خبز حتى
مضى لسبيله عن
حفصة رض كان فراشه
مسحا و كان ينام احيانا
على سرير مرمول
بشريط حتى يؤثر في
جنبه عن عائشة رض
لم يمتلئ جوف النبي
شبعا قط و لم يبث
الشكوى الى احد
و كانت الفاقة احب
اليه من الغنى و كان
يظل جائعا يلتوي

عبداللہ رض سے روایت ہی کہ آپ کے کلمات مین
نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہ رض سے
روایت ہی کہ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی
شمار کرنے والا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار
کرسکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت
پسند فرماتے اور کثرت سے اُسکا استعمال فرماتے
اور دوسرون کو بھی اُسکی ترغیب دیتے اور کھانے
پینے کی چیزون مین پھونک نہین مارتے تھے اور
اُنگلیون اور ہڈیون کے جوڑون کے صاف
رکھنے کو پسند فرماتے (کیونکہ یہ مواقع میل جمع ہونے
کے ہین) اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر تین روز
بھی روٹی سے پیٹ نہین بھرا یہانتک کہ آخرت کو
روانہ ہوگئے اور حضرت حفصہ رض سے روایت ہی
کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی کبھی آپ چارپائی
پر آرام فرماتے جو کھجورون کے باندھ سے بنی ہوتی
حتی کہ آپ کے پہلوے مبارک مین اُسکا نشان
پڑجاتا (**وصل چہار دہم آپکے تنگی معیشت
کو اختیار کرنے مین**) اور حضرت عائشہ رض سے
روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم کبھی پیٹ
بھرائی غذا سے پر نہین ہوا اور کسی سے شکوہ کا
اظہار نہین کیا اور فاقہ آپ کو بہ نسبت تونگری کے
زیادہ محبوب تھا اور دن دن بھر بھوکے گذار دیتے

طول لیلته من الجوع و لو شاء
سال ربه جمیع کنوز الارض
و ثمارها و رغد عیشها
و لکنه یقول مالی و للدنیا
اخوانی من اولی العزم من
الرسل صبروا علی ما هو
اشد من هذا فمضوا علی
حالهم و کان شدید الرهبة
فی ذات الله حتی قال لوددت
انی شجرة تعضد و کان
یصلی حتی یتورم قدماه
فقال ربه تعالی و تقدس
رحمة له طه ما انزلنا
علیک القرآن لتشقی ای
لتتعب نفسك و کان یصلی
و لجوفه ازیز کازیز المرجل
کذا رواه عبد الله بن
الشخیر و کان متواصل الاحزان
لیس له راحة و یستغفر
الله تعالی فی الیوم سبعین
مرة او مائة مرة اقول
کان تعلیما للامة او لطلب
مغفرة لامته او لانه کان

اور رات رات بھر بھوک سے کروٹین بدلتے رہتے
اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے تمام روے
زمین کے خزانے اور اسکی پیداوار اور اسکی فراخ
عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ یہی فرمایا کرتے
تھے کہ مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ میرے اولو العزم
پیغمبر بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر
کیا اور اپنی اسی حالت پر گزر گئے (فصل پانزدہم
آپ کی خشیت و مجاہدہ مین) اور آپ اللہ تعالی
سے بہت ڈرتے تھے یہانتک کہ آپ نے فرمایا کہ
کاش مین ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا اور
آپ اسقدر (نفل) نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک
ورم کرجاتے اسپر حق تعالی و تقدس نے براہ ترحم
فرمایا طہ الخ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لیے
نازل نہین فرمایا کہ آپ مشقت مین پڑین اور آپ
نماز پڑھتے اور آپکے سینہ مین ہنڈیا کا سا جوش
مسموع ہوتا تھا اسی طرح عبد اللہ بن شخیر نے روایت
کیا ہے اور آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپکو
چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) ۔ ور دن
بھر مین ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے مین کہتا
ہون کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لیے تھا یا خود امت

سلہ راجح یہی ہے کہ یہ قول ابوذر رض کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین ہے
مگر مدعا کچھ اسی روایت پر موقوف نہین دوسری احادیث مین نص ہے
انی اخشاکم للہ و اتقاکم للہ و نحو ذلک ۱۲ منہ

خائضا فی بحر القرب و
العرفان و کان یترقی فی ساعة
فساعة لانه لاتکرار للتجلی
و التجلی علی حسب استعداد
المتجلی له و استعداده صلی
الله علیه و سلم کان متزائدا
انا فانا فاذا رای المرتبة
اللاحقة عالیا یعد نفسه فی
التقصیر فی المرتبة السابقة
الم تسمع ان حسنات الابرار
سیئات المقربین و روی
الترمذی عن قتادة عن
انس ان الله تعالی ما بعث
نبیا الا حسن الصوت حسن
الوجه و کان نبیکم احسنهم
وجها و احسنهم صوتا
اقول و ما عدم تعشق
العوام علیه کما کان علی
یوسف علیه السلام فلغیرة
الله تعالی حتی لم یظهر جماله
کما هو علی غیره کما انه
لم یظهر جمال یوسف کما
هو الا علی یعقوب او زلیخا

کے لیے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ
آپ دریاے قرب وعرفان مین مستغرق تھے اور
آناً فاناً ترقی فرماتے رہتے تھے کیونکہ تجلیات متجدد
ہوتی رہتی ہین اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے
ہوتی ہی اور آپ کی استعداد برابر متزائد ہوتی جاتی
تھی (اسلیے تجلیات بھی لاتقف عند حد فائض ہوتی
تھین) پس جب مرتبہ مابعد کو عالی دیکھتے تھے
تو اپنے کو مرتبہ ماقبل کے اعتبار سے تقصیر کیطرف
منسوب فرماتے تھے کیا تم نے سنا نہین کہ نیکون
کے حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہین (وصل
نشانزدہم آپ کے حسن وجمال ہین) اور ترمذی
نے قتادہ سے انھون نے حضرت انس رض سے
روایت کیا ہی کہ اللہ تعالی نے کسی نبی کو مبعوث
نہین فرمایا جو خوش آواز اور خوشرو نہ ہوا اور تمھارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صورت شکل مین بھی اور آواز
مین ان سب سے احسن تھے مین کہتا ہون کہ (باوجود
ایسے حسن وجمال کے) عام لوگون کا آپ پر اس
طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ الصلوة
والسلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بہ سبب غیرت
الہی کے ہی کہ آپ کا جمال جیسا تھا غیرون پر ظاہر
نہین کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا
جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ
السلام یا زلیخا کے اورون پر ظاہر نہین کیا (وصل

وكان صلى الله عليه وسلم حليما ولم يكن سبابا ولا فحاشا ولا لعانا وكان يركب الحمار في سير قريب والراحلة في بعيد والبغلة في معارك الحرب والخيل لاجابة الصارخ وكان يبسط وجهه للكافر والعدو رجاء ايتلافه ويصبر للجاهل ويتودد في منزله مهنة اهله ويتسمت في ملائه حتى لا يبدو منه شئ من اطرافه وقد وسع الناس بشره وعدله ولا يستفزه الغضب ولا يبطن على جلسائه ولم يكن له صلى الله عليه وسلم خائنة الاعين فكيف بخائنة القلب وكان حبيبنا صلى الله عليه وسلم معصوما في احواله

ہفدہم آپ کے رفق و تواضع و پاکیزگی طبیعت میں) اور آپ نہایت حلیم تھے اور نہ کسی کو دشنام دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کی بدعادت تھے اور نزدیک جگہ جانے میں درازگوش پر سوار ہوتے تھے اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکۂ حرب میں خچر پر اور کسی مدد چاہنے والے کی پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تاکہ جلدی پہونچ جاوین اور معرکہ میں کمال ہی ثابت قدم رہنا اسلیے گھوڑے کی ضرورت نہ تھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ وہ بھاگنے مین کم ہو یعنی خچر اور باقی معمولی حالات مین تواضع کی صورت اختیار فرمائی یعنی درازگوش کی سواری اور سفر دراز مین جفاکش جانور کی ضرورت تھی اور وہ شتر ہی ہے) اور آپ کافر اور دشمن سے بھی اسکی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے اور جاہل کی بے تمیزی کی بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھر مین آکر گھر والون کے کامون کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے مین بہت اہتمام فرماتے کہ اس مین سے ہاتھ پانوُن کچھ ظاہر نہو (غالبًا بیٹھنے کی حالت مین ایسا ہوتا ہوگا) اور آپکی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہین کرتا تھا اور اپنے جلیسون سے کوئی بات (خلاف ظاہر) دل مین نہ رکھتے تھے اور آنکھون کی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ مین نہ تھی تو قلب

و اقواله و افعاله عن
الكبائر و الصغائر عند
المحققين و لا يصح منه
خلف و اضطراب لا في
عمد و لا في سهو و لا صحة
و لا مرض و لا جد و لا
مزح و لا رضى و لا
غضب و كان لحبيبنا صلى
الله عليه و سلم يوم
قدم مكة اربع غدائر
رواه ام هاني فكان
يسدل شعره اولا ثم
فرق راسه و في
رواية كان يترجل
غبا و سئل انس عن
خضاب النبي صلى
الله عليه و سلم فقال
لم يبلغ ذلك انما
كان شيبا في صدغيه
و لكن ابو بكر خضب
بالحناء و الكتم و في
رواية كان شيبه
احمر و قال عبد الله

کی خیانت کا تو کیا احتمال ہی اور آپ تمام احوال و
اقوال و افعال مین کبائر سے اور محققین کے نزدیک
صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم
کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی
نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت مین نہ مرض مین نہ وقعی
مراد لینے مین نہ خوش طبعی مین نہ خوشی مین نہ غضب
مین

وصل ہشدہم آپ کے اعتدال تزئین مین

اور آپ جس روز مکہ معظمہ مین تشریف لائے
ہین (یعنی یوم فتح مکہ مین) اُس روز آپ کے سر کے
بال چار حصے ہو رہے تھے روایت کیا اسکو ام ہانی
نے اور آپ شروع مین اپنے بالون کو بے مانگ
نکالے جمع کر لیا کرتے تھے پھر آپ مانگ نکالنے
لگے تھے اور ایک روایت مین ہی کہ آپ ایک وقت
ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے اور حضرت انس رض سے
آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا انھون نے
کہا کہ آپ حد خضاب تک ہی نہ پہونچے تھے (یعنی
آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوے تھے) بس تھوڑی
سی سفیدی دونون کنپٹیون[له] مین ہوئی تھی لیکن حضرت
ابو بکر رض نے مہندی اور نیل کا خضاب کیا ہی (یعنی
ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہ ہون) اور ایک روایت
مین ہی کہ آپ کے بالون کا پکنا سرخ رنگ کا تھا
(یعنی سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے سفید نہ ہوے تھے)

له یعنی ہر دو جانب راس ۱۲ منہ

بن عقيل رأيت شعر
رسول الله عند انس
بن مالك مخضوبا عن
ابن عباس كان يكتحل
قبل ان ينام ثلاثا
في كل عين وكان يحب
الثوب الابيض والقميص
وكمه الى الرسغ و
كان يحب الحبر وكان
يلبس مرط شعر
اسود وقد لبس جبة
رومية ضيقة الكمين
ولبس خفين اسودين
ساذجين ومسح عليهما
وكان في نعليه قبالان
مثنى شراكهما وكان
يلبس النعال السبتية
التي ليس فيها شعر و
يتوضأ فيها رواه ابن
عمر رض وكان يصلي في
نعلين مخصوفتين و
اتخذ خاتما من فضة
وكان يختم به ولا

اور عبداللہ بن عقیل کہتے ہین کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا موے مبارک حضرت انس رض کے
پاس خضاب کیا ہوا دیکھا محققین کے نزدیک ان
روایات مین تطبیق یہ ہو کہ آپکے بال پکنے تو لگے
تھے مگر بہت کم پکے تھے سو بعضے سرخ ہونگے اور بعضے
سفید لیکن آپ نے قصداً انکو خضاب نہین لگایا
لیکن آپ کی عادت اکثر اوجاع وغیرہ مین مہندی
رکھ لینے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا اس سے وہ سفید
بال رنگین ہوگئے اب سب روایات جمع ہوگئین واللہ
اعلم اور حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ
آپ سونے کے قبل ہر آنکھ مین تین تین سلائی سرمہ کی
ڈالتے تھے اور آپ سفید کپڑے کو اور کرتہ کو پسند
کرتے تھے اور آپ کی آستین گٹہ تک ہوتی تھی اور
آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے اور (کبھی) بالون
کی سیاہ چادر (بھی) پہنتے تھے اور (ایکبار) رومی جبہ
تنگ آستین کا (بھی) پہنا ہو (اس سے تشبہ ممنوع لازم
نہین آتا کیونکہ یہ ثابت نہین کہ وہ لباس اہل روم کا
خاص تھا رومی ہونا باعتبار ساخت کے ہو) اور
آپ نے سیاہ سادہ چرمی موزے (بھی) پہنے ہین اور
انپر (وضو مین) مسح فرمایا ہو اور آپکے نعلین شریفین
مین انگلیون مین پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھی
اور سبابہ کے درمیان مین اور ایک وسطی اور اس کے
پاس والی کے درمیان مین) اور پشت پر کا تسمہ بھی

يلبسه كما رواه ابن
عمر رض وقال انس كان
فصه حبشيا وقد
ذكر في شروح البخاري
انه كان حجرا من بلاد
الحبشة او على لون
الحبشة وكان جزعا او
عقيقا وروي عنه ايضا
ان خاتم رسول الله صلى
كان من فضة وفصه
منه وفي رواية منه
كاني انظر الى بياضه
في كفه اقول اختلاف
الروايات بحسب
اختلاف الحالات
فتدرب ودع الخلاف
وكان نقشه محمد
رسول الله محمد سطر
ورسول سطر والله
سطر رواه انس رض
واذا دخل الخلاء نزع
خاتمه وكان يلبسه في
يمينه صحيح البخاري

دوہرا تھا اور آپ بالون سے صاف کیے ہوے
چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کرکے اُن مین
پانون بھی رکھ لیتے - روایت کیا اسکو حضرت ابن
عمر رض نے اور آپ (گاہ گاہ) گتھے ہوے نعلین مین
نماز (بھی) پڑھ لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے
اور اُسوقت عرف مین یہ خلاف ادب نہ ہوگا) اور
آپ نے چاندی کی انگشتری بنوائی تھی اور اُس سے
مہر لگاتے تھے اور التزام و دوام کے ساتھ پہنتے
نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عمر رض نے روایت کیا ہی
اور حضرت انس رض نے کہا ہی کہ اُسکا نگین حبشہ کا تھا
شروح بخاری مین مذکور ہی کہ ملک حبشہ کا ایک پتھر
تھا یا اُسکا رنگ حبشیون کا سا (یعنی سیاہ) تھا اور
وہ مہرہ یمانی یا عقیق تھا اور اُن سے یہ بھی روایت ہی
کہ آپ کی انگشتری چاندی کی تھی اور اُسکا نگین اُسی کا
تھا میرے نزدیک نگین سے مراد خانۂ نگین ہی یعنی
نگین رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز سونے وغیرہ کا نہ تھا
جیسا بعضے بنوا لیتے ہین) اور انھین سے ایک روایت
مین ہی گویا اُسکی سفیدی (اور چمک) آپ کے ہاتھ مین
اسوقت میری نظر مین ہی مین کہتا ہون کہ ان روایات
کا اختلاف باعتبار اختلاف حالات کے ہی خوب بصیرت
حاصل کرلو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اُس انگشتری پر یہ
منقوش تھا محمد رسول اللہ اس طرح سے کہ محمد ایک سطر
اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر روایت کیا اسکو

عن عبد الله بن جعفرؓ و قال انسؓ وجابرؓ و ابن عباسؓ كان يتختم في يمينه و كان سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم حنفيا و قبيعته فضه و لبس درعين يوم احد و مغفرا يوم فتح مكة و كان اذا اعتم سدل عمامته بين كتفيه و ثبت في كتب السير بروايات صحيحة انه كان صلى الله عليه وسلم يرخي علاقته احيانا بين كتفيه و احيانا يلبس العمامة بغير علاقة و روى عن ابن عباسؓ انه كان يلبس القلانس تحت العمامة و يلبس العمامة بغير القلانس و كان له عمامة سوداء و كان يأتزر الى انصاف ساقيه و

حضرت انسؓ نے اور جب آپ بیت الخلا مین جاتے تو انگشتری نکال دیتے اور اسکو جب پہنتے تو داہنے ہاتھ مین پہنتے امام بخاری رحمہ نے اپنی صحیح مین اسکو حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ سے نقل کیا ہی اور حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہی کہ آپ داہنے ہاتھ مین انگشتری پہنتے تھے اور آپ کی تلوار قبیلہ بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اسکی موٹھ کی گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے مین جس جگہ پر ہاتھ رہتا ہی اسکے سرے پر جو روک ہوتی ہی وہ) چاندی کی تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے جدا رہتی ہی اسلیے چاندی کی درست ہی) اور جنگ احد مین آپ دو زرہین اور فتح مکہ کے روز آپ خود (یعنی آہنی کلاہ) پہنے ہوے تھے اور آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو اسکو دونون شانون کے درمیان مین چھوڑ لیتے تھے اور کتب سیر مین بروایات صحیحہ ثابت ہی کہ آپ کبھی شملہ دونون شانون کے درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ کے اور کبھی عمامہ بدون[1] کلاہ کے پہن لیتے اور آپ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف ساق تک لنگی باندھتے تھے اور

[1] اور چونکہ ایک روایت مین اسکی ممانعت آئی ہی اسلیے اسکو کسی خاص حالت عذر وغیرہ پر محمول کیا جاویگا ۱۲ منہ

رخص الى اسفل ولكن
قال لاحق للازار في
الكعبين واذا جلس
احتبى بيده واستلقى
في المسجد واضعا احدى
رجليه على الاخرى
عن جابر بن سمرة رض
رأيته متكئا على
وسادة على يساره و
رأه انس وعليه ثوب
قطرى قد توشح به
فصلى بهم وعنه اذا
اكل طعاما لعق اصابعه
الثلث عن ابي جحيفة
انه م قال اما انا فلا
اكل متكئا وكان يأكل
باصابعه الثلث ويلعقهن
وكان اكثر خبزه خبز
الشعير وما اكل على
خوان قط ولا سكرجة
بل على السفر ولا
خبز له مرقق وعن
عائشة رض كان يحب الخل و

اجازت اس سے نیچے بھی دی ہی مگر یہ فرما دیا ہی کہ
ازار کا ٹخنون مین کچھ حق نہین (یعنی ٹخنے سے نہ لگنا
چاہیے) اور آپ جب بیٹھتے تھے تو زانو کے گرد
ہاتھون کا حلقہ بنا لیتے اور آپ مسجد مین ایک پانون
دوسرے پانون پر رکھ کر چیت لیٹے ہین حضرت جابر
بن سمرہ رض سے روایت ہی کہ مین نے آپکو بائین
کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوے بیٹھا دیکھا
ہی اور حضرت انس رض نے آپ کو اس حالت مین
دیکھا کہ آپ پر ایک کپڑا قطری تھا کہ اسکو بغل کے
نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لوگون
کو (اسی طرح) نماز پڑھائی (قطر ایک قریہ ہی بحرین
کے علاقہ مین وہان سے چادرین آتی ہین کپڑا انکا
موٹا ہوتا ہی) **(وصل نوزدہم تمہ وصل ہشتم
وسیزدہم مین)** اور انھین سے روایت ہی کہ جب
آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینون انگلیون کو
چاٹ لیتے تھے ابو جحیفہ رض سے روایت ہی کہ آپ نے
فرمایا کہ مین تو تکیہ لگا کر نہین کھاتا اور آپ تین انگلیون
سے کھاتے تھے اور انکو (کھانے کے بعد) چاٹ
لیتے تھے اور اکثر آپ کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی
اور آپ نے چوکی (میز) پر کبھی کھانا نہین کھایا
اور نہ کبھی تشتری مین کھایا بلکہ دسترخوان پر کھاتے
تھے اور کبھی آپ کے لیے چپاتی نہین پکائی گئی
حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ آپ سرکہ کو ادام

الزيت والحلواء والعسل و
الدباء واكل لحم الدجاج و
الحبارى والشاة والابل والبقر
ويحب الثريد وياكل الفلفل
والتوابل واكل البسر والرطب
والتمر والسلق والحيس وكان
يعجبه الثفل يعني ما بقي من الطعام
وقال بركة الطعام الوضوء قبله
والوضوء بعده اي غسل الايدي
اطلاقا للكل على الجزء كذا قالوا
وكان ياكل القثاء بالرطب كما
رواه عبد الله بن جعفر وروت
عائشة انه كان ياكل البطيخ
بالرطب ويقول يكسر حر
هذا ببرد هذا وكان احب
الشراب اليه الحلو البارد
ويشرب النبيذ واللبن والماء
في قدح كان له صلى الله عليه
وسلم من خشب غليظا مضببا
بحديد وقال ليس شئ
يجزي مكان الطعام والشراب
غير اللبن وقال ابن عباس رض
شرب ماء زمزم قائما و

روغن زیتون کو اور شیرین چیز کو اور شہد کو اور کدو کو
پسند کرتے تھے اور آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا
اور بکری کا اور اونٹ کا اور گائے کا گوشت کھایا ہی
اور آپ ثرید کو (یعنی شوربے مین توڑی ہوئی روٹی
کو) پسند کرتے تھے اور آپ فلفل و مصالح بھی
کھاتے تھے اور آپ نے خرماے نیم پختہ تازہ اور
خرماے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور
گھی اور پنیر کا مالیدہ) بھی کھایا ہی اور آپ کو کھرچن
خوش معلوم ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا ہی کہ برکت
طعام کی اس مین ہی کہ کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے
اور کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ ککڑی
خرما کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبد اللہ بن جعفر رض
نے روایت کیا ہی اور حضرت عائشہ رض نے روایت
کیا ہی کہ آپ تربوز خرما کے ساتھ کھاتے اور فرماتے
کہ اسکی گرمی کا اسکی سردی سے تدارک ہو جاتا ہی
اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیرین ہو سرد ہو اور
آپ خرما تر کرکے اسکا زلال اور دودھ اور پانی
سب ایک ہی پیالہ مین پیا کرتے تھے جو لکڑی کا
موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس مین لوہے کے پترے
لگے تھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا
کوئی ایسی چیز نہین جو کھانے اور پینے دونون کا
کام دے سکے اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا ہی
کہ آپ نے زمزم کا پانی کھڑے ہوکر نوش فرمایا اور

روى عمرو بن شعيب عن
ابيه عن جده قال رأيت
النبي صلى الله عليه وسلم
قائما وقاعدا واذا شرب
تنفس مرتين وزاد البخاري
او ثلاثا وكان اذا اخذ
مضجعه وضع كفه اليمنى
تحت خده الايمن رواه
براء ابن عازب واذا نام
نفخ رواه ابن عباس رض وعن
عائشة رض كان فراش رسول
الله صلى الله عليه وسلم
الذي ينام عليه من ادم
حشوه ليف وقالت حفصة
كان فراشه مسحا نثنيه
ثنتين فينام عليه وعن
انس كان يعود المريض
ويشهد الجنازة ويركب
الحمار ويجيب دعوة العبد
وكان يوم بني قريظة
على حمار مخطوم بحبل من
ليف عليه اكاف من ليف
وفي رواية عنه كان يقعد

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور اُنھون نے
اپنے جد سے روایت کیا ہی کہ مین نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونون طرح پانی پیتے
ہوے دیکھا ہی اور جب آپ پانی پیتے تھے تو
(درمیان مین) دو بار سانس لیتے تھے اور امام
بخاری رح نے اسی روایت مین اتنا اور زیادہ
کیا ہی کہ یا تین بار سانس لیتے تھے اور آپ جب
اپنی خوابگاہ پر جاتے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے
رخسارہ کے نیچے رکھتے روایت کیا اسکو براء
بن عازب نے اور جب آپ سوتے تو آواز سے
سوتے روایت کیا ابن عباس رض نے اور حضرت
عائشہ رض سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کا بستر جسپر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اُسکے
اندر پوست خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہ رض نے
کہا ہی کہ آپ کا بستر ایک کمل تھا ہم اُسکو دوہرا
کر دیا کرتے اور آپ اُسپر سویا کرتے اور حضرت انس رض
سے روایت ہی کہ آپ مریضون کی عیادت فرماتے
تھے اور جنازہ مین شریک ہوتے تھے اور دراز
گوش پر سوار ہوتے تھے اور غلام تک کی دعوت
قبول کر لیتے تھے اور غزوہ بنی قریظہ مین آپ ایک
دراز گوش پر سوار تھے جسکا لگام پوست خرما کی رسی کا
تھا اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اُسکا پالان تھا اور
اُن سے ایک روایت ہی کہ آپ زمین پر بیٹھ جایا

على الارض ويحلب شاته
ويقول لو دعيت الى
ذراع لاجبت وحج رسول
الله صلى الله عليه وسلم
على رجل رث وعليه
قطيفة لا تساوي اربعة
دراهم فقال اللهم اجعله
حجا لا رياء فيه ولا سمعة
عن عائشة رض وكان يقبل
الهدية ويثيب عليها
قال النبي صلى الله عليه
وسلم لقد اتت على
ثلاثون من بين ليلة و
يوم ومالي طعام ياكله
ذو كبد الا شئ يواريه
ابط بلال رواه انس رض
قال لم يجتمع عنده غداء
ولا عشاء من خبز ولحم الا
على ضفف وعنه قال اخر
نظرة نظرتها الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم حال كشف
الستارة يوم الاثنين فنظرت
الى وجهه كانه ورقة مصحف

کرتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیا کرتے
اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر بکری کا دست کھلانے
کے لیئے میری دعوت کی جاوے تو منظور کرلون اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پُرانے
پالان پر حج کیا ہی اور اُس پالان پر ایک کملی تھی
جو چار درم (یا ایک روپیہ) کی بھی نہ تھی اسپر یہ دعا
کرتے تھے اے اللہ اسکو ایسا حج (بغیر ریا) بنا دیجیے
جسمین نہ ریا ہو اور قصد شہرت نہ ہو اور حضرت
عائشہ رض سے روایت ہی کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے
اور اُسپر عوض بھی دیتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ مجھپر (ایکبار) تیس رات دن اس حالت
مین گذرے ہین کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز
نہ تھی جسکو کوئی جاندار کھا سکے بجز اتنی مقدار قلیل کے
جو بلال کی بغل مین آجاتا تھا روایت کیا اسکو حضرت
انس رض نے اور حضرت انس رض نے یہ بھی کہا کہ
آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے صبح کا
یا شام کا کھانا جمع نہین ہوا بجز اسکے کہ کھانے
سے کھانے والے ہی زیادہ ہوے (وصل بستم
آپ کی وفات شریف مین) اور حضرت انس رض
ہی سے روایت ہی کہ آخری زیارت جو مجھکو حضور
صلعم کی ہوئی وہ اسطرح کہ اپنے مرض وفات مین دوشنبہ
کے دن پردہ اٹھا کر دیکھا اسوقت مین نے آپکا چہرہ
مبارک دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق دپاک صاف

وان ابا بكر قبل النبي بعد
ما مات فوضع فمه بين عينيه
و وضع يديه على ساعديه
و قال وانبياه واصفياه
واخليلاه وروى سفيان
بن عيينة عن جعفر بن
محمد عن ابيه قبض
رسول الله صلى الله عليه
و سلم يوم الاثنين
فمكث ذلك اليوم وليلة
الثلاثاء و يوم الثلاثاء
و دفن من الليل يسمع
صوت المساحي من اخر
الليل وقال عبد الرحمن
بن عوف يوم الاثنين
و دفن يوم الثلاثاء
قال ابو عيسى الترمذي
هذا حديث غريب اقول
الصحيح انه دفن ليلة الاربعاء
و قال صلى الله عليه وسلم
تنام عيني ولا ينام قلبي و
اني ابيت يطعمني ربي و
يسقيني واني لا انسى ولكن انسى

ہوتا ہی اور حضرت ابوبکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا اپنا منھ تو
آپ کی دونون آنکھون کے درمیان رکھا اور ہاتھون
کو آپ کی کلائیون پر رکھا اور یہ الفاظ کہے ہائے
نبی ہائے صفی ہائے خلیل اور سفیان بن عیینہ جعفر بن
محمد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے
روز وفات فرمائی سو اُس دن اور سہ شنبہ کی شب
اور سہ شنبہ کے دن آپ کے دفن مین (بوجہ غلبۂ
غم و حیرت اور بعضے امور و انتظام اجتماع مسلمین)
توقف ہوا پھر شب کو آپ دفن کیے گئے کہ آخر
شب مین پھاؤڑون کی آواز زمین کھودنے کی
حالت مین سنی جاتی تھی اور عبد الرحمن بن عوف
نے کہا ہی کہ دوشنبہ کو وفات ہوئی اور شب
سہ شنبہ مین دفن کیے گئے ابو عیسی ترمذی نے
اس روایت کو غریب (یعنی متفرد) کہا ہی مین کہتا
ہون کہ صحیح یہی ہی کہ آپ شب چارشنبہ مین دفن
ہوئے (وصل بست و یکم تتمہ وصل ہفتم
مین) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہی کہ میری آنکھین سوجاتی ہین اور میرا دل نہین
سوتا اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مین شب اس حالت مین
بسر کرتا ہون کہ میرا رب مجھ کو کھلا پلا دیتا ہی اور
یہ بھی فرمایا ہی کہ مجھ کو نسیان نہین ہوتا لیکن نسیان

وانی اری من خلفی کما
اری من امامی وانه
کان یقظان القلب دائما
وفوت الفجر لیلة
التعریس لحکمة الهیة
اقتضت اظهار حکم
القضاء علی امته قال صلی
الله علیه وسلم انی
لا مزح ولا اقول الا حقا
فکان یمازح المؤمنین
احیانا لتطییب قلوبهم
کقوله لاحملنك علی
ابن الناقة لاعرابی و
لا یدخل الجنة عجوز
لامرأة وکان حبیبنا
صلی الله علیه وسلم
افضل الانبیاء وختم
المرسلین ومنتهی
النبیین وعیسی علیه
السلام یقتدی به
فی الاحکام وانه صلی
الله علیه وسلم قاسی
من الشدائد ما یقاسیه

کرادیا جاتا ہی تاکہ اسکے متعلق احکام سنت قرار
پاویں اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مین اپنے پیچھے سے بھی
ایسا ہی دیکھتا ہون جیسا اپنے آگے سے دیکھتا
ہون اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور
(باوجود اس بیدار دلی کے) آپ کی نماز فجر کا قضا
ہو جانا ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو اس
امر کو مقتضی ہوئی کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہو جائے

(وصل بست ودوم آپ کے مزاح مین)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مین خوش طبعی تو کرتا ہون
مگر (اس مین بھی) بات سچ ہی کہتا ہون سو آپ
مومنین سے انکا دل خوش کرنے کے لیئے کبھی کبھی
خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے جیسے آپ نے ایک
اعرابی سے (جسنے سواری کے لیے جانور مانگا تھا)
فرمایا تھا کہ مین تجھکو اونٹنی کے بچہ پر سوار کرونگا
(وہ یہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو بچہ ہی اسپر سوار کرنا مراد
ہی اسی لیے کہا کہ مین بچہ کو کیا کرونگا آپ کے جواب
سے معلوم ہو گیا کہ باعتبار معنی کے جو بچہ تھا وہ مراد
ہی) اور جیسے آپ نے ایک (بڑھیا) عورت سے
فرمایا تھا کہ جنت مین کوئی بڑھیا نہ جائیگی (اور وہ
جب گھبرائی تب آپ کے جواب سے ظاہر ہو گیا
کہ مطلب یہ ہی کہ جانے کے وقت کوئی بڑھیا نہ رہیگی
سب جوان ہونگی) **(وصل بست وسوم تتمہ
وصل ہفتم وبست ودوم مین)** اور آپ

الانسان لتضاعف ثوابه
وتصاعد درجاته
بمرض واشتكى واصابه
الحر والقر وادركه
الجوع والعطش ولحقه
الغضب والضجر وناله
الاعياء والتعب و
الضعف والكبر وسقط
فجحش وشجه الكفار
يوم احد وادموا قدميه
في الطائف وسقي السم
وسحر وتداوى واحتجم
وتنشر وتعوذ وقضى
نحبه ولحق بالرفيق الاعلى
وتخلص من دار الامتحان
والبلوى ولقد عصمه
الله تعالى عن الاعداء في
مواطن كثيرة حتى عن
بدر بن قمئة يوم احد
حين رمى بحجر فشج
وجنته ودخلت
حلقتان من المغفر
فيها واخذ على ابصار

افضل الانبیا اور خاتم المرسلین او منتہی النبیین تھے
اور حضرت عیسی علیہ السلام احکام شرعیہ مین آپکا
اقتدا کرینگے **(وصل بست وچہارم آپکے
بعض عوارض بشریت کے ظہور اور انکی
حکمت مین)** اور آپ کو بھی مثل دوسرے
انسانون کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہی تاکہ
آپ کا ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند ہون
پس آپ کو مرض بھی ہوا درد وغیرہ کی شکایت
بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوا
اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو موقع پر غصہ
اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی اور خستگی
بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور
سواری پر سے گرکر آپ کے خراش بھی ہوگیا اور
جنگ احد کے دن کفار کے ہاتھ سے آپ کے
چہرہ اور سر مین زخم بھی ہوا اور کفار طائف نے
آپ کے قدم مبارک خون آلود بھی کیا اور آپ کو
زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا اور
آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی لگوائے جھاڑ پھونک
کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کرکے عالم بالا
مین ملحق ہوگئے اور اس دار الامتحان والبلا سے
آزاد ہوگئے اور آپ کو اللہ تعالی نے بہت سے
مواقع مین دشمنون کے قتل وہلاک کی تدبیر کرنے
سے محفوظ رکھا حتی کہ یوم احد مین جب بدر بن قمئہ نے

وقریش عند خروجه
الی الثور وامسك عنه
سیف غورث وجحر
ابی جهل وفرس
سراقة بن مالك
وسحر لبید بن اعصم
وسم یهودیة وفی
العصمة والاذیة
اظهار لشرفه وایصال
ثوابه وکیلا یضل
فیه الناس باظهار
العجائب والمعجزات
کما ضلوا فی عیسی و
عزیر علیهما السلام
ولیکون تسلیة لامته
فی المصائب وهذه
الطواری انما کانت
علی جسده المطهر
البشری لمشاکلة النوع
واما قلبه فمنزه
مقدس عن التعلق
بالخلق مشغول بمشاهدة
الحق فانه صلی الله

آپ پر پتھر چلایا اور اُس سے آپکا رخسارہ مبارک
زخمی ہوگیا اور خود آہنی کے دو حلقے رخسارے مین
گھُس گئے اُسوقت آپ کو اللہ تعالی نے بچایا اور
جب آپ جبل ثور کی طرف (پوشیدہ) تشریف لیگئے
اُسوقت قریش کی آنکھون پر پردہ ڈال دیا اور
غورث (بن حارث) کی تلوار کو اور ابوجہل کے پتھر
کو اور سراقہ بن مالک کے گھوڑے کو اور لبید بن
اعصم کے سحر (کے اثر مقصود) کو اور (اسی طرح) یہودی
عورت کے زہر (کے اثر مقصود) کو آپ سے دور
رکھا اور (ہلاکت سے) آپ کے محفوظ رہنے مین
اور (معمولی) تکلیف ہوجانے مین آپ کے شرف
کا اظہار ہو (یہ حکمت تو محفوظ رہنے کی ہی) اور آپ کو
ثواب دینا ہو (یہ حکمت تکلیف ہونے مین ہی) اور
(نیز اسلیے بھی تکلیف ہوئی) تاکہ آپ کے بارہ مین
معجزات و عجائب کے ظاہر فرمانے کے سبب لوگ
ضلالت مین نہ پڑجاوین (یعنی اگر جسمانی تکلیف
نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت کا شبہہ ہوجاتا)
جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ
السلام کے بارہ مین (خاص عجائب کے سبب ضلالت
مین پڑگئے اور تاکہ مصائب مین آپ کی امت کے
لیئے تسلی کا سبب ہو (کہ جب سید الانبیاء کو بھی
تکالیف پہونچی ہین تو ہم کیا چیز ہین (و صل بست
و پنجم آپ کی روح پر اُن عوارض کے

علیہ و سلم کان باللہ و للہ و فی اللہ و مع اللہ فی کل لحظۃ و ان حتی ان اکلہ و شربہ ولبسہ و حرکتہ و سکونہ و قولہ و سکوتہ کلہ کان لوجہ اللہ و بامر اللہ و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین ھذا مجمل ما فی المطولات فاحفظہ فانہ لا یطلع علیہ الا العلماء المحققون بعد تتبع الکتب و الدفاتر الکثیرۃ و انا قد اعطیناک عجالۃ نافعۃ و علالۃ رائعۃ تستوعبہا فی المدۃ الیسیرۃ اللھم اغفر لقاریہا و کاتبہا و سامعہا و حافظہا و راویہا و مؤلفہا امین و نختم

اثر نہ ہوتے مین) اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ مقدس اور مشاہدہ حق مین مشغول تھا کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی مین مستغرق اور اللہ ہی کی معیت مین تھے حتی کہ آپ کا کھانا پینا پہننا حرکت سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا (چنانچہ ارشاد خداوندی ہی) اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہین بولتے یہ سب وحی ہی ہی جو آپ پر نازل کی جاتی ہی اللہ تعالی آپ پر اور آپ کی آل اور اصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ نازل فرماتا رہے یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات کا اجمالی مضمون ہی اسکو یاد رکھو کیونکہ اسپر بجز علماء محققین کے اور وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع کے بعد ہر شخص مطلع نہین ہو سکتا اور ہم نے ایسا نافع فوری اور دلپسند سیری بخش مجموعہ تم کو دیدیا جسکو بہت قلیل مدت مین ضبط کر سکتے ہو اے اللہ اسکے پڑھنے والے کو اور لکھنے والے کو اور سننے والے کو اور یاد کرنے والے کو اور کسی کے سامنے نقل کرنے والے کو اور تالیف کرنے والے کو (اور ترجمہ کرنے والے کو) بخشدیجیے آمین۔ اور ہم چند ابیات پر

بعدۂ ابیات ہی تحفۃ موصلۃ الی جنابہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اسکو ختم کرتے ہین جو آپکے دربار شریف مین بطور تحفہ ان مبلغین صلوۃ وسلام کے واسطے سے بھیجے جاتے ہین۔ یہ اشعار مؤلف کے ہین

لمؤلفہٖ

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجے میرے نبی — کشمکش مین تم ہی ہو میرے نبی

لیس لی ملجأ سواک اغث — مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہان میری پناہ — فوج کلفت مجھپر آ غالب ہوئی

غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ — کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف — اے مرے مولا خبر لیجے مری

لیس لی طاعۃ ولا عمل — بید حبیک فھو لی عددی
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس — ہے مگر دل مین محبت آپ کی

یا رسول الالہ بابک لی — من غمام الغموم ملتحدی
مین ہون بس اور آپ کا دربار رسولؐ — ابر غم گھیرے نہ پھر مجھکو کبھی

سید بلقیاک فی المنام وکن — ساترا للذنوب والفند
خواب مین چہرہ دکھا دیجے مجھے — اور مرے عیبون کو کر دیجے خفی

انت عاف ابر خلق اللہ — ومقیل العثار واللددی
درگذر کرنا خطا و عیب سے — سب سے بڑھکر ہی یہ خصلت آپ کی

رحمۃ للعباد قاطبۃ — بل خصوصا لکل ذی اود
سب خلائق کے لیے رحمت ہین آپ — خاصکر جو ہین گنہگار و غوی

لیتنی کنت ترب طیبتکم — فالتثمت النعال ذاک قدی
کاش ہو جاتا مدینہ کی مین خاک — نعل بوسی ہوتی کافی آپؐ کی

فاصلی علیک بالتسلیم — متحفا عند حضرة الصمد

آپ پر ہوان رحمتین بے انتہا — حضرت حق کی طرف سے دائمی

بعداد الرمال والانفاس — والنبات الکثیر منتضد

جسقدر دنیا مین ہین ریت اور سانس — اور بھی ہی جسقدر روئیدگی

وعلی الآل کلهم ابدا — بالغا عند منتہی الامد

اور تمھاری آل پر اصحاب پر — تا بقاے عمر دار اخروی

تمت الرسالة المسماة بشیم الحبیب فی بلدة بھوپال ۱۲۰۹ سنة شهر ذی الحجة اخر السنة

یہ رسالہ مسمی بشیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۲۰۹ ہجری مین تمام ہوا اور ترجمہ اسکا مسمی بشم الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان المبارک عشرہ اخیرہ ۱۳۲۸ھ مین تمام ہوا والحمد للہ

من الروض

فانظر لاوصاف خیر الخلق فی مدحی — کانها الوشی اذ تزهو به الحبر

تم خیر الخلق کی اوصاف کو میری مدائح مین دیکھو گویا وہ نقش و نگار ہین جنکی وجہ سے ڈھاری دار کپڑا فخر کرتا ہی یعنی جسطرح اُس کپڑے کی زینت نقش و نگار سے

برءوف رحیم انه خلق — مثل النسیم فلا فظ ولا ضجر

آپ محسن ہین شفیق ہین رحیم ہین زینت دی ہو آپکو ایسے اخلاق نے جو کہ مثل باد بہاری کے مفرح ہین نہ آپ زشت خو ہین نہ تنگ اخلاق

یلفی اشد حیاء من مخدرة — عذراء فی خدرها قد زانها الخفر

آپ حیا مین اُس پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہین جو اپنے پردہ مین رہتی ہو اُسکو حیا نے زینت دی ہو

فاق النبیین اخلاقا ومعجزة — ورتبة فله التقدیم ان حضروا

تمام انبیا علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ مین فائق ہوگئے ہین تو اگر سب موجود ہون تو حق تقدیم آپ ہی کیلیے ہو

مکمل الخلق لا خلق یشابهه — له اعتدال فلا طول ولا قصر

آپ صورت جسمانیہ مین بھی مکمل ہین کہ کوئی خلق آپکے مشابہ نہین آپ مین اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھی

مشرب لونه المبیض منظره — بحمرة ومحیاه هو القمر

آپ کے سفید منظر رنگ مین سرخی دَلَتی تھی اور آپ کا چہرہ (مثل) چاند (کے) تھا

صلت الجبين ازج الحاجبين كحيل العين من حسنة لا يشبع النظر

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سرمگین چشم کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

اسيل خد مليح الثغر باسمه — مفلج ابيض الاسنان ما الدرر

سبک رخسار تھے خوشنما اور خندان دندان تھے دانتوں کے درمیان کھڑکیاں تھین — اور دو دانت روشن تھے انکے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی

اقنى اشم طويل الجيد مشرقه — مثل اللجين المصفى مابه عكر

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن آپ کی — چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ رہا ہو

ذو لحية كثة زانت محاسنه — كما يزين عيون الغادة الحور

گنجان تھی داڑھی والے تھے جسنے آپکے حسن کو اور زینت دی جیسا کہ اندھیر عورت — کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی رونق دیتی ہے

ولمة تبلغ الاذنين عاطرة — كالمسك لونا وعرفا حين ينتشر

سر پر بال لٹکتے تھے جو کانوں تک پہونچتی تھی اور معطر تھے مثل مشک — کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی

ضخم الكراديس رحب الصدر واسعه — نرى به شعرات خطها القدر

آپکے جوڑ بند بڑی تھے اور سینہ فراخ اور واسع تھا اسپر چند بال — نظر آتے تھے جنکو قدرت الٰہیہ نے خط کے روپ بنا یا تھا

شثن الاكف خميص البطن ذو عكن — مطوية طال ما يطوى بها الحجر

آپکی ہتھیلیاں پُرگوشت تھین اور شکم تیلا اور خالی تھا اسمیں گرہ سی — شکن پڑی رہتی تھی اور اکثر اوقات اس سے پتھر باندھا جاتا تھا

عبل الذراعين والساقين ممتلأ — ازاره لنصف الساق يتزر

دونوں ساعد اور ساقین بڑی تھے اور بدن کی پرگوشت ہونے سے تہبند — پُر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہبند باندھتے تھے

سجية عند ما يمشي تمايله — تخال عن صبب ان سار ينحدر

آپکی عادت چلنے کے وقت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی تھی یہ خیال ہوتا تھا — کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کی طرف اتر رہے ہیں

يفوح من عرق مثل الجمان له — شذا تظل الغواني منه تعتطر

آپکے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوئے مشک — مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اسکو بجائے عطر لگاتی تھین

قضى ولم يك يوما مدركا شبعا — من الشعير وكانت فرشه الحصر

آپ نے عمر ختم کر دی اور ایک دن بھی جو سے شکم سیر ہونے کا — موقع آپ نے نہ پایا اور آپ کا فرش چٹائی کا تھا

هذا وقد ملك الدنيا باجمعها — فرده الزهد عنها وهو مقتدر

کیفیت حالات مین بھی کہ آپ تمام دنیا کے مالک تھے جو کچھ تھی وہ سب سلطنت قبضہ | مین تھی، پر آپکو ان نعمتون نے ہرگز نہ ہٹایا باوجودیکہ آپ قادر تھے

فالثوب یرقعہ والشاۃ یحلبہا | وما رای لاخی الاعدام محتقر

آپ کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے اور بکری کا دودھ نکال لیتے تھے | اور صاحب افلاس کو کبھی آپ نے حقیر نہین سمجھا

والبیت یکنسہ والنعل یخصفہا | وان دعی سعفت الداعی ولا یذر

اور گھر مین جھاڑو دیتے تھے اور اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اگر | کوئی آپکی دعوت کرتا تو منظور فرما لیتے تھے اور پہلوتہی نہین فرماتے تھے

کان البراق لہ والخیل یرکبہا | والابل ایضا کذلک البغل والحمر

آپکے لیے براق تھا اور گھوڑے تھے کہ جنپر آپ سوار ہوتے تھے | اور شتر پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی

ما عاب قط طعاما احضروہ لہ | ولا لسائلہ الملحاح ینتہر

کسی کھانے مین آپنے عیب نہین نکالا جو کچھ آپکے سامنے لے آئے | اور نہ کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے

یعفو ویصفح عن جان جنی کرما | ویقبل العذر ممن جاء یعتذر

آپ اپنے کرم سے خطاوار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے | اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ اسکا عذر قبول فرماتے

ولیس یغضب الا ان تری حرم | للہ منہوکۃ او ہتکت ستر

اور آپ غصہ کرتے نہ تھے مگر جب دیکھتے تھے کہ اللہ تعالی کی ممنوع کی ہوئی | چیزون تک کا بین نکی ہو تو نظر نہین آتا اور یا کسی کی پردہ دری کیجاتی

ما امہ سائل یرجو نداہ فلا | الا انثنی وہو مثری الکف منتشر

آپکے پاس کوئی ایسا سائل نہین آیا جو آپکے دست مبارک کی عطا | مین ثروت ہوتی اور وہ ثروت ایسی مشہور ہوتا یعنی اسکو ایسے

کی امید رکھتا ہو مگر وہ ایسی حالت مین واپس گیا کہ اسکے ہاتھ | کہ خوب دیتے تھے جس سے اسکی ثروت ظاہر ہو جاتی تھی

فصل بائیسوین آپکے بعض معجزات مین

اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپ کے معجزات ضبط و احصا سے منتہا و زہین کیونکہ آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار تضمن حکم و مصالح و اسرار کے خارق عادت ہی اور ظاہر ہی کہ اقوال و افعال و احوال کے تمام جزئیات کا حصر عادۃ نہ ممکن ہی اور نہ واقع ہوا اور ان حکمتون کا علم تفصیلاً عرفا و حکماء الٰہی کے صدور و قلوب مین القا ہوتا ہی اور

[1] عجیب لطیفہ ہی کہ اس فصل کے اجزا بھی کہ ملقب بہ فصل مین عجیب ہی ہین اور بعض لطیفے کے اشعار بھی اور مضامین کے مناسب بھی ہین

اجمالاً کتب اسرار شریعت مین مثل تصنیفات امام غزالی و امام شعرانی و شاہ ولی اللہ و حسین جسر
رحمہم اللہ تعالی جستہ جستہ پائے جاتے ہین تو اس بنا پر آپ کے معجزات فوق الحد والعد ہوے
لیکن چونکہ اسکا ادراک عوام کا حصہ نہین ہی اس لئے [illegible] سے قطع نظر کرکے اگر انھین خوارق
پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر [illegible] مین بھی خارق [illegible] دس ہزار سے کم [illegible] چنانچہ سات
ہزار سات سو معجزہ پر تو صرف قرآن مجید اپنی بلاغت کے اعتبار سے قطع نظر اسکے اخبار
عن المغیبات سے مشتمل ہی تقریر اسکی جیسا کہ قاضی عیاض[1] نے فرمایا ہی یہ ہی کہ کلام اللہ مین
جسقدر کلام کہ برابر سورہ انا اعطینا کے ہی معجزہ ہوا اور سورہ انا اعطینا مین دس کلمے
ہین اور سارے کلام اللہ مین کچھ اوپر ستتر ہزار کلمے ہین سو جب ستتر ہزار کو دس پر تقسیم کرین تو
سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہین پس کلام اللہ مین سات ہزار سات سو معجزہ ہین اور
اگر اسکی بیشی کو یون لیا جاوے جیسا کہ [illegible] الکلام المبین مین جمع کی ہین اور ستتر ہزار
سے جسقدر بیشی ہو اسکو بھی دس پر تقسیم کرکے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد مین
اور اضافہ ہوتا ہی یہ تو قرآن مجید کے معجزات ہوے اور محدثین[2] و اہل سیر نے جو معجزات
آپ کے موافق اپنے علم کے لکھے ہین وہ بقول محدثین تین ہزار ہین جن مین سے ایک ہزار معجزے
امام سیوطی رح نے خصائص کبری مین نقل کیے ہین اور تین سو سے زائد الکلام المبین مین
مذکور ہین تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہین اگر خصائص کبری دستیاب نہو
یا عربی نہ جاننے والون کی سمجھ مین نہ آوے تو کتاب الکلام المبین کا بھی مطالعہ اس باب مین کافی
و موجب تقویت ایمان ہی اس کتاب مین اول ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہی جس مین آپ کے
معجزات کا عالم کے تمام اقسام سے متعلق ہونا بیان کیا ہی پھر اسکے اثبات کے لئے ہر قسم
کے معجزات کو جدا جدا ذکر کیا ہی چونکہ یہ میرا رسالہ بہت مختصر ہی اس لئے [illegible] صرف اس
تقریر کو بوجہ اسکے دلپذیر و دلچسپ ہونے کے نقل کرکے تمام اقسام کے معجزات مین سے
دو سے چار تک پر اقتصار کرتا ہون وہ تقریر ملخصًا یہ ہی قال اللہ تعالی وما ارسلناک الا
رحمة للعالمین یعنی نہین بھیجا ہم نے تم کو ای محمد مگر رحمت واسطے تمام عالمون کے صحیح مسلم مین ہی

[1] و [2] کذا فی الکلام المبین ۱۲ منہ

کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت تب آویگی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا اور ظاہر
ہی کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہین) پس رسالت آپ کی
باعث بقاء امن سب عالمون کا ہی اور نہ صرف نوع انسان بلکہ سب اقسام عالم کے آپ کی
رسالت سے نفع یاب ہین اور اسی لیئے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمیع اقسام عالم مین معجزات
عنایت فرمائے (اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہی اور دلیل شاہد ہوتی ہی پس اس سے
ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار تعلق معجزات کے آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والے
اور شہادت دینے والے ہین پس آپ کی شان کیسی عظیم ہی کہ جس طرح توحید پر تمام عالم گواہ
ہی اسی طرح آپ کی رسالت پر تمام[۵] عالم گواہ ہی) چنانچہ بیان اُسکا یہ ہی کہ عالم دو قسم ہے
عالم معانی اور عالم اعیان عالم معانی عبارت ہی اُن چیزون سے کہ دوسری چیزمین ہوکے
پائے جاتے ہین بذات خود قائم نہین اور انھین عرض بھی کہتے ہین جیسے کلام اور علم اور رنگ
اور بو اور عالم اعیان عبارت ہی اُن چیزون سے جو بذات خود قائم ہین اور انھین جوہر بھی کہتے
ہین جیسے زمین آسمان آدمی درخت پھر عالم اعیان دو قسم ہی عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو
عقل رکھتے ہین جیسے انسان اور جن اور عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہین رکھتے جیسے
جمادات و حیوانات عالم ذوی العقول تین قسم ہی عالم ملائکہ اور عالم انسان اور عالم جنات اور عالم
غیر ذوی العقول یا علوی ہی یعنی آسمان اور ستارے یا سفلی یعنی وہ اجسام جو آسمان کے تلے
ہین اور عالم سفلی دو قسم ہی عالم بسائط اور عالم مرکبات عالم بسائط عبارت ہی عناصر اربعہ

---

[۵] بدلالة بنفلا ...یہ تو سب اور بشہادت اختیاریہ بجز عصاۃ کے جیساکہ توحید کے باب مین ارشاد حق ہی سورۂ حج مین الم
تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس
وکثیر حق علیہ العذاب اور ...نت سے ... ہین وہ ارشاد نبوی ہی جو آگے متن مین معجزات کے سلسلہ مین عالم حیوانات
کے بیان مین اول حدیث ہی جس مین تصریح ہی کہ جتنی چیزین آسمان زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مین رسول خدا ہون
سوا نافرمان جن اور انس کے اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین السماء
والارض لا یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن والانس رواہ احمد والدارمی عن جابر کذا فی المرحمة
المهداة پس اُس آیت کا جو حاصل توحید کے باب مین ہی بالکل اُسی کے مطابق اس حدیث کا حاصل رسالت
کے باب مین ہی ۱۲ منہ

یعنی آب و آتش و باد و خاک سے اور عالم مرکبات تین قسم ہی جمادات و نباتات و حیوانات اور انھین موالید ثلاثہ کہتے ہین پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوے عالم معانی ملائکہ انسان جن عالم غادی افلاک و کواکب بسائط یعنے عناصر جمادات نباتات حیوانات اور یہ عاجز مرکبات کی اس طرح تقسیم کرتا ہی ایک وہ جسمین ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے محفوظ رکھہ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھہ سکے ثانی کو کائنات الجو کہتے ہین جیسے سحاب وغیرہ اور اول کی وہی تین قسم ہین جو موالید ثلاثہ کہلاتی ہین پس اس طرح سے کل اقسام دس ہوے تو وہ جو مذکور ہوے دسوین کائنات الجو اور ہر قسم مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات ظاہر ہوے ہین اسلیے بعد نو باب لائے ہین اور ہر باب مین معجزات کثیرہ ذکر کیے ہین حقیر نے ہر باب مین سے دو سے چار تک معجزات لیے ہین جسکو بترتیب اقسام نقل کرتا ہون عالم معانی **نمبر ۱**- قرآن مجید باعتبار اپنی بلاغت و اخبار عن الغیبات کے **نمبر ۲**- وہ خبرین جو آپ نے قبل الوقوع بیان فرمائین جیسے صحیحین مین حضرت حذیفہ رض سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ مین جتنے امور قیام قیامت تک ہونے والے تھے سب بیان فرمائے جس نے یاد رکھا اُسے یاد رہے اور ہوگئی جو بھول گئے اور میرے ان اصحاب کو اُس بیان کی خبر ہی اور بعض شے اس مین سے ہوتی ہی کہ مین اُسے بھول گیا تھا پھر مین جب دیکھتا ہون اُسے تب مجھے یاد آجاتی ہی یعنی بعد وقوع خبر کے پہچان جاتا ہون کہ یہ وہی بات ہی جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی جس طرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہو اور وہ شخص غائب ہو جاوے پھر جب اُسے دیکھتا ہی پہچان جاتا ہی **نمبر ۳**- وہ واقعات حالی جو آپ نے بے دیکھے بیان فرما دیے جیسے بخاری نے انس بن مالک رض سے روایت کی ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ موتہ کے قصہ مین) خبر شہادت زید رض اور جعفر رض اور عبداللہ بن رواحہ رض کی لوگون کو سنا دی قبل اسکے کہ خبر آوے اور آپ نے فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہ نے

لہ کہین کہین لفظی تغیر کا یا کہین دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہی ۱۲ منہ ۵۲ اور اس ترتیب مین کائنات الجو کو بعد بسائط کے ذکر کیا جاویگا ۱۲ منہ

پس شہید ہوا اور آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا آپنے کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار یعنی حضرت خالد رضہ نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی (دیکھو اسی کے مطابق خبر آئی) عالم ملائکہ نمبر ۴ صحیح مسلم مین حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ وہ بدر ایک شخص مسلمانون مین سے پیچھے ایک شخص کے مشرکون مین سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اُس نے ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی اور ایک سوار کی آواز نے کہا اقدم حیزوم سو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک آگے اُسکے چت پڑا ہے اور ناک اُسکی ٹوٹ گئی ہے اور منھ پھٹ گیا ہے کوڑے کی مار سے اور یہ سب جگہ سبز ہو گئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسنے اس واقعہ کو بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ آسمان سوم کی مدد مین کا فرشتہ تھا ف حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے ف اللہ تعالی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیئے اکثر غزوات مین فرشتون کو بھیجا چنانچہ بدر مین اور احد مین اور حنین مین فرشتون نے مدد کی نمبر ۵ بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور ابن سعد نے طبقات مین عمار بن یاسر رضہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ رضہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت پر دکھا دیجیئے آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکوگے اُنھون نے کہا آپ دکھا دیجیئے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اترے آپ نے حضرت حمزہ رضہ سے فرمایا کہ نگاہ اُٹھاؤ اُنھون نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد اخضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوے کے تھا سو غش کھا کر گر گئے۔ عالم انسان نمبر ۶ ظہور ہدایت جیسے صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ اُنھون نے کہا کہ مین اپنی مان کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرک تھی ایک دن مین نے اُس سے اسلام کے لیئے کہا اُسنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور مین روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا اور مین نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیے کہ خدا تعالی میری مان کو ہدایت کرے آپ نے فرمایا اللھم اھد ام ابی ھریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابو ہریرہ کی مان کو مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا

دیکھا دروازہ بند ہی اور میری مان نے میرے پائون کی آواز سنکر کہا کہ وہین ٹھہرو ای ابوہریرہؓ اور مین نے پانی کی آواز سنی سو میری مان نے نہائے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا ای ابوہریرہ اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ مین خوش ہوکر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا اور اپنی مان کے اسلام کی خبردی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمد الٰہی بجالائے نمبر ۷۔ ظہور برکت جیسے بیہقی نے روایت کی ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سرپر ہاتھ رکھا اور اُنکے حق مین دعا سے برکت کی سو یہ حال ہوگیا کہ کسی آدمی کے منھ مین ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن مین ورم ہوتا اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر مین موضع مس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگادیتا تو صاف ورم جاتا رہتا نمبر ۸۔ شفائے مرضی جیسے بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہی کہ حبیب بن فدیک کے باپ کی آنکھون مین پھلی پڑگئی اور بالکل اندھے ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھون پر دم کیا اُسی وقت اُنکی آنکھین اچھی ہوگئین راوی کہتا ہی کہ مین نے اُنھین اسی برس کی عمر مین سوئی مین ڈورا ڈالتے دیکھا نمبر ۹۔ قہر بے ادبان جیسے مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائین ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اُسنے کہا کہ مین سیدھے ہاتھ سے کھا نہین سکتا حالانکہ ہاتھ اُسکا اچھا تھا یہ بات اُسنے غلط بیباکی سے براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکیگا اُسکا ایسا ہی حال ہوگیا کہ سیدھا ہاتھ اُسکا کام سے جاتا رہا منھ تک نہین پہونچا سکتا تھا عالم جن نمبر ۱۰۔ خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل مین روایت کی ہی کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین تھے راہ مین ایک گائون مین پہونچے اُس گائون کے آدمی خبر آپکی آمد کی سن کر باہر گائون کے منتظر تھے جب آپ وہان پہونچے تو اُنھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گائون مین ایک عورت نوجوان ہی اُسپر ایک جن عاشق ہوا ہی اور اُسپر آچڑھا ہی نہ کھاتی ہی نہ پیتی ہی قریب ہی کہ ہلاک ہوجاوے جابر رضؓ کہتے ہین کہ

مین نے اُس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُسے بلاکر فرمایا کہ اے جن تو جانتا ہی کہ مین کون ہون محمدؐ رسول خدا ہون اس عورت کو
چھوڑ دے اور چلا جا آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیار ہوگئی اور نقاب منھ پر کھینچ لیا
اور مردون سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہوگئی **نمبر ۱۱**- ترمذیؒ نے حضرت ابوایوب
انصاریؓ سے روایت کیا ہی کہ اُنکے ایک بخاری مین خرمے بھرے تھے سو ایک جنیہ آکر
اُس مین سے نکال لیجاتی اُنھون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسکی
شکایت کی آپ نے فرمایا جاؤ اور اب کے جب اُسکو دیکھو تو یون کہنا بسم اللہ اجیبی رسول
اللہ یعنی اللہ کا نام لیکر کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل سو
اُنھون نے اسکو پکڑ لیا پھر اُسکے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤنگی چھوڑ دیا تھا الی آخر الحدیث
ف یہ آپ کا معجزہ ہی کہ باوجود اُسکے مومن نہ ہونے کے محض آپ کے نام کی برکت سے
گرفتار ہوگئی عالم علوی افلاک وکواکب **نمبر ۱۲ و نمبر ۱۳**- چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا کواکب
کے متعلق اور معراج مین سموات کو طی کرنا افلاک کے متعلق صریح اور عظیم معجزے ہین عالم
بسائط یعنی عناصر **نمبر ۱۴** متعلق خاک جیسے صحیحین مین حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہی کہ ہمارا
پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت مین) سراقہ بن مالک نے سو مین نے اُسے دیکھ کر کہا کہ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمین ایک شخص نے آلیا آپ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا
یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہی پھر آپ نے سراقہ کے لیئے بددعا کی سو اُسکا گھوڑا
پیٹ تک سخت زمین مین گھس گیا اور اُسنے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تم دونون صاحبون
نے میرے لیئے بددعا کی ہی اب دعا کرو کہ مین نجات پاؤن اور مین قسم کھاتا ہون کہ تمھارے
طلب کرنے والون کو مین پھیر دونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی نجات کے لیئے
دعا کی سو اُسنے نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اُسے ملتا تھا اُسے پھیر دیتا تھا اور کہدیتا
تھا کہ ادھر کوئی نہین ہی اھ **نمبر ۱۵**- متعلق آب جیسے صحیحین مین جابرؓ سے روایت ہی
کہ حدیبیہ مین لوگ پیاسے ہوے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک

لہ یہ خود ترمذی سے نقل کیا ہی ۱۲ منہ

لوٹا تھا کہ اُس سے آپ نے وضو کیا سب لوگون نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر مین نہ پینے کے لیئے پانی ہی نہ وضو کے لیئے مگر اسی قدر کہ آپ کے اس لوٹے مین ہی کیونکہ چاہ حدیبیہ مین بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا سب کھینچ لیا تھا رواہ البخاری پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے مین رکھا اور پانی آپ کی انگلیون سے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیون نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابر رض سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے اُنھون نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت کرجاتا یعنی پانی اسقدر تھا مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے نمبر ۶ متعلق آتش جیسے صحیحین مین حضرت جابر رض سے روایت ہی کہ ایام غزوہ خندق مین اُنھون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لیئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جو کا آٹا تیار کیا اور حضور مین آکے چپکے سے اسکی اطلاع کی اور عرض کیا کہ آپ مع چند آدمیون کے تشریف لے چلیئے آپ نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کر لیا اور ساتھ لے چلے اور جابر رض سے فرمایا کہ ہانڈی مت اُتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک مین نہ آؤن بعد اسکے آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے مین اور ہانڈی مین ڈالا اور دعاء برکت کی اور آپ نے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلوا لو اور شوربا نکال نکال کے ہانڈی مین سے دو اُسے چولھے پر سے مت اُتارو وہ کہتے ہین جابر رض کہتے ہین کہ ہزار آدمی تھے قسم ہی خدا کی سبھون نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش مین رہی اور آٹا اتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا ف اس سے عالم آتش مین بھی ایک امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شوربے مین کہ کم کر دینا ہی واقع نہین ہوا بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اُتارنے کی ممانعت سے معلوم ہوتا ہی کہ اس افزونی مین آگ کو بھی دخل ہی نمبر ۷ متعلق ہوا جیسے اُسی غزوہ خندق مین واقع ہوا کہ اللہ تعالی نے کفار پر ہوا ٹھنڈی بھیجی کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے اُنکو نہایت عاجز اور تنگ کیا غبار بیشمار اُنکے مونھون پر ڈالا اور آگ اُنکی بجھادی اور ہانڈیان اُنکی اُلٹ دین اور میخین اُن کی اُکھاڑ دین کہ خیمے اُنکے گر پڑے اور گھوڑے اُنکے کھل کر آپس مین لڑنے لگے اور چھوٹ کر

لشکر مین ڈُوند مچادیا اُسوقت آپ نے حضرت حذیفہ رضؓ کو کفار کی خبر لانے کے لیئے مامور فرمایا
اور شدت سردی سے محفوظی کے لیئے دعا فرمائی حضرت حذیفہ رضؓ کہتے ہین کہ ببرکت آپکی دعا کے
مجھے جانے آنے مین مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا مین حمام مین چلا جاتا
ہون (بعضہ من تواریخ حبیب الٰہ) ف ایسی سخت ہوا کا انپر اثر نہ کرنا صریح خارق ہو عالم کائنات
الجو نمبر ۱۸ - جیسے صحیحین مین حضرت انس رضؓ سے روایت ہو کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم مین ایک بار قحط ہوا سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے ایک اعرابی نے کھڑے
ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال ہلاک ہوگیا اور عیال بھوکون مرتے ہین آپ مینہ کے واسطے
دعا کیجیے آپ نے دونون ہاتھ اُٹھائے اور اُسوقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا
قسم خدائی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہین پائے کہ ابر مانند پہاڑون کے ہر طرف سے گھر آیا
آپ منبر سے اُترنے نہین پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے سو
اُس دن سے دوسرے جمعہ تک مینہ برسا پھر جمعہ کے دن اسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے
کھڑے ہوکر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمایئے کہ مینہ تھم جاوے
آپ نے دونون ہاتھ اُٹھا کر دعا کی ای اللہ گرد ہمارے برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر
ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہین کھل گیا سو مدینہ پر تو بالکل پانی کا برسنا موقوف ہوگیا
اور گرد مدینہ کے برستا رہا اطراف سے جو لوگ آتے تھے کثرت مینہ کی بیان کرتے تھے
ف آپ کی دعا سے ابر کا فوراً اُٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونون مین ظہور ہی
معجزہ کا سحاب مین نمبر ۱۹ - اور جیسے جلالین مین جسکو کمالین مین نسائی و ابن جریر و بزار
کی طرف منسوب کیا ہی نقل کیا ہو کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لیئے آپ نے
کسی کو بھیجا اُسنے آپ کی اور حق تعالی کی شان مین گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے
ہین اللہ کیسا ہوتا ہی سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معاً ایک بجلی گری اور اُسکی کھوپری
اُڑا دی ف اس واقعہ مین آپ کی شان مین گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہو کہ دخل ہی اس
اعتبار سے ظہور ہی معجزہ کا صاعقہ مین کہ کائنات جو سے ہی - عالم جمادات و عالم نباتات
نمبر ۲۰ - ترمذی نے حضرت علی رضؓ سے روایت کی ہو کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ مکہ میں تھا سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا سو جو پہاڑ
یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ ف پہاڑ جمادات سے ہیں اور درخت
نباتات سے سو دونوں میں ظہور معجزہ کا ہوا نمبر ۲۱ صحیح بخاری میں جابر رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے
تھے جب منبر بنا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون
چھوہارے کا چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم منبر پر سے اُترے اور اس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا سو وہ ستون
ہچکیاں لینے لگا جس طرح وہ لڑکا جو رونے سے چپ کرایا جاتا ہی ہچکیاں لیتا ہی یہانتک کہ
تھم گیا حضرت جابر رضہ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا (ف یہ
ستون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہی اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے
پس اس معجزہ کو دونوں قسموں سے تعلق ہوا اور اس گریہ جس طرح مفارقت ذکر کو دخل ہے
اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگانے سے خاموش نہ ہو جاتا پس
اس حیثیت سے یہ آپ کا معجزہ ہی) نمبر ۲۲- ترمذی نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہی کہ میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ ان چھوہارو
کے لیئے دعاے برکت کر دیجیے آپ نے ان چھوہاروں کو اکٹھا کر کے اُن میں دعاے برکت
کی اور مجھ سے فرمایا کہ انھیں لیکے اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُس میں
سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اُسے جھاڑنا مت ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں کہ اُن چھوہاروں میں ایسی
برکت ہوئی کہ میں نے اتنے اتنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہی اور ایک صاع وہ ظرف
ہی جس میں ساڑھے تین سیر گندم سما سکیں) اللہ کی راہ میں خرچ کیئے اور ہمیشہ اُس میں سے
ہم کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہانتک
کہ بروز شہادت حضرت عثمان رضہ کے (کہ قریب تیس برس کے زمانہ ہوتا ہی) میری کمر میں
سے کٹ کے کہیں گر پڑا اور جاتا رہا (ف یہ معجزہ ایسی چیز میں ظاہر ہوا جو اصل میں
نبات کا ثمرہ ہی اور فی الحال جماد ہی اسلیئے بھی دونوں سے تعلق ہوا عالم حیوانات نمبر ۲۳

احمدؒ اور دارمی سے نے حضرت جابر رضؓ سے روایت کی ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین تشریف لے گئے وہان ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ مین جاتا اُسپر دوڑتا اور کاٹنے کے لیے جھپٹتا آپ نے اُسے بلایا اور وہ آیا اور اُسنے آپ کے سامنے سجدہ کیا آپنے اُسکی ناک مین مہار ڈالدی اور فرمایا جتنی چیزین آسمان زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مین رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کے **نمبر ۲۴** بیہقی نے سفینہ رضؓ سے روایت کی کہ مین دریاے شور مین تھا جہاز ٹوٹ گیا مین ایک تختہ پر بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان مین پہونچا وہان مجھ سے ایک شیر ملا اور میری طرف آیا مین نے کہا کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہون وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن مین مارا پھر میرے ساتھ چلا یہانتک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی مین سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہی (**ف**) پہلا قصہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات مین تھا اور یہ بعد وفات جس مین وجہ اعجاز قوی تر ہی کیونکہ وفات کے بعد اور قوی کی فاعلیت کا بھی احتمال نہین ہوسکتا) **نمبر ۲۵** بخاری مین حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ آپ نے ایک قدح دودھ کا گھر مین پایا حکم دیا کہ اصحاب صفہ کو بلاؤ یہ بھوکے تھے اُنھون نے اپنے دل مین کہا کہ مجھی کو دیدیتے تو مین سیر ہو کر پیتا بعد اسکے مین نے اُن سب کو بلایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ انھین دودھ پلاؤ مین نے پلانا شروع کیا یہان تک کہ سبھون نے سیر ہو کر پیا پھر مجھ سے کہا کہ تم پیو مین نے پیا آپ نے فرمایا اور پیو مین پیتا جاتا تھا یہانتک کہ مین نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ مین جگہ نہین پھر باقی آپ نے پیا **ف** یہ اجزاے حیوانین معجزہ کا ظہور ہوا یہانتک الکلام المبین مین حدیثین لاکر پھر اقسام نہ گانہ عالم کے متعلق معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہی جسکو شوق ہو مطالعہ فرمالے فقط

من الروض

سلہ الکلام المبین مین اسکو مسلم اور ابوداؤد کی طرف بروایت عبداللہ بن جعفر منسوب کیا ہی مگر اس مین نہ ملنا اور رحمۃ مہداۃ مین احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابر رضؓ نقل کرنا سبب اس میرے تصرف کا ہوا ۱۲ منہ

يد بها النفع والضر المعترف ‌‌ وجاحد فهى للادواء والعطر

آپکا ایسا ہاتھ ہے کہ اُنہیں نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے معترف کے لیے ‌‌ نفع ہے) اور منکر کیلیے ضرر ہے سو وہ بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت روائی کا

کم ابرءت الما کم اذهبت لمما ‌‌ کم اظهرت نما ینمو بها شعر

اُس ہاتھ نے بہت سے المونکو اچھا کیا اور بہت سی آسیب کو دور کیا بہت سے ‌‌ جیسے سحر کو ظاہر کیا کہ جسکے سبب سر کے موئیں (بال) جم آئے

وکم شفت سقما کم اظهرت مددا ‌‌ کم فرجت کمدا اعمن به عور

اور بہت سی بیماروںکو شفا دی اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا بہت سے ‌‌ رنجوں کو دور کیا ایسے لوگوں سے جن میں کوئی خلل تھا

ودرت الشاة منها والحصا نطقت ‌‌ فيها واورقت الاغصان والشجر

اور اُس ہاتھ سے بکری نے دودھ دیا اور اُس میں سنگریزے ‌‌ بولے اور شاخیں اور درخت برگ دار ہو گئے

والقوم من رميها يوم اللقاء عموا ‌‌ ومن اصابعها الامواه تنفجر

اور قوم کفار اُس ہاتھ کی خاک پھینکدینے سے اندھی ہو گئی ‌‌ اور اُس ہاتھ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہوتے تھے

والماء من ريقه زادت حلاوته ‌‌ والنخل من عامه اضحى له ثمر

اور پانی کی شیرینی آپ کے لعاب مبارک کے سبب بڑھ گئی ‌‌ اور کھجور کا درخت اُسی سال بار آور ہو گیا

والجذع حن اليه حين فارقه ‌‌ حتى علا منه مابين الملا خور

اور تنہ درخت کا آپ کی جدائی سے گریہ و زاری کرنے لگا ‌‌ یہانتک کہ مجمع میں اُس میں سے آواز نکل کر بلند ہو گئی

والذئب والضب كل منهما شهدا ‌‌ شهادة الحق يرويها لك الخبر

اور بھیڑیے اور سوسمار نے دونوں نے سچی شہادت (آپکی ‌‌ رسالت کی) دی اسکو حدیث روایت کرتی ہے

وراح يشكو اليه جور صاحبه ‌‌ البعير والدمع من عينيه منحدر

اور اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی شکایت ‌‌ کرتا تھا اور آنسو اُسکی آنکھوں سے جاری تھے

واطعم الجيش من صاع فاشبعه ‌‌ ومنه اروا لما مسه العسر

اور ایک بڑے لشکر کو ایک صاع سے کھانا کھلا کر شکم سیر ‌‌ کر دیا اور اُس سے آسودہ کر دیا جبکہ اُس لشکر کو تنگی نے مس کیا

فلا ترم حصر ايات له ظهرت ‌‌ الا اذا كان يحصى الرمل والمدر

اے مخاطب آپکے جو معجزات ظاہر ہوئے اُنکے شمار کرنے کا قصد ‌‌ مت کرو مگر جسوقت کہ ریگ اور سنگپاروں کا شمار کیا جاوے

كفى بمعجزة القران معجزة ‌‌ طول الزمان غدا يتلى وينتظر

قرآن مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل تک تلاوت کیا جاویگا اور لکھا جاوے گا

فیہ تجمعت الاشیا فلا صحف الا وحان معانیھا و لا سبر

اس مین بہت سے مضامین جمع ہین سو نہ کوئی ایسے صحیفے ہین جنکے معانی پر قرآن شتمل نہ ہوا اور نہ کتابین ہین

فھو الشفاء الذی تحیی النفوس بہ قد فاز متعظ منہ و مدکر

سو وہ قرآن شفا ہی جس سے قلوب زندہ ہوتے ہین جو اس سے وعظ و پند کا قبول کرنے والا فائز المرام ہوتا ہے

یارب صل و سلم دائما ابدا علی حبیبک من زانت بہ العصر

فصل تیئیسوین آپکے بعض اسماء شریفہ مین مع اُن کی مختصر تفسیر کے

محمد یہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہی احمد عیسیٰ علیہ السلام نے اس نام سے بشارت دی ہے متوکل معنی ظاہر ہین ماحی آپ کی برکت سے اللہ تعالی نے کفر کو محو فرمایا حاشر یعنی آپ چونکہ سب سے اول قیامت مین محشور ہونگے اور سب آپ کے بعد تو گویا اُنکے حشر کے سبب آپ ہوے عاقب یعنی سب انبیا علیہم السلام کے عقب مین اور آخر مین تشریف لائے مقفی[1] اسکے بھی یہی معنی ہین نبی التوبہ یعنی آپ کی شریعت مین عفو ذنوب کے لیئے محض توبہ اپنی شرائط سے کافی ہی بخلاف بعض پہلی امتون کے کہ قتل نفس اس مین شرط تھا نبی الملحمۃ یعنی قتال کے نبی کیونکہ آپ کی شریعت مین جہاد مشروع ہوا ہی نبی الرحمۃ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ظاہر ہی مسلمانون کے لیئے تو آخرت مین بھی اور کفار کے لیئے دنیا مین کہ پہلی امتون کے سے عذاب نہین آتے اور باقی اجزاے عالم کے لیئے بھی کہ بقاے عالم کا آپکے بقاء دین کے ساتھ مربوط ہی جب آپ کے دین کا کوئی اثر نہ رہیگا حتی کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہیگا قیامت قائم ہوکر تمام عالم درہم و برہم ہو جاویگا فاتح یعنی کشائندہ آپ کی بدولت دروازہ ہدایت مفتوح ہوا امصار و دیار کفار کے فتح ہوے جنت کے دروازے آپ کی اتباع سے کشادہ ہونگے آمین معنی ظاہر ہین شاہد قیامت مین آپ اپنی امت کے شاہد ہونگے مبشر بشیر یعنی مومنین کو خوشخبری دینے والے نذیر یعنی کفار کو عذاب سے ڈرانے والے

[1] اسم فاعل از تفعیل ۱۲ منہ

قاسم یعنی فیوض اور اموال کے تقسیم کرنیوالے ضحوک وقتال ان دونون کا استعمال جدا جدا نہین ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسنے بولنے والے اور کفار سے قتال کرنے والے عبد اللہ معنی ظاہر ہین سراج منیر یعنی ہدایت کے چراغ روشن سید ولد آدم یعنی سب بنی آدم کے سردار صاحب لوا الحمد یعنی قیامت مین آپ کے ہاتھ مین لوا الحمد ہوگا اور سب اولین و آخرین اسکے تلے ہونگے صاحب مقام یعنی مقام شفاعت مین آپ کھڑے کیئے جاوینگے صادق یعنی سچی خبر دینے والے مصدوق یعنی آپ کو سب خبرین وحی سے سچی ملتی ہین رؤف رحیم دونون کے معنی مہربان اور بہت مہربان ہین بعض ان مین سے آپکے ساتھ خاص ہین اور بعض دوسرے انبیا علیہم السلام مین بھی مشترک ہین اور اکثر ان اسماے مذکورہ مین وہ ہین جوکسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہین اور عرف مین لقب و نام ایسے ہی اسماء کو کہتے ہین اسی اعتبار سے پچیس تیس کے درمیان تک شمار کیئے گئے ہین ورنہ آپ کے اوصاف مین سے اگر ہر وصف سے ایک اسم مشتق کیا جاوے تو دو سو سے زائد بلکہ بقول بعض علما ایک ہزار تک پہونچتے ہین کذا فی زاد المعاد من الروض

محمد احمد المنسوب مادحہ	الیہ فھو بھذا الفخر یفتخر
محمد ہین احمد ہین آپکا مادح آپ کی طرف منسوب	کیا جاتا ہے سو وہ اس فخر پر فخر کرتا ہے
الفاتح الخاتم الہادی بدعوتہ	الی الہدی والذین اللہ ینتصر
آپ افتتاح والے ہین (کہ آپکے نور سے خلق کا افتتاح ہوا) اور آپ اختتام	والے ہین (کہ آپ پر نبوت ختم ہوئی) اپنی دعوت سے راہ حق کیطرف ہادی
الحاشر العاقب الماحی ببعثتہ	عنا الظلام ولیل الشرک منذ مر
آپکے بعد سب کا حشر ہوگا آپ سب انبیا کے بعد آئے ہین آپ اپنی بعثت سے ہمکو	ظلمت سے محو کرنیوالے ہین اور شرک کی رات مٹ جانیوالی ہے
یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک من زانت بہ العصر

فصل چوبیسوین آپ کے بعض خصائص کے بیان مین

یعنی ان امور کے بیان مین جو اللہ تعالی نے تمام انبیا علیہم السلام مین سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہین ایک قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف لانے سے پہلے

آپکی ذات مقدسہ مین پائے گئے مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یوم میثاق مین سب سے اول الست بربکم کے جواب مین آپ کا بلی فرمانا آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا پہلی سب کتب مین آپ کی بشارت و فضیلت ہونا حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی برکات حاصل ہونا انکی روایات فصل اول و دوم مین گذری ہین وغیر ذلک دوسری قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف آوری کے وقت قبل نبوت ظاہر ہوے مثلاً مہر نبوت کا شانہ پر ہونا اسکی روایت چھٹی فصل مین مذکور ہے وغیر ذلک تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوے اور مختص ہین ذات مبارک کے ساتھ مثلاً معراج اور اس مین عجائب ملکوت و جنت و نار پر مطلع ہونا اور حق تعالی کو دیکھنا کہانت کا منقطع ہوجانا اذان و اقامت مین نام مبارک ہونا ایسی کتاب عطا ہونا جو ہر طرح معجزہ ہو لفظاً بھی معنیً بھی تغیر سے محفوظ رہنے مین بھی زبانی یاد ہونے مین بھی صدقہ کا حرام ہونا نوم سے وضو کا واجب نہ ہونا ازواج مطہرات کا امت پر ابداً حرام ہونا آپ کی صاحبزادی سے بھی نسب اولاد کا ثابت ہونا آگے پیچھے سے برابر دیکھنا دور دور تک آپ کا رعب پہونچنا آپ کو جوامع الکلم عطا ہونا تمام خلائق کی طرف مبعوث ہونا آپ پر نبوت کا ختم ہونا آپ کے متبعین کا سب انبیا کے تابعین سے زیادہ ہونا سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا چوتھی قسم وہ امور جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام امم کے خاص آپکی امت کو عطا ہوے مثلاً غنائم کا حلال ہونا تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم کا مشروع ہونا اذان و اقامت کا مقرر ہونا نماز مین انکی صفوف کا بطرز صفوف ملائکہ ہونا جمعہ کا ایک خاص عبادت و ساعت اجابت کے لیئے مقرر ہونا روزہ کے لیئے سحری کی اجازت رمضان مین شب قدر ایک نیکی کرین تو ادنی درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا وسوسہ و خطا و نسیان کا گناہ نہ ہونا شاید پہلی امتون مین اسکے اسباب کا انسداد بھی واجب ہوگا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہوا اس امت کے ساتھ احکام شاقہ کا مرتفع ہوجانا تصویر و مسکرات کا ناجائز ہونا کہ یہ سد باب ہی مفاسد بیشمار کا اور مفاسد سے بچانا رحمت ہے

جیسا کہ بعض جگہ تسہیل حکم بھی رحمت ہی[۱] اجماع امت کا حجۃ ہونا اور اس مین ضلالت کا احتمال نہ ہونا اختلاف[۲] فرعی کا رحمت ہونا امم[۳] سابقہ کے سے عذاب نہ آنا طاعون[۴] کا شہادت ہونا علما سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیا کیا کرتے تھے قرب[۵] قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہوکر پایا جانا وغیر ذلک پانچوین قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد برزخ یا قیامت مین ظاہر ہوے یا ہونگے انکا بیان وفات کے بعد کی تین فصلون[۱] مین آویگا ھذا کلہ من الشمامہ بتصرف فی الالفاظ والترتیب وبعضہ من المشکوۃ۔

من القصیدۃ

فھو الذی تم معناہ وصورتہ	ثم اصطفاہ حبیبا باری النسم
یعنی آپ فضائل باطنی وظاہری مین کمال کے درجہ کو پہونچے ہوے ہین	خدا وند تعالی شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات ہی آپکو اپنا حبیب بنالیا
منزہ عن شریک فی محاسنہ	فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم
آپ اس سے پاک ہین کہ آپکی خوبیون مین کوئی آپکا شریک ہو پس جو ہر	حسن جو آپ مین پایا جاتا ہو وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہی بلکہ مخصوص
یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلھم

فصل پچیسوین آپ کے ماکولات ومشروبات ومرکوبات وغیرہ مین

ان چیزون کو آپ کی ذات بابرکات سے دو تعلق ہین ایک تشریع کہ ان مین کیا جائز ہی کیا ناجائز اسکے متعلق روایات کو جمع کرنا اور ان سے احکام کو اخذ کرنا یہ منصب فقیہ کا ہی دوسرا تعلق انکا استعمال کرنا حاجت اور مصلحت کے لیئے اس حیثیت سے یہ شعبہ سیر کا ہی یہان اسی اعتبار سے زاد المعاد سے مختصرا بیان کیا جاتا ہی ماکولات ومشروبات غذا یا دوا کے۔ ان مین بعض وہ چیزین ہین جنکا خود آپ سے استعمال ثابت ہی اور بعض وہ ہین کہ انکا وصف فرمایا ہی چنانچہ احادیث[۲] مقام سے سب بالتعیین معلوم ہو جاوے گا

---

[۱] یعنی ان تینون فصلون مین ایسے خصائص بھی ہین یہ نہین کہ سب خصائص ہی ہین چنانچہ حیات انبیا و تحریم جسد و صلاۃ فی القبر سب انبیا علیہم السلام مین مشترک ہی ۱۲ منہ [۲] ان احادیث کی لغات یعنی ہمارا دویہ واغذیہ کا ترجمہ اکثر قاموس سے کیا گیا ہی ۱۲ منہ

اثمد یعنی سرمہ سیاہ اصفہانی حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اثمد کو استعمال مین رکھو وہ نگاہ کو تیز کرتا ہی اور بال کو جماتا ہی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپکی عادۃ شریف بھی دونون آنکھون مین ابن ماجہ کی روایت پر تین تین سلائی اور ترمذی کی روایت پر داہنے مین تین اور بائین مین دو لگانے کی تھی یعنی عادت دونون طرح تھی

اترج یعنی ترنج ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مومن قرآن پڑھتا ہے اُسکی مثال ترنج کی سی ہی کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے

بطیخ یعنی تربوز آپ تربوز کو خرماے تازہ کے ساتھ نوش فرماتے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ اسکی گرمی اسکی سردی کی دافع (اور مصلح) ہی روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی

بلح یعنی خرماے سبز یعنی خام ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرماے سبز خرماے خشک سے کھایا کرو شیطان آدمی کو دونون چیزین کھاتے ہوے دیکھتا ہی (متاسف ہوکر) کہتا ہی کہ یہ آدمی ابتک جیتا رہا کہ کہنہ کے ساتھ جدید پھل کو کھا رہا ہی روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے

بسر یعنی خرماے نیم پختہ صحیح حدیث مین ہی کہ جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ابو الہیثمؓ کے یہان مہمان ہوے تو وہ ایک خوشہ خرما کا لائے آپ نے ارشاد فرمایا پختہ پختہ کیون نہ چھانٹ لاے (تاکہ پورا خوشہ ضائع نہ ہوتا) انھون نے عرض کیا کہ میرا جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنی طبیعت کے موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لین (یعنی جنکو جو اچھا معلوم ہو)

بصل یعنی پیاز حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا اُنھون نے کہا کہ سب سے اخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اُس مین پیاز تھی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور صحیحین مین آپ نے اسکے کھانے والے کو مسجد مین آنے سے منع فرمایا ہی اور ایک دوسری حدیث مین آپ کا ارشاد ہی کہ جو کوئی پیاز یا لہسن کھاوے تو اُنکو پکا کر بدبو مار دے

تمر یعنی خرماے خشک آپ نے اسکی تعریف بھی فرمائی ہی کہ جو کوئی صبح کو سات تمر کھالے اُس روز اُسکو جادو اور زہر ضرر اثر نہین کرتا اور فرمایا ہی کہ جس گھر مین تمر نہ ہو اُسکے رہنے والے بھوکے ہین اور آپ سے کھانا بھی بکثرت ثابت ہی مسکہ سے بھی

لہ اس مین حروف ہجا کی ترتیب رکھی گئی ہی ۱۲ منہ

روٹی سے بھی تنہا بھی ثلج یعنی برف حدیث صحیح مین ہی آپ نے دعا فرمائی کہ ای اللہ مجھکو میرے
گناہون سے دھو ڈال پانی اور برف اور اولے سے آہ اس سے مدح برف کی نکلتی ہی ثوم
یعنی لہسن اسکا بیان پیاز کے ساتھ گذر چکا ثرید یعنی گوشت کے شوربے مین روٹی توڑی ہوئی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ رضہ کی فضیلت دوسری عورتون پر ایسی ہی جیسے ثرید کی فضیلت
دوسری غذاؤن پر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اس سے ظاہر فضیلت ثرید کی معلوم
ہوئی جبن یعنی پنیر سفر تبوک مین آپ کی خدمت مین لایا گیا آپ نے چاقو منگایا اور بسم اللہ
کہکر اسکا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے حنا یعنی مہندی آپ کے کوئی پھنسی نکلتی یا
کانٹا لگ جاتا تو آپ اسپر مہندی رکھدیتے روایت کیا اسکو ترمذی نے حبۃ سودا یعنی کلونجی
اسکا شونیز بھی نام آیا ہی آپ نے فرمایا ہی کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ اس مین بجز موت کے سب
بیماریون سے شفا ہی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حرف یعنی رائی اسکا نام حدیث مین
ثفا آیا ہی اور عام محاورہ مین حب الرشاد کہتے ہین آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ دو چیزون مین
کسقدر شفا ہی ثفا مین اور ایلوہ مین روایت کیا اسکو ابو عبیدہ وغیرہ نے اور مراسل مین
ابوداؤد نے حلبہ یعنی میتھی عبد الرحمن بن القاسم سے مرفوعاً منقول ہی کہ آپنے فرمایا کہ
میتھی سے شفا حاصل کرو خبز یعنی روٹی آپ کو شوربے مین توڑی بہت پسند تھی روایت کیا
اسکو ابوداؤد نے اور آپ نے ایک بار گیہون کی روٹی گھی سے چپڑی ہوئی کی تمنا فرمائی
چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپ نے گھی کے ظرف کو تحقیق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سوسمار
یعنی گوہ کے چمڑے کی کپی مین تھا آپ نے فرمایا اٹھالو روایت کیا اسکو بھی ابوداؤد نے
خل یعنی سرکہ آپ نے نوش بھی فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ خوب سالن ہی روایت کیا
اسکو مسلم نے دہن یعنی روغن آپ سر مین کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا اسکو
ترمذی نے شمائل مین اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی
روایت کیا اسکو بھی ترمذی نے ذریرہ یعنی ایک قسم کا مرکب عطر حضرت عائشہ رضہ فرماتی
ہین کہ مین نے حج وداع مین آپ کے احرام باندھنے کے وقت (یعنی قبل) اور احرام کھولنے
کے وقت (یعنی بعد) آپ کو اپنے ہاتھ سے ذریرہ کی خوشبو لگائی روایت کیا اسکو بخاری

وسلم نے رطب یعنی خرماے پختہ تازہ حضرت عبد اللہ بن جعفر کہتے ہین کہ مین نے آپ کو ککڑی
خرماے پختہ تازہ کے ساتھ کھاتے ہوے دیکھا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ
نماز کے قبل خرماے تر سے روزہ افطار فرماتے اگر خرماے تر نہ ہوے تو خرماے خشک سے
یہبھی نہ ہوے تو پانی سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ریحان یعنی خوشبودار پھول آپ نے
ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحان پیش کیا جاوے اُسکو رد نہ کرے کیونکہ اس مین بار
احسان بھی ہلکا ہی اور خوشبو پاکیزہ ہی یعنی دوسرے کا ضرر نہین اپنا نفع ہی روایت
کیا اُسکو مسلم نے ذاور اسی کے حکم مین ہر خوشبو ہی زیت یعنی روغن زیتون اسکا بیان درہن
مین آچکا زنجبیل یعنی سونٹھ بادشاہ روم نے ایک گھڑا زنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس
ہدیۃً بھیجا تھا آپ نے ایک ایک ٹکڑا سب کو کھانے کو دیا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے
کتاب طب نبوی مین سنا مشہور ہی آپ نے ایک صحابیہ کو سنا کا مسہل لینے کو فرمایا اور ارشاد
فرمایا کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو وہ سنا ہوتی روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے سنوت[1] اسکے معنی مین اختلاف ہی بعض اطبا نے ایک خاص تفسیر کو
ترجیح دی ہی یعنی شہد جو گھی کے ظرف مین رکھا گیا ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سنا اور سنوت
کو برتا کرو کہ ان دونون مین بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہی روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے ان بعض اطبا نے وجہ ترجیح مین کہا ہی کہ شہد اور گھی سے سنا کی اصلاح اور اسہال
کی اعانت ہوتی ہی سفرجل یعنی سیب وہی آپ نے ابو ذر رض کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ یہ
قلب کو تقویت دیتا ہی اور طبیعت کو خوش کرتا ہی اور سینہ کے کرب کو دور کرتا ہی روایت
کیا اسکو نسائی نے سمن یعنی گھی خبز کے بیان مین آپ کا گھی کی تمنا فرمانا گذرا ہی سمک یعنی
مچھلی آپ نے عنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے پاس سے لیکر نوش فرمایا زاد المعاد مین سریہ
خبط کے قصہ مین صحیحین سے نقل کیا ہی سلق یعنی چقندر آپ نے حضرت علی رض کو کہ وہ
نقاہت کی حالت مین تھے جو اور چقندر سے مرکب کھانے کو موافق مزاج فرمایا روایت
کیا اسکو ترمذی و ابو داؤد نے شونیز یعنی کلونجی اسکا ذکر حبۃ السوداء مین گذر چکا شعیر یعنی

[1] کنثور و سنور قاموس ۱۲

جو آپ کا معمول تھا کہ گھر والون کو بخار مین آشجو بنواکر پلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزین کے قلب کو قوت دیتا ہی اور مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ سب کو معلوم ہی کہ آپ کی اکثر غذا یہی غلہ تھا شوی یعنی بھنا ہوا گوشت آپکا تناول فرمانا چند حدیثون مین ہی جو ترمذی مین مذکور ہین شحم یعنی چربی ایک یہودی نے آپ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی جس مین کچھ تغیر آگیا تھا پیش کی صبر یعنی ایلوا اسکا ذکر بیان حرف مین گذرچکا ہی طیب یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ مجھکو دنیا کی چیزون مین سے منکوحہ بی بیان اور خوشبو پسند ہی عسل یعنی شہد آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ مین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اسکو کوئی بڑی بلا نہ پہونچیگی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے عجوہ مدینہ منورہ کی کھجورون مین سے ایک خاص قسم ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجوہ جنت سے ہی اور وہ زہر سے شفا ہی روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے عود ہندی اسکی دو قسمین ہین ایک قسط کہلاتا ہی آپنے ارشاد فرمایا کہ دوا کی چیزون مین سب سے بہتر پچھنے لگوانا اور قسط بحری ہی روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے اور آپنے ارشاد فرمایا کہ اس عود ہندی کو استعمال مین لایا کرو اس مین سات شفائین ہین اور دوسری قسم خوشبو مین برتی جاتی ہی آپ اسکو سلگا کر خوشبو لیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے قثا یعنی ککڑی آپ نے ککڑی کو خرمائے تازہ سے تناول فرمایا ہی روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے کماۃ جسکو بعضے کگرمتا اور بعضے سانپ کی چھتری کہتے ہین آپ نے فرمایا ہی کہ کماۃ مشابہ من کے ہی (جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یعنی جیسے وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہی) اور اسکا عرق آنکھ کے لیے شفا ہی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے کباث یعنی پیلو کا پھل ایک بار صحابہ جنگل مین اسکو چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لو وہ عمدہ ہوتا ہی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے لحم یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا و اہل جنت کی سب غذاؤن کا سردار گوشت ہی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نے فرمایا کہ پشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ نے خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور گورخر کا گوشت کھانے کی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اس کو بھی

بخاری ومسلم نے اور آپ نے سکھلایا ہو اگوشت بھی کھایا ہو سنن مین روایت کیا ہو اور مرغ
کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہو روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور سنن مین سرخاب کا
گوشت کھانا آپ کا مروی ہو اور صحابہؓ نے آپ کی ہمراہی مین ٹڈی کھائی ہو روایت کیا
اسکو بخاری ومسلم نے لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی ہو کہ بجز دودھ کی
اور کوئی چیز مجھکو ایسی معلوم نہین کہ جو کھانے اور پینے دونون سے کافی ہوجاوے روایت
کیا گیا سنن مین اور خود بھی نوش فرمایا ہو اور پھر پانی منگا کر کلی کی ہو روایت کیا اسکو
بخاری ومسلم نے ماء یعنی پانی بعض خاص پانیون کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہی
چنانچہ سیحان وجیحان ونیل وفرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے (بعض محققین نے اسکی توجیہ مین کہا ہی کہ یہ پانی کے جید ہونے کے تمام طرق
ان مین جمع ہین اس لیے تشبیہا انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد
فرمایا ہی کہ زمزم جس نیت سے پیا جاوے اُسی کے لیئے ہی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
اور یہ حدیث حسن ہی مسک یعنی مشک آپ نے فرمایا ہی کہ سب خوشبوؤن مین پاکیزہ
خوشبو مشک ہی روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل اور احرام کے بعد
اسکا استعمال بھی فرمایا ہی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ملح یعنی نمک آپنے فرمایا کہ تمہاری
نان خورش مین سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے نورہ یعنی چونہ آپ جب زہار
صاف کرنے کے لیئے اسکا استعمال فرماتے تو اول پوشیدہ بدن کو لگاتے روایت کیا
ابن ماجہ نے (یعنی کبھی اُس سے بھی بال دور کردیے ہونگے) نبق یعنی بیر آپ نے فرمایا
کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر اُترے تو سب سے اول بیر کھایا تھا روایت کیا اسکو
ابونعیم نے اپنی کتاب طب نبوی مین ورس یعنی ایک خاص قسم کی زرد گھاس جس سے
کپڑے وغیرہ رنگے جاتے ہین آپ نے ذات الجنب مین ورس اور روغن زیتون کی
تعریف فرمائی روایت کیا اسکو ترمذی نے یقطین یعنی کدو آپ کا برتن مین سے
تلاش کر کرکے کھانا بخاری ومسلم نے روایت کیا ہی اور حضرت عائشہ رضؓ کو فرمایا کہ جب
ہنڈیا پکاؤ تو کدو زیادہ ڈالا کرو کہ وہ قلب حزین کو قوت دیتا ہی اور آپ کی ہیئت کھانا

کھانے کے وقت دو تھین ایک گڑ ود وسرے دوزانو کہ بائین قدم کا تلوا داہنے قدم کی پشت سے لگا ہوتا اور آپ تین انگلیون سے کھاتے اور فارغ ہونے کے بعد انکو چاٹ لیتے اور پانی شیرین اور سرد پیتے ابو الہیثم سے آپ نے باسی پانی طلب فرمایا تھا اور آپ کے پینے بیر سقیا سے شیرین پانی لایا جایا کرتا تھا اور پانی تین سانس مین پیتے تھے اور بیٹھ کر پانی پیتے اور آپ کے پاس پانی پینے کا ایک پیالہ لکڑی کا اور ایک پیالہ کانچ کا تھا

ملبوسات آپ کا لباس چادر اور لنگی اور کرتا اور عمامہ ہوتا تھا اور سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے اور مخطط چادر کو بھی پسند رکھتے اور عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے اور گاہے صرف ٹوپی پر عمامہ پر بھی اکتفا فرماتے اور شملہ کبھی ہوتا کبھی نہ ہوتا اور قبا بھی پہنی ہی اور آپ کی چادر کا طول چھ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ ایک بالشت اور تہبند کا طول چار ہاتھ ایک بالشت اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت آیا ہی اور چادر بوٹہ دار اور سادہ دونون طرح کی پہنی ہی اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہی اور شاہ روم نے آپ کی خدمت مین ایک پوستین جس مین ریشم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہی اور پائجامہ آپ نے خریدا ہی اور بعض روایات مین پہننا بھی آیا ہی اور آپ کے پاس دو چادرین سبز[۱] اور ایک قمیص سیاہ اور ایک قمیص سرخ دھاری کا اور ایک قمیص بالون کا یعنی کمل تھا اور کرتہ سوت کا تھا جسکے دامن اور آستین دراز نہ تھین اور آپ نے کتان اور صوف بھی پہنا ہی مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہی اور تکیہ آپ کا چمڑہ کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر کبھی زمین پر کبھی چارپائی پر کبھی سیاہ کمل پر ایک بستر آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اوڑھنا بھی اوڑھتے تھے اور نعلین اور خفین بھی پہنتے تھے **مرکوبات** سات گھوڑے تھے جنکے یہ نام ہین سکب مرتجز طیف لزاز ظرب سبحہ ورد اور پانچ خچر تھے ایک دلدل یہ مقوقس شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ فروہ نے جو کہ قبیلہ جذام سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جسکو حاکم ایلہ نے پیش کیا تھا اور ایک چوتھا اور تھا جو حاکم دومۃ الجندل نے بھیجا تھا

[۱] زاد المعاد مین مراد اس سے سبز دھاری کا لیا ہی ۱۲ منہ

اور بعض نے پانچوان بھی کہا ہی جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عضیر جو شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعد بن عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین سانڈنیان تھین ایک قصوی دوسری عضباء تیسری جدعا اور بعض نے یہ دونون نام ایک کے کہے ہین اور پینتالیس اونٹنیان دودھ کی تھین اور سو بکریان تھین اس سے زائد نہ ہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری ذبح کر دیتے ہذا کلہ من زاد المعاد تنبیہ اس فصل مین جو کچھ ذکر کیا گیا بعض امور مین استمرار تھا بعض خاص خاص حالات و خاص خاص زمنہ کے اعتبار سے ہین اور زیادہ تفصیل کتب حادیث مین ہے

من الروض

نفسی و لم یك لو ما مد رکا شبعا	من الشعیر و کانت فرشه الحصر
...نے اپنی عمر پوری فرما دی اور ایک روز بھی جو سے شکم سیری	کی نوبت نہین آئی اور آپ کا فرش بوریا تھا
هذا وقد ملك الدنیا باجمعها	فردہ الزهد عنها و هو مقتدر
یہ حالت اسیر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے	آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اسکے کہ آپ مقدور رکھتے تھے
فالثوب یرقعه و الشاة یحلبها	وما رأی لاخی الاعدام یحتقر
سو کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے اور بکری کو خود دودھ لیتے	اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہین دیکھے گئے
والبیت یکنسه و النعل یخصفها	وان دعی اسعف الداعی ولا یذر
اور گھر مین جھاڑو دے لیتے اور نعل کو خود گانٹھ لیتے اور اگر	آپکی دعوت کیجاتی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے اور اعراض نہ فرماتے
کان البراق له و الخیل یرکبها	ولا بل یضاکذالك البغل والحمر
آپکے لیے براق بھی تھا اور گھوڑے بھی تھے جنپر آپ سوار ہوتے	تھے اور اونٹ پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی
یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبك من زانت به العصر

لہ یہ اشعار فصل ۲۴ کے ختم پر آچکے ہین مگر چونکہ مجھکو اس فصل ۲۵ کے مناسب اشعار میسر نہ ہوئے اور بوجہ التزام کے خالی رہنا مناسب نہ معلوم ہوا اسلیئے ان اشعار کو باوجود بہت تھوڑی مناسبت اور مکرر ہونے کے غنیمت سمجھکر درج کر دیا اگر کسی کو دوسرے مناسب اشعار مل جاوین تو انکے الحاق کی اجازت بلا درخواست معروض ہے ۱۲ منہ

فصل چھبیسوین آپ کے اہل وعیال وحشم وخدم مین

ازواج مطہرات سب سے اول حضرت خدیجہ رض سے نکاح کیا اُسوقت آپ کی عمر پچیس برس کی اور اُنکی چالیس برس کی تھی اور بجز حضرت ابراہیم ع کے کہ وہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہین باقی تمام اولاد آپ کی انھین سے ہین اور ہجرت سے تین سال قبل اُنکی وفات ہوگئی پھر آپ نے اُنکی وفات کے تھوڑے دنون بعد حضرت سودہ بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت عائشہ سے نکاح کیا اُسوقت اُنکی عمر چھہ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال مین جبکہ اُنکی عمر نو سال کی تھی رخصت ہوکر آئین اور آپکی بی بیون مین کنواری صرف ایک یہی تھین پھر حفصہ بنت عمر رض سے نکاح کیا پھر زینب بنت خزیمہ قیسیہ رض سے نکاح کیا اور دو مہینہ بعد وفات کرگئین پھر حضرت ام سلمہ رض سے نکاح کیا اور اُنکی وفات آپ کی سب بی بیون کے بعد ہوئی پھر حضرت زینب بنت حجش سے نکاح ہوا یہ آپ کی پھوپھی زاد بہن ہین اور بعد وفات نبوی سب بی بیون سے پہلے اُنکی وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ مین حضرت جویریہ رض سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ مین قید ہوکر آئی تھین آزاد کئے جانے کے بعد ان سے نکاح کیا پھر حضرت ام حبیبہ رض سے جبکہ وہ حبشہ مین ہجرت کرکے گئی ہوئی تھین بواسطۂ وکیل سنہ چار ہجری مین نکاح ہوا اور نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار اُنکو آپ کی طرف سے مہر دیا یہ ایکہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہی اور غزوہ خیبر کے زمانہ مین حضرت صفیہ رض سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ مین قید ہوکر آئی تھین آزاد کرنے کے بعد اُنسے نکاح ہوا پھر حضرت میمونہ رض سے عمرۃ القضا کے زمانہ مین نکاح ہوا یہ گیارہ ہین جن مین سے دو سامنے وفات پاگئین اور نو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھین اور بعض منکوحات ومخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہی مگر اُن مین اقوال متفق نہین ہین سراری یعنی وہ کنیزین جو ہمبستری کے لئے ہون حضرت ماریہ ان سے حضرت ابراہیم ع پیدا ہوے تھے حضرت ریحانہ حضرت جمیلہ ایک اور جو حضرت زینب نے ہبہ کردی تھی

یہ تمام فصل بھی زاد المعاد سے لکھی ہی ۱۲ منہ

اولاد اول صاحبزادہ قاسم آپ کی کنیت ابوالقاسم انھین سے ہی بچپن مین انتقال کر گئے
پھر حضرت زینب پیدا ہوئین اور بعض نے انکو حضرت قاسم سے بڑا بتلایا ہی پھر حضرت رقیہ
وحضرت ام کلثوم وحضرت فاطمہ پیدا ہوئین ان تینون مین اختلاف ہی کہ بڑی کونسی ہین پھر
عبداللہ پیدا ہوے طیب وطاہر انھین کے لقب ہین یہ بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوے
انکا بھی بچپن مین انتقال ہوگیا یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہین پھر سنہ آٹھ ہجری مین حضرت
ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوے اور شیرخوارگی مین انتقال کر گئے صرف
حضرت فاطمہ رض آپ کی وفات کے وقت زندہ تھین چھ ماہ بعد وفات کر گئی تھین اعمام
حضرت حمزہ رض حضرت عباس رض حضرت ابوطالب ابولہب زبیر عبدالکعبہ حارث مقوم
بعض نے یہ دونون نام ایک ہی کے بتلائے ہین ضرار قثم مغیرہ غیداق بعض نے ان
دونون کو ایک کہا ہی پس یہ بارہ ہوے یا دس۔ اسلام صرف دو لائے حضرت حمزہ رض
حضرت عباس کعبض نے اور بھی اعمام سے لکھے ہین عمات حضرت صفیہ یہ اسلام لائین عاتکہ
اروی ان دونون کے اسلام مین اختلاف ہی برہ امیمہ ام حلیم موالی یعنی غلام وکنیز
حضرت زید بن حارثہ اسلم ابورافع ثوبان ابوکبشہ سلیم شقران رباح یسار مدعم کرکرہ انجشہ
سفینہ انیسہ افلح عبیدہ طہمان کیسان ذکوان مہران مروان بعض نے یہ پانچون ایک ہی
کے نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہین حنین سندر فضالہ مابور واقد ابوواقد قسام ابوعسیب
ابوموہبہ یہ سب غلامون کے نام ہین اور کنیزین تھین سلمی ام رافع میمونہ بنت سعد خضیرہ
رضوی رزینہ ام ضمیر میمونہ بنت ابی عسیب ماریہ ریحانہ خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص
کاروبار کرنے والے حضرت انس رض اکثر کام انکے متعلق تھے حضرت عبداللہ بن مسعود
نعل ومسواک کی خدمت انکے سپرد تھی حضرت عقبہ بن عامر جہنی سفر مین خچر کے ساتھ رہتے
اسلع بن شریک یہ ناقہ کے ساتھ رہتے حضرت بلال مؤذن آمد وخرچ انکی تحویل مین ہوتا سعد
حضرت ابوذرغفاری رض ایمن بن عبید ان کے متعلق وضو واستنجا کی خدمت تھی اور انکی
والدہ ام ایمن معیقیب انکے پاس انگشتری رہتی مؤذنین کل چار تھے دو مدینہ مین حضرت
بلال وحضرت ابن ام مکتوم اور ایک قبا مین حضرت سعد القرظ ایک مکہ مین حضرت

ابو محذورہ حارسین یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے حضرت سعد بن معاذ یوم بدر مین اور حضرت محمد بن مسلمہ یوم احد مین اور حضرت زبیر بن عوام یوم خندق مین اور عباد بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا کاتبین یعنی آپ کے منشی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمرو بن العاص حضرت ابی بن کعب حضرت عبد اللہ بن ارقم حضرت ثابت بن قیس بن شماس حضرت حنظلہ بن ربیع اسدیؓ حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ حضرت خالد بن الولید حضرت خالد بن سعید بن العاص حضرت معاویۃ بن ابی سفیان حضرت زید بن ثابت۔ اور یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے ضارب اعناق یعنی جو لوگ آپ کی پیشی مین واجب القتل مجرمون کی گردن مارتے تھے حضرت علیؓ حضرت زبیر بن عوام حضرت مقداد بن عمرو حضرت محمد بن مسلمہ حضرت عاصم بن ثابت ضحاک بن سفیان شعراء و خطباء یعنی اسلام کی حمایت مین نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے حضرت کعب بن مالک حضرت عبد اللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابت یہ سب شاعر تھے اور مقرر حضرت ثابت قیس بن شماس تھے من المواھب

توفی رسول اللہ عن تسع نسوۃ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو بیبیان چھوڑ کر

الیھن تعزی المکرمات وتنسب
وفات فرمائی کہ مکارم کی طرف امور شریفہ منسوب کیے جاتے ہین

فعائشۃؓ میمونۃ و صفیۃ
وہ عائشہ ہین اور میمونہ ہین اور صفیہ ہین اور

وحفصۃ تتلوھن ھند و زینب
حفصہ ہین اسکے بعد ہند اور زینب ہین

جویریۃ مع رملۃ ثم سودۃ
اور جویریہ ہین اور رملہ ہین پھر سودہ ہین

ثلاث و ست ذکرھن مھذب
یہ کل نو ہوئین کہ انکا ذکر منقح ہے

فصلی علیہ اللہ ما دام شارق
سو اللہ تعالی آپ پر رحمت بھیجے جب تک آفتاب

من الشرق یشرق ثم فی الغرب یغرب
مشرق سے نکلے اور مغرب مین غروب ہو

فصل ستائیسوین وفات شریف سے آپ پر اور آپ کی امت پر

لہ ہذا للمولف ۱۲ ؎ اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہین ۱۲ منہ

نعمت و رحمت الٰہیہ کے تام اور کامل ہونے مین

ہر چند کہ یہ واقعہ طبعاً و فطرۃً ایسا جانفرسا و ہوشربا ہی کہ اسکی نظیر دوسرا واقعہ ہوا اور نہ ہوگا مگر آپ کی شان رحمۃ للعالمین ہونے کی ایسی مطلق ہی کہ اس واقعہ مین بھی اسکا ظہور بدرجۂ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی امت کے لیئے مظہر رحمت الٰہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہین تو خود کس درجہ مورد رحمت ہونگے تو یہ وفات خود آپ کے لیئے بھی نعمت عظمیٰ ہوئی چنانچہ شرعاً نصاً روایات ذیل سے یہ دونون دعوے ثابت ہین اسلیئے عقلاً بھی یہ دلائل فضائل سے ہوئی چنانچہ اسی حیثیت سے یہان اسکا مختصر ابیان کیا جاتا ہی ورنہ خوشی مین غم کا کیا ذکر **پہلی روایت** طبرانی نے حضرت جابر رضہ سے روایت کیا کہ جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ نازل کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھکو میری موت کی خبر اشارۃً سنائی گئی ہی تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ یعنی آخرت آپ کے لیئے دنیا سے زیادہ بہتر (اور نافع) ہی **ف** اس مین تصریح ہی کہ ملاء اعلیٰ کا سفر آپ کے لیئے زیادہ نافع ہی کہ اُس مین قرب بلا حجاب ہی حق تعالیٰ کا اور سرور دائم ہی اپنے مقام کی نعمتون کے مشاہدہ کا **دوسری روایت** بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات مین) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کی زیب و زینت اور اپنے پاس کی چیزون کے درمیان مین اختیار دیا اور اُس بندہ نے خدائتعالیٰ کے پاس کی چیزون کو ترجیح دی تو حضرت ابوبکر رضہ رونے لگے تو (ہم لوگون کی سمجھ مین بعد مین آیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے اس بندہ سے جسکو اختیار دیا گیا جسکو ابوبکر رضہ سمجھ گئے **ف** اس سے بھی نصاً ثابت ہوا کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہی کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہی خیریت آخرت کی **تیسری روایت** شیخین نے حضرت عائشہ رضہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض مین اختیار دیا جاتا ہی کہ دنیا مین رہین یا آخرت مین اور آپ کو مرض وفات مین کھانسی اُٹھتی تھی

اور یوں فرماتے تھے مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنی اُن لوگوں کے ساتھ (رہنا چاہتا ہوں) جن پر آپ نے انعام فرمایا ہی کہ وہ نبی ہیں اور صدیق ہیں اور شہید ہیں اور صالح ہیں پس مجھ کو یقین ہوگیا کہ آپکو اختیار دیا گیا ہو (جسپر آپ نے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعوے مقصود میں نص ہی **چوتھی روایت** شیخین نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا ہی کہ آپ صحت میں فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی وفات ہوتی ہی اُسکا مقام جنت میں رہنے کا دکھلا کر اختیار دیا جاتا ہی جب آپ پر مرض کی شدت ہوئی تو آپ یہ کلام فرمایا کرتے تھے اللھم الرفیق الاعلی یعنی ای اللہ عالم بالا کے رفقا کو اختیار کرتا ہوں اور [illegible] ہیں مبارہ ہیں رفیق اعلی کے بعد یہ زیادت بھی ہو فوائد [illegible] بیہقی [illegible] ف یہ بھی مثل احادیث بالا کے مقصود [illegible] روایت [illegible] سے دس سے مرسلا نقل کیا ہو کہ حیات [illegible] اختیار دیے گئے ایک یہ کہ دنیا میں [illegible] کہ اپنی امت کے فتوحات کو دیکھوں دوسرے یہ کہ آخرت کو چلنے میں تعجیل کروں میں نے تعجیل ہی کو اختیار کیا ف جو اوپر ہو وہ یہاں بھی ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ صریح ہو کہ وہاں تو تجیہ صحابہ نے سمجھی تھی یہاں خود آپ ہی کے ارشاد سے منقول ہی **چھٹی روایت** بیہقی کی ایک طویل حدیث میں ہو کہ حضرت ملک الموت نے عرض کیا کہ حق تعالی نے مجھ کو بھیجا ہی اگر آپ فرمائیں تو روح قبض کروں اور اگر آپ فرمائیں تو چھوڑ دوں مجھ کو حکم ہو کہ آپ کے حکم کی اطاعت کروں آپ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالی آپ کی لقا کا مشتاق ہی آپ نے ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دی بیہقی نے ان اللہ قد اشتاق الی لقائك کی تفسیر میں کہا ہو معناہ قد اراد لقائك بان یردك من دنیاك الی معادك زیادۃ فی قربك وکرامتك ف اس سے بھی آخرت کے سفر کا راجح ہونا ظاہر ہی کہ وہ مرتب ہی اشتیاق حق تعالی پر بالمعنی اللائق بہ تعالی کما ذکرہ البیہقی پس جس طرح آپ نے سفر آخرت کو پسند فرمایا حق تعالی نے بھی آپ کے لیے اُسی کو پسند فرمایا دکلہ

من المواهب والمشکوٰۃ **ساتوین روایت** مسلم مین حضرت انس رضہ سے ایک طویل حدیث مین جس مین ام ایمن رضہ آپ کو یاد کرکے رونے لگین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول مروی ہی کہ تم کیون روتی ہو کیا تم کو معلوم نہین کہ خدا تعالیٰ کے پاس کی نعمتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (یہان سے) بہتر ہین اور انھون نے بھی تصدیق کی پھر رونے کی یہ وجہ بتلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہوگئی سو وہ دونون حضرات بھی رونے لگے **ف** اس حدیث سے بھی تین صحابیون کا اتفاق مدعا سے مقام پر ثابت ہوا **آٹھوین روایت** امام مسلم نے ابو موسیٰ رضہ سے روایت کیا ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندون مین سے کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتے ہین تو اس امت کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دیدیتے ہین اور اس پیغمبر کو اس امت کے لیئے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیجدیتے ہین اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہین تو پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اسکو سزا دیتے ہین اور اسکو ہلاک کردیتے ہین اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہو سو اسکے ہلاک ہونے سے اس پیغمبر کی آنکھین ٹھنڈی کرتے ہین چونکہ ان لوگون نے اس پیغمبر کی تکذیب اور نافرمانی کی تھی **ف** اس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا امت کے حق مین علامت رحمت ہونا معلوم ہوا جیسے پہلی روایات مین خود آپ کے حق مین اتم نعمت ہونا ثابت ہوا تھا **نوین روایت** حضرت ابن عباس رضہ سے اس حدیث مین جس مین آپ ان لوگون کا ثواب بیان فرما رہے تھے جنکی اولاد بچپن مین مرجاتی ہی روایت ہو کہ حضرت عائشہ رضہ نے پوچھا کہ جسکا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپ نے فرمایا اپنی امت کے لیئے مین آگے جاتا ہون کیونکہ میری (وفات کے) برابر ان پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت امت کے لیئے معلوم ہوئی کہ اسپر صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوے **دسوین روایت** ابن ماجہ مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس پر کوئی مصیبت پڑے وہ میری (وفات کے واقعہ) مصیبت کو یاد

لـه فی باب قبل باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

کرکے تسلی حاصل کرے ف اس مین ثواب کے علاوہ ایک اور حکمت تسلی کی معلوم ہوئی۔
گیارھوین روایت قیس بن سعد سے۔ روایت ہی کہ مقام حیرہ مین ایک رئیس کے
سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوے دیکھ کر آیا او رحضور مین عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو
سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہی آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گذرو تو کیا اُسکو بھی سجدہ
کروگے مین نے عرض کیا نہین آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو روایت کیا اسکو ابو داؤد
نے ف مطلب آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرمانا تھا کہ تمھارے اقرار سے یہ بات ثابت
ہوئی کہ مسجودیت کے لیئے حیات شرط ہی اور ظاہر ہی کہ حی حقیقی حق تعالی کے سوا کوئی
نہین تو بس سجدہ اُسی کو زیبا ہی اس حدیث سے بھی ایک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی
کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر مین زندہ رہتے تو عجب نہین ہزارون نادانون کو شبہہ الوہیت کا آپ پر
ہو جاتا سو وفات سے حیات خاص کا زوال ہو اُس سے عدم الوہیت پر استدلال
ظاہر ہوگیا اور امت کے لیئے یہ بڑی رحمت ہی **بارھوین روایت** حضرت عمرؓ سے
روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین نے اللہ تعالی سے اپنی
وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمد آپ کے
اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستارون کے ہین کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہی مگر نور سب
مین ہی سو جو شخص اُنکے اختلاف کی جس شق کو لے لیگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے
روایت کیا اسکو رزین نے ف یہ اختلاف فروع اجتہادیہ مین وجوہ دلالت نصوص کے
اختلاف سے ہی جس مین ہر شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہی سو یہ رحمت ہی کہ اس مین
امت کو سہولت ہی اور ظاہر ہی کہ یہ اختلاف موقوف ہی اجتہاد پر اور اگر حضور تشریف
رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ مین نص حاصل ہو سکتی تھی اجتہاد کا باب کیسے واقع ہوتا تو یہ سہولت
مختصہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث مذکور ہی کیسے ظاہر ہوتی پس اول کی سات روایتون
سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین آپ کی توجہ ملاء اعلی کی نعمت ہونے کی وجوہ
اور اخیر کی پانچ روایتون سے امت کے حق مین اُسکی رحمت ہونے کی وجوہ ثابت
ہوتی ہین لیکن اسکے یہ معنی نہین کہ یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت نہین ہی اول تو خود

روایات بالا مین بعض حکمتین خود مصیبت ہونے پر ہی متفرع ہین دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیا علیہم السلام کے اکمل البشر ہین علماً بھی عملاً بھی قالاً بھی اُن سے اضطراب کے اقوال و افعال صادر نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تاسف اور بکاء ثابت ہی چنانچہ بیہقی کی روایت مین ہی کہ آپ کے اخیر وقت مین جبرئیل علیہ السلام نے کہا ھذا اخر موطئی من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہی زمین پر یعنی وحی لیکر اسکے سیاق سے تاسف ظاہر ہی اور ابو نعیم سے نے حضرت علی رض سے روایت کیا ہی کہ جب روح قبض ہوئی تو ملک الموت روتے ہوے آسمان کو چڑھے اور زمین سے نے آسمان سے آواز سنی و محمداہ اس سے بکاء عزرائیل کا ثابت ہی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رض سے آپ کی وفات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کے لیئے اصحاب کے پاس آنا اور انکا رونا روایت کیا ہی اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہون اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ملائکہ سے افضل ہوتے ہین تو انکا رونا ملائکہ کے رونے سے بھی زیادہ عجیب ہی اور دلیل ہی اسکے مصیبت ہونے کی تیسری روایات مین مصیبت ہونے کے وجوہ کی تصریح بھی ہی چنانچہ مرفوع حدیث مین مسلم نے ابو موسی اشعری رض سے روایت کیا ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین اپنے اصحاب کے لیئے سبب امن ہون جب مین چلا جاؤنگا تو موعودہ بلائین (فتن وشرور) اُنپر آوینگی اور میرے اصحاب میری امت کے لیئے سبب امن ہین جب میرے اصحاب چلے جاوینگے تو موعودہ بلائین (بدعات وشرور) امت پر آوینگی اور موقوف حدیث مین اور پر ساتوین روایت مین حضرت ام ایمن کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی جس نے حضرت ابو بکر رض و عمر رض کو بھی رلادیا آچکا ہی یہ تینون امر اسکے مصیبت ہونے پر صریح دلیل ہین اور ایک واقعہ کا مختلف حیثیتون مین مختلف وصف سے موصوف ہونا کوئی امر غریب نہین ہی اس تحقیق کے بعد مختصراً واقعہ بیان کیا جاتا ہی —

آپ کا ابتدا مرض حضرت میمونہ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت زینب بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک ریحانہ کے گھر (یہ آپ کی کنیزک تھین) اور پیر کے دن ابتدا ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے دن اور بعض کے نزدیک بدھ کے دن اور کل مدت

مرض بعض نے تیرہ دن کہے ہین بعض نے چودہ بعض نے بارہ بعض نے دس میرے نزدیک
اس اختلاف مین تطبیق یہ ہی کہ مرض کی بالکل ابتدا، کو بعض لوگ خفیف سمجھ کر شمار نہین کرتے
بعض لوگ شمار کرتے ہین اب سب اقوال جمع ہو جا مینگے اور مرض درد سر سے شروع ہوا
اور اُس مین بخار بڑھ گیا اور آپ کو جو خیبر مین یہودیون نے گوشت مین زہر دیا تھا اور
آپ نے تھوڑا سا تناول فرمانے کے بعد جب انکشاف ہوا چھوڑ دیا تھا آپ نے
اس مرض مین یہ بھی فرمایا کہ اُس زہر کا اثر ہمیشہ ہوتا رہا مگر اب اُسنے اپنا پورا کام کر دیا ہی
تو اس معنی کر حضور کو زہر سے شہادت ہوئی چنانچہ ابن مسعود رضہ اور بھی بعض سلف اسکے
قائل تھے اور بعض ضعیف روایات مین آپ کا مرض ذات الجنب آیا ہی اور بعض روایات
مین خود آپ کے ارشاد سے اسکی نفی آتی ہی بعض علما نے وجہ جمع مین یہ کہا ہی کہ ذات الجنب
کا اطلاق دو مرضون پر آتا ہی ایک جو ورم حار سے ہو دوسرا جو اضلاع کے درمیان
ریح کے احتباس سے ہو اول کی نفی ہی دوسرے کا اثبات چنانچہ ابن سعد کی روایت
مین تصریح ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاصرہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا
اُس مین شدت ہو گئی جب مرض مین شدت ہوئی حضرت ابوبکر رضہ کو نماز پڑھانے کا حکم
فرمایا اور اُنھون نے سترہ نمازین پڑھائین اور درمیان مین ایک وقت نہایت تکلف
سے آپ نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہ رضہ کے رنج وغم کو سن کر باہر مسجد
مین تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر بہت سے وصایا و نصائح ارشاد فرمائین اور واحدی
نے عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت کیا ہی کہ آپ نے قریب زمانۂ وفات کے ہم
لوگون کو حضرت عائشہ رضہ کے گھر مین جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سنائی ہم نے عرض کیا
یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا فرمایا میرے گھر والے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ کو کفن کس کپڑے مین دین فرمایا میرے انھین کپڑون مین (آپ کا لباس ردا اور
ازار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑون مین یا یمانی چادر جوڑہ مین ہم نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھیگا فرمایا جب غسل کفن سے فارغ ہو تو میرا
جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھینگے پھر تم گروہ گروہ آتے جانا

اور نماز پڑھتے جاتا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھیں پھر اُنکی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر مین کون اُتاریگا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت اور اُنکے ساتھ ملائکہ ہونگے طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہی اور ایک روز جبکہ مسجد مین حضرت ابوبکرؓ صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاوینگے اُسوقت صحابہ کی بیتابی کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز مین کچھ پریشانی ہوجاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑکر دولت خانہ مین تشریف لے گئے ۔

بس یہ بھی اخیر زیارت آپ کی حیات مین اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن مین مذکور ہوے ہین اور وفات[سلہ] آپ کی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبۂ حیرت و وحشت کے بعضون کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش مین نہ رہے بعضے احکام متعلق خاص آپ کے غسل وکفن وصلوۃ ودفن کے مخفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو آپ کو قیاس اس لئے نہین کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتین واقع مین بھی ثابت ہوئین اور نص اس لئے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی طرح اسکو تحقیق نہین کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا نام بھی زبان پر لادین گو مستقل مزاج مخصوصین ومقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہی مگر تاہم عام طور پر تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آئندہ حفاظت کے انتظام کی جدا فکر تھی اور واقع مین یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بناکر اُسپر مجتمع ومتفق ہوجانے پر کچھ دیر

سلہ اور تاریخ کی تحقیق نہین ہوئی اور بارھوین جو مشہور ہی وہ حساب درست نہین ہوتا کیونکہ اوس سال ذی الحجہ کی نوین جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہی پس جمعہ کو نوین ذی الحجہ ہوکر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہین ہوسکتی ۱۲ منہ

اس مین لگی پھر نماز آپ کی لوگون نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اس مین جماعت نہ ہوئی تھی
جیسا آگے آتا ہی اور اس مین دیر لگنا ظاہر ہی اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا
اس لیئے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرفیاب ہوجاوین ان مجموعی اسباب کو
لازم تھا دفن مین توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہارشنبہ
کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت مین ہی کہ یوم منگل مین دفن ہوے اور ایک
تیسری روایت مین ہی کہ یوم بدھ مین دفن ہوئے مگر یہ دونون روایتین بھی پہلی روایت
پر محمول ہین اس طرح سے کہ عرب کے حساب مین رات شروع ہوجانے سے تاریخ بدل
جاتی ہی پس اس بنا پر منگل گذر جانے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہدیا اور بعض اہل
عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہین پس اس بنا پر شب مذکور کو یوم
منگل کہدیا اور سچ تو یہ ہی کہ یہ واقعہ جیسا ہوشربا تھا اسپر نظر کرتے ہوے تو آپ بہت
ہی جلد دفن ہوے ورنہ مہینون کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت
مین یہ استقلال یہ بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا اور خشک
مزاج خالی دماغ معترض کو اسکا کیا ذوق ہوسکتا ہی ؎

ای ترا خاری بپا نشکستہ کی دانی کہ چیست	حال شیرانے کہ شمشیر بلا برسر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا ہی کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر ہوا
کہ آپ کے کپڑے مثل اموات کے اتارے جاوین یا مع کپڑون کے غسل دین جب اس مین
اختلاف ہوا اللہ تعالی نے انپر نیند کو مسلط کیا اور گھر کے گوشہ سے ایک کلام کرنے
والے نے کلام کیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون ہی کہ مع کپڑون کے غسل دو پس قمیص
کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور قمیص سمیت ملتے تھے اور ابن سعد کی روایت مین
ہی کہ اسوقت ایک تیز خوشبودار ہوا اٹھی آہ پھر آپ کا کرتہ نچوڑدیا گیا اور آپ کے کفن
مین بہت سے اقوال ہین ترمذی نے حضرت عائشہ رض کی اس حدیث کو سب سے اصح
کہا ہی کہ آپ کو تین سفید یمانی کپڑون مین کفن دیا گیا جن مین قمیص اور عمامہ نہ تھا کسی نے
لوگون کا قول نقل کیا کہ دو سفید کپڑے اور ایک مخطط انھون نے کہا کہ مخطط کپڑا لایا

تو گیا تھا مگر واپس کر دیا گیا اور اُس مین آپ کو کفن نہین دیا اور شیخین کی یہ بھی روایت ہی
کہ وہ تینون کپڑے سوت کے تھے (اور حنفیہ نے قمیص کو اس لیے مسنون کہا ہی کہ خود
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کو قمیص دیا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے)
اور حضرت عائشہ رض کی حدیث سے جس مین نفی قمیص کی ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قمیص
مین حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا وہ نکال لیا گیا تھا نووی نے اسی کو
صواب کہا اور عقلی وجہ سے بھی اسکو ترجیح دی ہی کہ اگر وہ رہتا تو تمام اوپر کا کفن تر
ہو کر خراب ہو جاتا اور ابو داؤد کی روایت کو جس مین دو کپڑے اور وہ قمیص جس مین
آپ کی وفات ہوئی مروی ہین یزید بن زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہی اور ابن ماجہ
مین حضرت ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جب آپ کا جنازہ تیار کر کے گھر مین گیا تو
اول مردون نے گروہ گروہ ہو کر نماز پڑھی پھر عورتین آئین پھر بچے آئے اور اس نماز مین
کوئی امام نہین ہوا پھر دفن مین کلام ہوا تو حضرت ابو بکر رض نے فرمایا کہ مین نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ اللہ تعالی انبیا کی روح اُسی جگہ قبض کرتے ہین جہان
وہ انبیا دفن ہونا پسند کرتے ہین آپ کو اُس جگہ دفن کرو جہان آپ کا بستر تھا روایت
کیا اسکو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر نبی کا مدفن اُنکا محل وفات ہی ہو
بلکہ صرف محل وفات مین دفن کا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہی اور لوگ اپنے ارادہ سے
یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ دفن کر دین تو اور بات ہی) اور حضرت ابو طلحہ نے
آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف مین چار حضرات نے اُتارا حضرت علی رض حضرت عباس رض
اور دو صاحبزادے حضرت عباس رض کے قثم اور فضل اور آپ کی لحد پر نو اینٹین کچی
کھڑی کی گئین اور شقران نے کہ آپ کے آزاد کیے ہوے غلام تھے اپنی رائے سے
ایک کھیس نجران کا بنا ہوا جسکو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف مین بچھا دیا تھا مگر
ابن عبد البر نے نقل کیا ہی کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلال رض نے ایک مشک
پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرھانے کی طرف سے شروع کیا اور بخاری مین سفیان
تمار سے روایت ہی کہ اُنھون نے آپ کی قبر شریف کو ہان کی شکل کی دیکھی اور دارمی

حضرت انس رض سے روایت کیا ہو کہ مین نے آپ کی تشریف آوری مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن احسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ اقبح اور تاریک تر نہین دیکھا ترمذی نے اُن سے روایت کیا ہو کہ جس روز حضور مدینہ مین تشریف لائے ہین اُسکی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہو اُسکی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہنوز دفن کر کے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب مین ہم نے تغیر پایا داسکا یہ مطلب نہین کہ نعوذ باللہ ہمارے عقیدے مین کچھ فرق آگیا بلکہ آپ کی قرب وصحبت ومشاہدہ کے ساتھ جو انوار خاص تھے وہ نہ رہے اور شیخ کامل سے قرب وبعد مین تفاوت اب بھی مشاہد ہی) اور قبر شریف کی زیارت مین صحیح حدیثین آئی ہین چنانچہ دارقطنی نے ابن عمر رض سے روایت کیا ہو کہ حضور نے ارشاد فرمایا من زار قبری وجبت له شفاعتی اور عبدالحق نے اپنے احکام وسطی وصغری مین اسکو روایت کرکے اس سے سکوت کیا اور انکا سکوت (بوجہ اس التزام کے) دلیل اسکی صحت پر اور معجم کبیر طبرانی مین ہو کہ حضور نے ارشاد فرمایا من جاءنی زائرا لاتحمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا له یوم القیامة اسکو ابن السکن نے صحیح کہا ہو اور متکلم فیہ حدیثین اس باب مین کثیر ہین اور تعدد طرق وتقوی باحادیث صحیحہ مذکورہ سابقہ اُنکے ضعف کا جابر ہو سکتا ہو یہ تو فتوی استدلال تھا اور ذوق اس فتوی کو یہ کہہ کر قوی کرتا ہے

علی بربع العامریة وقفة	لیملی علی الشوق والدمع کاتب
لیلی عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا مجھ پر لازم ہی	تاکہ شوق مجھ کو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو
ومن مذهبی حب الدیار لاهلها	وللناس فیما یعشقون مذاهب
اور میرا مذہب ہی گھروں سے محبت کرنا گھر والوں کے علاقہ سے	اور لوگوں کے اپنی محبوب چیزوں کے باب مین مختلف مذاہب ہین

اور ایک حدیث مین جو وارد ہی لاتشد الرحال الا الی ثلثة مساجد وہ سفر الی القبر الشریف کی نہی پر دلالت نہین کرتی کیونکہ یہان استثنا مفرغ ہونے سے مستثنیٰ منہ مقدر ہی اور بوجہ متصل ہونے استثنا کے چونکہ اصل اس مین متصل ہی وہ مستثنیٰ کی جنس سے

ہوگا اور جسقدر اقرب فی التجانس ہوگا وہ احق للتعیین ہوگا اور جنس قریب مساجد ثلثہ کی ظاہر ہو کہ مفہوم مسجد ہو پس تقدیر اس طرح ہوگی لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد اس صورت مین مطلقا مشاہد و مقابر کی طرف سفر کرنا حدیث مذکور مین مسکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا اور تائید اسکی ایک صریح حدیث سے ہوتی ہو جسکو مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال مین اس طرح نقل کیا ہو فی مسند احمد عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمطی ان یشد رحالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلوۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ہذا اور معنی اسکے یہ ہین کہ دوسرے مساجد کی طرف جن مین کہ تضاعف ثواب کا وعدہ نہین ہو اس نیت سے سفر کرنا کہ وہان نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوگا تقول علی الشارع ہو اس لئے منہی عنہ ہو اور مقابر خاصہ مین برکات تمامہ ثابت ہین پھر زوروا القبور مین بھی اطلاق اذن ہو البتہ یہ شرط ضرور ہو کہ اور مفاسد لازم نہ آوین خوب سمجھ لو

من المواہب لصفیہ رض

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا
یارسول اللہ آپ ہمارے امید گاہ تھے

وکنت بنا برا و لم تک جافیا
اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے

وکنت رحیما ہادیا ومعلما
اور آپ رحیم ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے

لیبک علیک الیوم من کان باکیا
جسکو رونا ہو آج آپ پر روئے

فدی لرسول اللہ امی وخالتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو میری ماں اور خالہ

وعمی وخالی ثم نفسی ومالیا
اور چچا اور ماموں پھر میری جان اور مال

فلو ان رب الناس ابقی نبینا
سو اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو باقی رکھتا

سعدنا ولکن امرہ کان ماضیا
تو ہم سعادت اندوز ہوتے لیکن اسکا حکم نافذ ہونیوالا ہے

علیک من اللہ السلام تحیۃ
آپ پر اللہ تعالی کی طرف سے تحیت ہو

وادخلت جنات من العدن راضیا
اور آپ جنات عدن مین راضی ہو کر داخل کیے جاوین

فصل اٹھائیسوین آپ کے عالم برزخ مین تشریف رکھنے کے متعلق

بعض احوال وفضائل مین

پہلی روایت ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہو کہ کوئی دن ایسا نہین ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کیے جاتے ہون کذا فی المواہب **دوسری روایت** مشکوٰۃ مین حضرت ابو الدردا سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے زمین پر حرام کردیا ہو کہ وہ انبیا کے جسد کو کھاوے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہین اور انکو رزق دیا جاتا ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **ف** بس آپ کا زندہ رہنا اس تقریر سے ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہو اور کوئی شہدا کے حق مین بھی بات اور نص وارد ہو مگر انبیا علیہم السلام بدرجہ اولی اسکے اکمل و اقوی ہین **تیسری روایت** بیہقی وغیرہ نے حدیث انس سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام اپنی قبرون مین زندہ ہوتے ہین اور نماز پڑھتے ہین کذا فی المواہب **ف** یہ تکلیفی نہین بلکہ تلذذ کے لیے ہو اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہو کیونکہ مشکوٰۃ مین بیہقی سے بروایت حضرت انس رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہو کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہو اسکو مین خود سنتا ہون اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہو وہ مجھکو پہونچایا جاتا ہو یعنی بذریعہ فرشتون کے جیسا مشکوٰۃ ہی مین نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعود رض آپ کا ارشاد مروی ہو کہ اللہ تعالی کے کچھ ملائکہ زمین مین سیاحت کرنے والے مقرر ہین کہ میری امت کی طرف سے مجھکو سلام پہونچاتے رہتے ہین **چوتھی روایت** مشکوٰۃ مین نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار حضرت عائشہ رض کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعب نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہین آتا جس مین ستر ہزار فرشتے نہ اُترتے ہون یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے احاطہ کرلیتے ہین اور آپ پر درود پڑھتے ہین یہانتک کہ جب شام ہوتی ہو وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہین اور دوسرے فرشتے اسی طرح کے اُترتے ہین اور ایسا ہی کرتے ہین یہانتک

کہ جب قیامت کے دن زمین قبر کی شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتون کے ساتھ باہر تشریف لاوینگے کہ وہ آپ کو لے چلینگے روایت کیا اسکو دارمی نے ف اس سے آپ کا شرف عظیم برزخ مین ظاہر ہے **پانچوین روایت** مشکوۃ مین ابوداؤد وبیہقی سے بروایت ابوہریرہ ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالی مجھ پر میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہانتک کہ مین اسکے سلام کا جواب دیتا ہون ف اس سے حیات مین شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت وجبروت مین مستغرق تھی۔ جس طرح کہ دنیا مین نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اس سے افاقہ ہوکر سلام کی طرف متوجہ ہوجاتا ہون اسکو رد روح سے تعبیر فرمادیا کذا فی اللمعات **تلخیص** مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ کے برزخ مین آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہین اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا غذا مناسب اس عالم کی نوش فرمانا سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ سلام کا جواب دینا یہ تو دلالۃً ثابت ہین اور احیانا بعض خواص امت سے یقظہ مین کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار و اخبار مین مذکور ہے اور حالت رویا و کشف مین تو ایسے واقعات حصر و احصاء سے متجاوز ہین اور ان مشاغل کے ایک وقت مین اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ برزخ مین روح کو خصوصا روح مبارک کو بہت وسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے امور غیر ثابتہ بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یا مسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیانا کو ثابتہ بالدوام ماننا جائز نہین ہوگا خوب سمجھ لیا جاوے **من الروض**

تالله اقسم ما و انا لک مناسم ۔ الا و اصبح منه الکسر بتجبیر

مین قسم کھاتا ہون کہ آپکی پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال نہ آیا مگر کہ اسکی شکستگی کی صلاح ہوگئی اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کی سبب

ولا احتمی بجمالک المحتمی فزعا ۔ الا دعا یا من ماله خطر

اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپکی دربار مین پناہ لی مگر کہ [illegible] ہوا اس حالت سے کہ اسکو اپنی حاضری پر شرمندگی نہین ہوئی جیسی

ولا اتاک فقیر الحال ذو امل ۔ الا و فاض من الالاء له نهر

اور نہ آیا کبھی پاس مزار شریف پر کوئی فقیر حال امیدوار [illegible] کیلیے عرض کرنیکو حاضر مگر کہ اسکے لیے نہر دوامی کی جاری ہوگئی اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے

ولا اتاك امرؤ من ذنبه وجل	الا دعا و يعفو و هو مغتفر
اور نہ آیا آپکے پاس کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا اور تقا مغفرت	مگر وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا گیا یعنی ...
ولا دعاك لهيف عند نائبة	الا وليته منك العون واليسر
اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کے وقت آپکو پکارا ہو کہ دعا کیجئے	... آپکی جانب سے ...
یا رب صل وسلم دائما ابدا	على حبيبك من زانت به العصر

فصل انتیسوین آپ کے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو میدان قیامت مین ظاہر ہونگے

پہلی روایت حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین سردار ہونگا اولاد آدم کا (یعنی کل آدمیون کا) قیامت کے روز اور مین اُن سب مین پہلا ہونگا جنکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اول مین قبر سے اُٹھونگا) اور سب (شفاعت کرنے والون) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہونگا اور سب سے اول میری شفاعت قبول کی جاویگی روایت کیا اسکو مسلم نے اور شیخین کی ایک حدیث مین جو قیامت مین صعقہ سے سب سے اول موسی علیہ السلام کا ہوش مین آنا آیا ہی سو یہ وہ صعقہ نہین ہی جسکے بعد بعث ہو گیا کہ اُس مین حضور سب سے مقدم ہین بلکہ بعد بعث کے ایک صعقہ فزع ہوگا جیساکہ آپ کا فاکون اول من يفيق فرمانا اسکا قرینہ ہی سو اُسمین موسی علیہ السلام مقدم ہونگے جس مین احتمال یہ ہی کہ وہ کسی عارض سے ہو جسکی طرف خود اُس حدیث مین بھی اشارہ ہی فلا ادری احوسب بصعقة الطور الخ یعنی طور پر بیہوش ہوجانے کے عوض مین شاید اسوقت بیہوش نہ ہوے ہون یا پہلے ہوش مین آگئے ہون جیسا عنقریب[1] ابراہیم علیہ السلام کے تقدم فی اللباس کی وجہ بھی کی نظیر آتی ہی **دوسری روایت** حضرت انس رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین سب پیغمبرون سے زیادہ ہونگا اس بات مین کہ

[1] یعنی اسی فصل کی ساتوین روایت مین ۱۲ منہ

میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہونگے اور مین سب سے اول دروازہ بہشت کا کھٹکھٹاؤنگا روایت کیا اسکو مسلم نے **تیسری روایت** مواہب مین ابن زنجویہ سے بروایت تمیز رمۃ تصری روایت ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین قیامت کے روز براق پر ہونگا اور تمام انبیا مین سے اس روز مین اسکے ساتھ مختص ہونگا **چوتھی روایت** حضرت جابر سے ایک حدیث مین جس باب خصائص کا ذکر ہو رہا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا مروی ہی کہ مجھ کو شفاعت (کبری) عطا کی گئی ہی جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لئے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **پانچوین روایت** حضرت ابوسعید سے منجملہ خصائص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہی کہ میرے ہاتھ مین قیامت کے روز لواء الحمد ہوگا اور مین فخر کی راہ سے نہین کہتا اور جتنے نبی ہین آدم بھی اور انکے سوا اور بھی وہ سب میرے اس لواء کے نیچے ہونگے روایت کیا اسکو ترمذی نے **چھٹی روایت** حضرت جابر سے روایت ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین سب سے پہلے قبر سے نکلونگا جب لوگ مبعوث ہونگے اور مین انکا پیشرو ہونگا سب حق تعالی کی پیشی مین آوینگے اور مین انکی طرف سے شفاعت کیلئے بات چیت کرونگا جب وہ خاموش ہونگے اور ان سب کیطرف مجھ سے شفاعت کے لئے درخواست کی جاویگی جب وہ موقف مین حساب سے محبوس کئے جاوینگے اور مین انکا بشارت دینے والا ہونگا جب وہ نا امید ہو جاوینگے اور کرامت اور ہر خیر کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھوں مین ہونگی اور لواء الحمد اس روز میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہونگا ایک ہزار خادم میرے اکرام و خدمت کے لئے میرے پاس آمد و رفت کرینگے (اور ایسے حسین ہونگے) گویا کہ وہ بیضے ہین جو (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہون یا موتی ہین جو بکھرے پڑے ہون روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی نے **ف** اور فصل سابق کی چوتھی روایت مین قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتون کا آپ کی جلو مین ہونا مذکور ہو چکا ہی **ساتوین روایت** حضرت

ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی
حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجھکو جنت کے جوڑون مین سے ایک جوڑا پہنایا جاویگا پھر
مین عرش کی داہنی طرف کھڑا ہونگا کہ کوئی شخص خلائق مین سے بجز میرے اس مقام
پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے ف لمعات مین ہی کہ شاید یہ مقام محمود یہی ہو اور
ایک تفسیر مقام محمود کی ابن مسعود و مجاہد سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر
ابن عباس رضہ سے کرسی پر بٹھلایا جانا ہوا جیسے کہ معالم و مدارک مین مذکور ہی اور ابن مسعود رضہ
کی حدیث مین جسکو دارمی نے روایت کیا ہی وارد ہوا ہی کہ مجھکو ابراہیم علیہ السلام کے
بعد لباس پہنایا جاویگا تو خود اس حدیث مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ قبر سے
نکلنے کے وقت نہین ہی بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہو جیسا کہ اس مین ہی و جمع بیکہ حفاة
پس تطبیق ایسے ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلتے ہی پہنایا جاویگا اس مین حضور مقدم ہین اور ایک
لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اسمین حضرت ابراہیم علیہ السلام مقدم ہونگے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ
انکو نمرود نے آگ مین ڈالنے کے وقت کپڑے اتار کر ڈالا تھا یہ اسکا صلہ ہو بہرحال انشقاق ارض کے
بعد لباس عطا ہونے مین حضور ہی مقدم ٹھہرے آٹھوین روایت حضرت ابوہریرہ رضہ
سے ایک طویل حدیث مین روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے
وسط مین پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولون سے پہلے مین اپنی امت کو لیکر گذرونگا
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے نوین روایت حضرت سمرہ رضہ سے روایت ہی کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ سب اسکا فخر
کرینگے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہین اور مجھکو امید ہی کہ میرے حوض پر لوگ
بہت آوینگے (کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی) روایت کیا اسکو ترمذی نے ف اس سے
آپ کے حوض کا اورون کے حوض سے پر رونق زیادہ ہونا ثابت ہوا اور یہ آپ کے
خصائص مین سے ہی دسوین روایت حضرت انس رضہ سے ایک حدیث طویل
مین روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اذن بالشفاعت کے متعلق) فرمایا
کہ اللہ تعالی میرے قلب مین ایسے مضامین حمد و ثنا کے القا فرماوینگے کہ اب میرے

ذہن میں حاضر نہیں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ف یہ علمی فضیلت آپ کی اُس روز ظاہر ہوگی کہ ذات و صفات کے متعلق ایسے وسیع معلومات کے ساتھ آپ خاص ہونگے یہ سب حدیثین بجز تیسری روایت کے مشکوۃ مین ہین من القصیدہ

هو الحبيب الذي ترجى شفاعته

وہی ہے ایسا حبیب خدا تعالی کا کہ جسکی شفاعت کبری کی امید کیجاتی ہے

لكل هول من الاهوال مقتحم

ہر ہول کیلئے جو لاحق ہوگا روز قیامت جسمین آدمی بزور داخل کیے جاوینگے

دعا الى الله فالمستمسكون به

آنحضرت صلعم نے لوگونکو خدا کیطرف بلایا جسنے آپکے طریق کو مضبوط پکڑ لیا

مستمسكون بحبل غير منفصم

تو آپکی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنی نہین (بلکہ قیامت مین بھی)

ان لم يكن في معادي آخذا بيدي

اگر آنحضرت صلعم بر اہ فضل و کرم وارث عہد میری دستگیری نہ کرینگے

فضلا والا فقل يا زلة القدم

یاد نہ فرمائینگے تو تو کہہ کہ افسوس میری لغزش قدم پر (کیونکہ اعمال صالحہ نہین)

يا اكرم الخلق ما لي من الوذ به

اے بزرگترین مخلوقات بوقت نزول حادثہ عظیم و عام کے آپکے سوا کوئی

سواك عند حلول الحادث العمم

ایسا نہیں ہے جسکی مین پناہ لیکر آؤن حضرت آپ ہی کا بھروسہ ہے

ولن يضيق رسول الله جاهك بي

اور ہر گز تنگ نہوگا عرصہ قدر و منزلت آپکا اے رسول اللہ صلعم سبب

اذ الكريم تجلى باسم منتقم

شفاعت میری کے جسوقت کہ خداوند کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا

يا نفس لا تقنطي من زلة عظمت

اے میرے نفس ہر گناہ کے سبب جو بڑا ہو عفو سے ناامید مت ہو کیونکہ

ان الكبائر في الغفران كاللمم

بیشک گناہان کبیرہ در باب بخشش مثل صغیرہ ہین

لعل رحمة ربي حين يقسمها

امید ہے کہ میرے پروردگار کی رحمت جب وہ اُسکو اپنے بندون پر تقسیم

تاتي على حسب العصيان في القسم

کریگا تو وہ رحمت بقدر گناہان حصہ مین آوے گی

يا رب صل وسلم دائما ابدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

فصل تیسوین آپکے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو جنت مین ظاہر ہونگے

پہلی روایت مشکوۃ مین حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤنگا اور اُسکو کھلواؤنگا خازن جنت پوچھیگا کہ کون ہے مین کہونگا کہ محمد ہون وہ کہیگا کہ آپ ہی کی نسبت

مجھ کو حکم ہوا ہی کہ آپ کے قبل کسی کے لیئے نہ ظہور ہوا روایت کیا اسکو مسلم نے **دوسری روایت** امام احمد نے حضرت انس رض سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کوثر کیا چیز ہی آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہی جنت مین کہ مجھ کو میرے رب نے عطا فرمائی ہی وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین ہی اور بخاری کی روایت مین حضرت عائشہ رض سے ہی کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اسکے دونون کنارون پر کھوکھلے موتی ہین اُس مین برتن (پانی پینے کے) اسقدر ہین جسقدر ستارے اور نسائی کی روایت مین حضرت عائشہ رض یہ ہی کہ وہ وسط جنت مین ہوگی اور اسکے دونون کنارون پر موتی اور یاقوت کے محل ہین اور اسکی مٹی مشک ہی اور اسکے سنگریزے موتی اور یاقوت ہین اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت مین ابن عمر رض سے اس طرح ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہی جنت مین اسکے دونون کنارے سونے کے ہین اور پانی موتی پر چلتا ہی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رض سے موقوفا روایت کیا ہی کہ وہ ایک نہر ہی جنت مین اُسکا عمق ستر ہزار فرسخ ہی اسکے دونون کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہین اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیا کے قبل اسکے ساتھ خاص فرمایا ہی اور ترمذی کی روایت مین حضرت انس رض سے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہی جنت مین اس مین پرندے ہین جیسے اونٹون کی گردنین حضرت عمر نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہین آپ نے فرمایا کہ اُنکے کھانے والے اُن سے بھی زیادہ لطیف ہین **ف** یہ نہر جنت مین اُس حوض کے علاوہ ہی جو میدان قیامت مین ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اُس حوض مین اسی نہر سے پانی گریگا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالون سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اُس حوض مین پہونچیگا مجموعہ روایت شیخین سے اُن پرنالون سے اسی نہر کا پانی جانا ثابت ہوجاتا ہی اور ان سب روایات کے مجموعہ سے چند صفات فاضلہ اُس نہر کے اور خاص ہونا اسکا حضور کے ساتھ یہ سب واضح ہی **تیسری روایت** مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنا کرو تو جو وہ کہے تم بھی کہا کرو پھر مجھپر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھپر ایک درود بھیجتا ہی اُس پر اللہ تعالی دس رحمتین بھیجتا ہی پھر میرے لیئے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت مین ایک درجہ ہی کہ تمام بندگان خدا مین سے اسکا مستحق ایک ہی بندہ ہی اور اللہ تعالی سے امید ہی کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جو شخص میرے لیئے وسیلہ کی دعا کریگا اسکے لیے میری شفاعت واقع ہوگی اور مسند احمد مین ابو سعید خدری کی روایت سے ارشاد نبوی ہی کہ وسیلہ اللہ تعالی کے نزدیک ایک درجہ ہی جس سے بڑھکر کوئی درجہ نہین ف قواعد سے یہ امر متعین تھا کہ حضور ہی اسکے مستحق ہین کیونکہ جب آپکا افضل الخلق ہونا ثابت ہی تو ظاہر ہی کہ افضل درجات آپ ہی کے لیئے ہی مگر اس ارشاد فرمانے کے وقت تک جزئیًا تصریح نہ ہوئی ہوگی جو ایسا ارشاد فرمایا **چوتھی روایت** حضرت ابن عباس رض سے اس آیت کی تفسیر مین ولسوف یعطیک ربک فترضی روی ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے آپکو ایک ہزار محل جنت مین دیئے ہین اور ہر محل مین آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہین روایت کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور ایسی بات چونکہ رائے سے نہین کہی جا سکتی اس لیئے یہ موقوف حکمًا مرفوع ہی **پانچوین روایت** حضرت ابن عباس رض سے ایک حدیث مین روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤنگا تو اللہ تعالی میرے لیئے دروازہ کھولدینگے اور مجھکو اس مین داخل فرما دینگے اور میرے ساتھ فقرا مؤمنین ہونگے روایت کیا اسکو ترمذی نے ف اس مین آپکی فضیلت تمامہ جو جنت مین ظاہر ہوگی کہ آپ کی امت کے لوگ سب امتون سے پہلے جنت مین داخل ہونگے **چھٹی روایت** حضرت انس رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابو بکر و عمر بجز انبیا و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر والے اہل جنت کے سردار ہونگے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علی رض سے روایت کیا ہی ف آپ کی امت مین سے دو بزرگون کا تمام امم اولین و آخرین کے

کہول مین سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہی جو جنت مین ظاہر ہوگی ساتوین روایت حضرت حذیفہ رض سے ایک حدیث مین روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک فرشتہ آیا ہی جو اس شب سے قبل کبھی زمین پر نہین آیا اسلیئے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھکو آکر سلام کرے اور مجھکو بشارت دے کہ فاطمہ تمام اہل جنت کی بیبیون مین سردار ہونگی اور حسن اور حسین تمام اہل جنت کے جوانون مین سردار ہونگے روایت کیا اسکو ترمذی نے ف آپ کے خاندان مین سے ان حضرات کا جنت مین جوانون اور عورتون کا سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہی کہ جنت مین ظاہر ہوگی اور باوجودیکہ حضرت حسنین رض نے سن کہولت پایا ہی مگر انکو جوان بہ نسبت شیخین کے مقابلہ مین کہا گیا اور چونکہ انکی عمر حضرت شیخین سے کم ہوئی اس لیئے شیخین کو کہول اور حسنین کو شاب کہا گیا یہ تین روایتین اخیر کی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے نقل کی گئین باقی سب مواہب سے ہین

من القصیدة

فخرت کل فخار غیر مشترک	وجزت کل مقام غیر مزدحم
پس آپ نے ہر قسم کی بزرگی جسمین کوئی آپکا شریک نہین ہو جمع کرلی اور آپ	ہر عالیمقام سے جسمین کوئی آپکو مزاحمت نہ دیتا تھا گذرگئے یعنی آپکو
وجل مقدار ما ولیت من رتب	وعز ادراک ما اولیت من نعم
اور بہت بڑی ہی قدر ان مراتب کی جو آپکو عطا کیئے گئے اور فہم و ادراک	ان نعمتون کا جو آپکو منجانب خداوند تعالیٰ عطا کی گئین دشوار تر ہے
یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلهم

فصل اکتیسوین آپکے افضل المخلوقات ہونے مین

اسکی تصریح اس لیئے ضروری ہوئی کہ فصول سابقہ مین اکثر واقعات سے نفس فضیلت

سلہ کیونکہ شیخین رض کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور حضرت حسن رض کی عمر چالیس سے کچھ زائد اور حضرت حسین رض کی عمر پچپن سے کچھ زائد ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ حضرت شیخین رض وفات کے وقت کہول تھے انکے مجموعہ وفاتین کے وقت یعنی جب حضرت عمر رض کی وفات ہوئی ہی حضرات حسنین رض شاب تھے پس لفظ شباب اپنے معنی پر رہیگا ۱۲ منہ

ثابت ہو اور وہ مستلزم نہین افضلیت کو اور بدون اسکے اعتقاد کے نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہین اور گو یہ مسئلہ ایسا اجماعی اور مسلمات ضروریہ سے ہی جسپر استدلال ہی کی حاجت نہین مگر تبرکاً کچھ روایات لکھی جاتی ہین **اول روایت** حضرت ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اللہ تعالی کے نزدیک تمام اولین و آخرین مین زیادہ مکرم ہون روایت کیا اسکو ترمذی و دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ **دوسری روایت** حضرت انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج مین براق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہوئے کے وقت شوخی کرنے لگا جبریل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ساتھ ایسا کرتا ہی تجھپر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہین ہوا ہی جو ان سے زیادہ اللہ تعالی کے نزدیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہوگیا کذا فی سنن الترمذی **تیسری روایت** امام احمد نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہی کہ جب آپ (شب معراج مین) بیت المقدس مین تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے ہوے تو تمام انبیا آپ کے ہمراہ (مقتدی ہو کر جیسا کہ مسلم مین ابن مسعود کی روایت مین حضور کا ارشاد ہی فاممتہم) نماز پڑھنے لگے اور ابو سعید کی روایت مین ہی بیت المقدس مین داخل ہو کر فرشتون کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے) پھر انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب سے حق تعالی کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کئے جب حضور کے خطبہ کی نوبت آئی جس مین آپ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الی کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم وامۃ وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا تو اسکو سنکر ابراہیم نے سب انبیا علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ بہذا فضلکم محمد یعنی انھین فضائل سے محمد تم سب سے بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزاز اور حاکم نے بھی حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہی کذا فی المواہب **چوتھی روایت** حضرت ابن عباس رض سے روایت ہی کہ انھون نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء پر بھی

فضیلت دی اور آسمان والون (یعنی فرشتون) پر بھی (اور پھر اسپر قرآن مجید سے استدلال
کیا) روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ **پانچوین روایت** حضرت انس رضہ سے
(ایک طویل حدیث مین) روایت ہو کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے (ایک بار
اپنے کلام مین) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کردو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت مین ملیگا کہ
وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو مین اسکو دوزخ مین داخل کرونگا خواہ کوئی ہو
موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہین ارشاد ہوا اے موسی قسم ہو اپنے عزت و
جلال کی مین نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہین کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو
مین نے انکا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے
سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم ہو اپنے عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق
پر حرام ہو جب تک کہ محمد اور انکی امت اس مین داخل نہو جاوین (پھر امت کے
فضائل کے بعد یہ ہو کہ) موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجھ کو اس امت کا
نبی بنا دیجیے ارشاد ہوا اس امت کا نبی اسی مین سے ہوگا عرض کیا کہ تو مجھ کو ان (محمد)
کی امت مین سے بنا دیجیے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہوگئے وہ پیچھے ہونگے البتہ تم کو اور
انکو دار الجلال (جنت) مین جمع کردونگا روایت کیا اسکو حلیہ مین کذا فی الرحمۃ المہداۃ
مجموعہ ان روایات سے آپکا افضل الخلق ہونا حق تعالی کے ارشاد سے خود آپ کے
ارشاد سے انبیا و ملائکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہ کے ارشاد سے صریحًا بھی
اور امامت انبیا و ملائکہ و ختم نبوت و خیریت امت وغیرہ سے استدلالًا بھی ثابت ہو
اور اس فصل کے قبل کی دو فصلون مین اور بالکل شروع کتاب کی دو فصلون مین بھی
متعدد روایتون سے یہ امر کالتصریح ثابت ہو **من القصیدہ**

محمد سید الکونین والثقلین ۔۔۔ والفریقین من عرب و من عجم

آپ اسم با مسمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین جو سردار دنیا و آخرت و جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہین

فانسب الی ذاته ما شئت من شرف ۔۔۔ وانسب الی قدره ما شئت من عظم

اور آپکی ذات بابرکات کیطرف جو خوبیان (باستثناء مرتبہ الوہیت) تو چاہو منسوب کردو وہ سب قابل تسلیم ہونگی اور آپکی قدر عظیم کیطرف جو

فان فضل رسول اللہ لیس لہ | حد فیعرب عنہ ناطق بفم
کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے | کہ کوئی گویا انکو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر و بیان کر سکے
فمبلغ العلم فیہ انہ بشر | وانہ خیر خلق اللہ کلہم
پس نہایت ہماری فہم اور علم کی یہ ہی کہ آپ بشر عظیم القدر ہیں اور | یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں
یا رب صل و سلم دائما ابدا | علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فصل تیسوین ان بعض آیات کی مختصر تحقیق مین جنکے ظاہر الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے جنمین سے کچھ رسالۂ ہذا مین وارد کیے گئے ہین معاضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہی اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ مین آسکتی ہے

اول قال اللہ تعالیٰ ووجدک ضالا فہدی یہان ضلال کے وہ معنی نہین جو اردو محاورہ مین مستعمل ہین کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اسکا محاورہ جدا ہی سو عربی مین اسکے معنی مطلق ناواقفی کے ہین اور وہ اپنی دونون قسمون کو عام ہی ایک وہ جو احکام آنے کے قبل ہو اور ایک وہ جو احکام کے معارضہ مین ہو دوسرا مذموم ہی اور اول مذموم نہین کیونکہ نبوت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہین ظاہر ہی کہ قبل نبوت وہ معلوم نہین ہوتے تو بس یہ آیت ایسی ہوئی جیسے ارشاد ہی وعلمک مالم تکن تعلم دوم قال اللہ تعالیٰ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک یہان بھی وزر کے معنی گناہ کے نہین جیسا لا تزر وازرۃ وزر اخری سے شبہہ ہوسکتا ہی بلکہ لغت عربی مین وزر کے معنی مطلق بوجھ کے ہین خواہ گناہ کا بوجھ ہو جس سے انبیا علیہم السلام معصوم ہین لقولہ تعالیٰ لا ینال عہدی الظالمین اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجھ ہو اور یہان یہی ہی کہ اول اول آپ پر وحی کا بہت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ مین ہی کہ اول اول آپ کو جاڑہ چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہوگیا الم نشرح لک صدرک

اسکا یہ قرینہ ہی سوم قال اللہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر یہان بھی ذنب سے مراد معنی متعارف نہین بلکہ وہ اجتہادات ہین جو نصوص سے منسوخ کردیے گئے کہ نصوص کے بعد اُنپر عمل کرنا درست نہین چونکہ ذات فعل کی نہین بلکہ باعتبار ذات کے اُسکو ذنب فرمایا گو اُسوقت اُس مین وصف ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ بعض احوال مین ذنب ہو سکتا ہو گو اسوقت ذنب نہین معاف فرماتے ہین اور آپ کی شدت خشیت کے سبب تسلیہ کے لیئے یہ عنوان اختیار فرمایا ورنہ خطاے اجتہادی پر تو اجر موعود ہو اور یہی معنی ہین واستغفر لذنبک کے چہارم قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین امر و نہی کا یہ معنی بھی خلاف کا وقوع یا احتمال نہین بلکہ معنی یہ ہین کہ جس طرح اب تک تقوی و عدم اطاعت عصاۃ کا صدور ہوتا رہا آئندہ بھی ایسا ہی رہنا چاہیے اور مقصود اس سے مایوس کرنا ہی کفار کو جو اپنے بعض خیالات کی طرف آپ کو بلاتے تھے تو اُنکے سُنانے کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ سمجھ لین کہ آپ چونکہ وحی کے خلاف کبھی نہین کرتے اس لیئے ہرگز ہماری موافقت نہ فرمادینگے جیسا ارشاد ہوا ہی وما انت بتابع قبلتہم پنجم قال اللہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک یہان بھی احتمال شک لازم نہین آتا بلکہ اس سے مقصود زیادت توثیق کلام ہو اسکی ایسی مثال ہی جیسے کسی ایسے شخص سے خطاب کرنے وقت جو تم کو یقیناً سچا سمجھتا ہی کلام کو مؤکد کرنے اور مخاطب کو زیادہ یقین دلانے کے لیئے کہا کرتے ہو کہ اگر تم کو شبہہ ہو تو محلہ والون سے پوچھ لو مطلب یہ کہ گو تم کو حاجت نہ ہوگی مگر ہم اپنی طرف سے اسکے لیئے آمادہ ہین اور تم کو اجازت دیتے ہین کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل اطمینان ہی ششم قال اللہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک سیاق مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ اسکے مخاطب ہی نہین کیونکہ اوپر ارشاد ہی و لقد اوحی الیک والی الذین من قبلک جس سے اتنا ثابت ہوتا ہی کہ یہ مضمون سب انبیا پر وحی کیا گیا ہی اور مضامین وحی مین بعض سے خود نبی کو خطاب مقصود ہوتا ہی اور بعض سے امت کو پہونچانا مقصود ہوتا ہی

مطلب یہ کہ سب انبیا پر یہ مضمون بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہو کہ اپنی امت کو یہ خطاب سُنا دین
لئن اشرکت لیحبطن عملك اور اگر آپ ہی مخاطب ہون تو یہ خطاب بطور فرض کے ہی
جس سے مقصود مبالغہ ہی ذم شرک مین جس طرح کہا کرتے ہین کہ اورون کی تو کیا حقیقت
ہی اگر میرا بیٹا ہی میری مخالفت کرے تو اُسکو نہ چھوڑون گو وہ بیٹا ایسا مطیع ہو کہ
اسپر کسی کو اصلاً شبہہ مخالفت کا نہ ہو ہفتم قال اللہ تعالی فلا تك فی مرتیہ منہ انہ
الحق اس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہین آتا بلکہ مطلب یہ ہی کہ جو بات
قرآن کے ذریعہ سے بتلائی گئی ہی چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی اور معلوم نہ ہونے
سے اس مین تردد تھا کہ یون ہی یا یون ہی اب بعد وحی کے شک نہ کیجیے اور یہ شبہہ بھی
نہ کیا جاوے کہ کیا اس صورت مین احتمال شک کا تھا یہ بھی لازم نہین آتا بلکہ اُسکی ایسی
مثال ہی جیسے محاورات مین اثنائے کلام مین یہ کہتے جاتے ہین کہ یقین مانو یہ بات
اس طرح ہی کبھی قسم کھانے لگتے ہین گو مخاطب کتنا ہی معتقد صدق متکلم کا ہو مگر مقصود
توثیق کلام کی ہوتی ہی ہشتم قال اللہ تعالی ولو شاء اللہ لجمعهم علی الهدی فلا تکونن
من الجاهلین اس سے بھی مضمون شرطیہ سابقہ سے بیخبر ہونا لازم نہین آتا کہ صفت قدرت
سے بیخبر ہونا انبیا پر محال ہی بلکہ معنی یہ ہین کہ لو شاء سے بقاعدہ عربیہ معلوم ہو گیا کہ کفار
معہودین کی ہدایت کے ساتھ اللہ تعالی کی مشیت متعلق ہونے والی نہین ہی کما قال
تعالی سواء علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون اور یہ امر اس ارشاد سے پہلے
معلوم نہ تھا بس مطلب یہ ہوا کہ اب بے علم نہ رہیے یقین کر لیجیے اور اگر یہ شبہہ ہو کہ کیا
اب بھی احتمال بے علمی کا تھا تو جواب اُسکا آیت ہفتم کے ذیل مین گذر چکا نہم قال اللہ
تعالی واما ینزغنك من الشیطان اس سے بھی وہ تسلط لازم نہین آتا جسکی نفی اس
آیت مین ہی انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون الخ یعنی جسپر
معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ صرف تحریک ثابت ہوتی ہی گو تحرک
نہ ہو سو یہ ایسا ہی جیسے کوئی شیطان الانس کسی نبی کو بُری رائے دے اسی طرح شیطان
الجن کا رائے دینا بھی محال نہین مگر اُسپر عمل ہونا محتمل نہین دہم عبس وتولی ان جاءہ

الاعمی الخ یہان دو مصلحتین متعارض تھین ایک تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا اسکا
مقتضا تھا کافر کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب مسلم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے اجتہاد ظاہر سے اُسوقت یہی سمجھا دوسری مصلحت نفع تیقن کا مقدم ہونا نفع
موہوم پر اسکا مقتضا تھا الٹ مسلم کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب کافر جاحد پر اور
اسکا سمجھنا موقوف تھا اجتہاد غامض پر حق تعالی کا مقصود یہی ہو کہ آپ کی شان عظیم کے
شایان اُسوقت اجتہاد غامض سے کام لینا تھا یہ تو جواب ہو شبہہ ناشی عن المعنون کا
اور اگر عنوان سے کہ بصورت عتاب ہو شبہہ ہو تو جواب یہ ہو کہ علاقہ محبت مین بعض
اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دال علی المحبت و الخصوصیت ہوتا ہو تکلف آداب سے
وفی المثل السائر اذا جاءت الالفۃ رفعت الکلفۃ ونعم ما قیل ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را

چنانچہ درمنثور مین مروی ہو کہ اسکے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوتے آپ فرماتے مرحبا
بمن عاتبنی فیہ ربی جس سے بوے التذاذ آتی ہو وھذا امر من لم یذقہ لم یدرہ اور
احقر کی تفسیر مین ان آیات کی اور انکی امثال آیات کا تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ مقنع و
مفید ہوسکتا ہو اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہونگے ان سے ایسی احادیث
بھی حل ہوجاوینگی یہ محض نمونہ کے طور پر لکھدیا ہو من القصیدۃ

لم یمتحنا بما تعیی العقول بہ ۔ حرصا علینا فلم نرتب ولم نہم

آپ نے ہم کو ایسی چیزون سے نہ آزمایا جنکے دریافت کرنے
مین ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہوجاوین کیونکہ آپکو
ہماری صلاح مرغوب تھی اسلیے ہم کسی حکم کے قبول کرنے مین

شک مین نہ پڑے اور سلوک طریق شریعت مین حیران سرگردان یا مبتلاے
وہم نہوے چنانچہ اسی بنا پر یہ بھی داخل ہو کہ جو اشکالات مذکورہ ظاہر
الفاظ سے واقع ہوسکتے تھے قواعد شرعیہ سے وہ بالکل صاف کردیگئی

اعیی الوری فہم معناہ فلیس یری ۔ للقرب والبعد فیہ غیر منفحم

آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو
عاجز کردیا پس نہین دیکھا جاتا ہو اشخاص قریب المنزلۃ یعنی خواص
مین یا بعید المنزلۃ یعنی عوام مین درباب دریافت کمالات حضرت

کے مگر عاجز و ساکت یعنی آپکے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو
معلوم نہین اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کی سبب ظاہر نظر مین بعضے
شبہات پڑ سکتے ہین جنکے حل کرنیکے لیے قواعد شرعیہ کافی ہین)

كالشمس تظهر للعينين من بعد صغيرة و تكل الطرف من امم

آپ کا حال یعنی کمالات ظاہریہ و باطنیہ مثل آفتاب کے ہی کہ دور سے چھوٹا بقدر قرص یا آئینہ کے معلوم ہوتا اور ناظر بسبب نہایت بعد کے اُسکی واقعی مقدار نہین معلوم کرسکتا ہی اور اگر اسکو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بیننده عاجز و درمانده و خیره ہو جاتی ہی اور اُسکی پوری حقیقت دریافت نہین کرسکتی (اسی لیئے بعض امور مین کو حیرت ہو جاتی ہی جیسا اوپر کے شعر کی شرح مین معلوم ہوا)

يا رب صل و سلم دائما ابدا على حبيبك خير الخلق كلهم

فصل تینتیسوین آپ کے وصف عبدیت کے بیان مین جو کہ آپکے مراتب علیا سے ہی

جاننا چاہیئے کہ آپ کے تمام کمالات کا مدار دو صفتون پر ہی عبدیت و رسالت جن پر جابجا آیات و احادیث مین تنصیص کی گئی ہی اور نماز مین جو تشہد تعلیم کیا گیا ہی اس مین بھی دونون کو جمع فرما دیا گیا ہی اور جیسا کمالات رسالت سے نعوذ باللہ آپ کی تنقیص کرکے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہی جسکی رد کے لیئے اس سے اوپر کی فصل منعقد کی گئی ہی اسی طرح کمالات عبدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر الٰہ حق کے خواص سے متصف جاننا یا کسی امر منفی فی النفس کو مثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہی فصل اسکی اصلاح کے لیئے لکھی جاتی ہی نمونہ کے لیئے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہی پہلی روایت حضرت عمر رض سے روایت ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اتنا مت بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو بڑھا دیا (کہ خواص الوہیت کو اُنکے لیئے ثابت کرنے لگے) مین تو اللہ کا بندہ ہون (مجھ مین الوہیت کی کوئی بات نہین) سو تم مجھکو اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول کہا کرو (الوہیت کو ثابت مت کرو) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے دوسری روایت حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ آپ اپنے مرض وفات مین فرماتے تھے کہ مین نے جو کھانا (زہر آلود) خیبر مین (کچھ) کھا لیا تھا ہمیشہ اُسکی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا رہا اور اب

وہ وقت ہی کہ اُس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی روایت کیا اسکو بخاری نے **تیسری**
روایت بخاری نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر سحر کیا گیا یہاں تک کہ آپ کو (اُسکے اثر سے) یہ خیال ہوجاتا کہ مین فلان (دنیوی
کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ) کرچکا ہون حالانکہ اسکو کیا نہ ہوتا الحدیث **چوتھی روایت**
حضرت عبداللہ ابن مسعود رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دربارہ
سہو فی الصلوٰۃ کے) فرمایا کہ مین بشر ہون جیسے تم بھولتے ہو مین بھی بھولتا ہون سو
مین جب بھول جاؤن مجھ کو یاد دلادیا کرو روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **پانچوین**
روایت حضرت سہل بن سعد رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
(اس حدیث مین جس مین بعض لوگون کا حوض کوثر سے ہٹا دیا جانا مذکور ہی) فرمایا کہ مین
کہونگا کہ یہ تو میرے منتسبین (یعنی مومنین) مین سے ہین (فرشتون کی طرف سے) جواب
ملیگا کہ آپ کو خبر نہیں کہ انھون نے آپ کے بعد کیا کیا (دین مین) اختراع کیا تھا مین
کہونگا دور ہو دور ہو ایسا شخص جس نے میرے بعد (دین مین) تغیر تبدل کیا ہو روایت
کیا اسکو بخاری ومسلم نے درمیان کی روایت خود بخاری سے ہی باقی سب مشکوٰۃ سے
ان روایات سے آپ کا سم اور سحر اور مرض سے متاثر ہونا اور نسیان وذہول کا
طاری ہونا اور اخیر کی روایت سے بعض واقعات قبل قیامت کا بھی آپ کی اخیر عمر
تک آپ سے مخفی وغائب رہنا یا غائب ہوجانا جس مین تاویل بالذات وبالعرض کی
بھی نہین چل سکتی اور جس سے نصوص نفی علم محیط الی یوم القیامہ کے زمانہ قبل عطاء
علم مذکور پر محمول ہوسکنے کا شبہہ بھی قطع ہوتا ہی ثابت ہوتا ہی اور روایت اخیرہ پر
عرض اعمال امت کی روایت کے تعارض کا شبہہ اس لیئے نہین ہوسکتا کہ اُس روایت
مین نہ تو یہ نص ہو کہ یہ اعمال قلب کو بھی شامل ہی نہ یہ نص ہی کہ تمام اعمال ظاہری کو شامل
ہی ممکن ہی کہ دقائق مفاسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیئے جاتے ہون اور بعد فرض
عرض عام کے نہ یہ نص ہی کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی جزئی کرکے یاد رہتے ہون
ورنہ قیامت کے روز معرفت امت کے لیئے غرہ اور تحجیل کی علامت مقرر ہونے کی

کیا حاجت تھی کیونکہ اعمال معروضہ مین وضو و نماز داخل ہوتا سب کچھ داخل ہی اور ان سب امور پر مطلع اور آنکی یاد ہوتے ہوے وہی اطلاع اور یاد کافی تھی خوب سمجھ لو غرض موجبہ کلیہ کہ علم صلی اللہ علیہ وسلم کل حادث مطلقًا یا الی یوم القیامہ مرتفع ہو گیا اسی طرح بیشمار روایات اور آیات مین یہ امور بھی اور دوسرے لوازم بشریہ بھی مثل جوع و عطش اور بعض اوقات رضا و غضب دراے کے بیانی کا واقع کے مطابق نہ ہونا وارد ہین اور پہلی روایت مین تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا حد شرعی سے تجاوز کرنے سے مصرح ہی غرض نہ مثبت کی نفی کی اجازت ہی اور نہ منفی کے اثبات کی اجازت تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون **من القصیدة**

ظلمت سنة من احیی الظلام الی
مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب چھوڑ دینے افعال مسنونہ اُس نفس مقدسہ کے جسنے شبہاے تاریک کو زندہ رکھا بسبب مشغولی عبادات مالک کائنات کے یعنی ان مین خواب

ان اشتکت قدماہ الضر من ورم
استراحت نہ فرمائی یہانتک کہ آپکے دونون قدم مبارک مرض ورم مین مبتلا ہو گئے جس سے دو وجہ عبدیت ثابت ہوئی شب بیداری عبادت مین اور ورم قدم مبارک

وشد من سغب احشاءہ وطوی
اور جنھون نے بباعث گرسنگی کے اپنے سامنے شکم مبارک کو کسا اور اپنی نرم لطیف پہلوے مطہر کو پتھر کی تلے لپیٹا تاکہ اسکے ثقل اور سہارے سے کو تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع

تحت الحجارة کشحا مترف الادم
قیام روزہ و نماز وغیرہ نہو اس سے بھی دو وجہ عبدیت ثابت ہوئی ایک گرسنگی دوسری قناعت کہ عبادت ہی کیونکہ آپنے باوجود اختیار دیے جانے کے اسی حالت کو پسند فرمایا

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیہم
اس دعوے کو جو نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کی بابت کیا ہی ای مخاطب عاقل تو چھوڑ دے اور ایسا دعوی اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کر بلکہ انکو افضل العباد سمجھ اور اسکے سوا آپکی مدح شریف

واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم
مین جس وصف کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم نادر قطعی دعوی کر اور اسپر خوب مستحکم اور استوار رہ یعنی نہ عبدیت کی نفی کرو اور نہ دوسرے بشر کے مساوی سمجھو بلکہ افضل العباد اعتقاد کرو) عطر الوردہ

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فصل چونتیسوین ۳۴ آپکی شفقت میت امت کے ساتھ

فصول سابقہ مین تو آپ کے ذاتی جمال و کمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضروری ہی کہ آپکو اپنے غلامون کے ساتھ اور غلام بھی وہ جھوٹے جنہون سے آپ کی کوئی خدمت نہین کی کیا تعلق تھا پہلی **روایت** حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار تمام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذا فی الشمائل للترمذی اور ابو عبیدہ نے حضرت ابو ذر رض سے روایت کی کہ لوگون نے حضرت ابو ذر رض سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ آیت تھی ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم کذا فی حاشیۃ عصام **ف** اس مین آپ نے امت کے لیئے دعا فرمائی جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہی **دوسری روایت** عباس بن مرداس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی سو اس طرح قبول ہوئی کہ سب گناہون کی مغفرت کرتا ہون بجز حقوق العباد کے کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپ نے دعا کی کہ ای رب اگر آپ چاہین تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم کو بخشدین سو اس شام کو یہ دعا منظور نہین ہوئی سبب مزدلفہ مین صبح ہوئی پھر دعا کی سو منظور ہوگئی ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا تبسم فرمایا ابو بکر رض و عمر رض نے عرض کیا کہ ہمارے مان باپ آپ پر فدا ہون اسوقت تو کوئی ہنسنے کا موقع نہین معلوم ہوتا سو کس سبب سے آپ ہنستے ہین اللہ تعالی آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے آپ نے فرمایا کہ عدو اللہ ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کی مغفرت فرمادی تو خاک لیکر سر پر ڈالنے لگا اور ہاے واویلا مچانے لگا سو اسکی گھبراہٹ کو دیکھکر ہنسی آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین اسکے قریب روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ **ف** لمعات مین ہی کہ مراد اس سے وہ حقوق العباد ہین جنکے ایفاء کا قصد مصمم ہی مگر ایفاء سے عاجز ہوگیا حقتعالی خصماء کو قیامت مین راضی فرمادینگے **تیسری روایت** لمعات مین آپ سے

طائف تشریف لے جانے کے قصہ مین جبکہ وہان کے کفار نے آپ کو ایذاے شدید پہونچائی روایت کیا ہی کہ جبریل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لیکر نازل ہوے تاکہ آپ سے اجازت لیکر ان کفار کو ہلاک کر دے آپ نے اُس فرشتہ سے فرمایا نہین مجھ کو امید ہی کہ انکی پشتون سے ایسے لوگ پیدا ہون جو اللہ تعالی کا توحید کے ساتھ ذکر کرین **چوتھی روایت** حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہین جو میرے بعد ہونگے کہ اُنمین سے ہر شخص یہ تمنا کریگا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجھ کو دیکھ لے روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** یعنی اگر اُس سے کہا جاوے کہ اگر سب اہل و مال سے دست بردار ہو تو زیارت میسر ہو جاوے تو وہ اُسپر جان و دل سے راضی ہوگا **پانچوین روایت** حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ مین بشر ہون مجھ کو بھی اور بشر کی طرح غصہ آجاتا ہی سو جس کسی مومن مرد یا مومنہ عورت پر مین (غصہ مین) بددعا کردون تو آپ اُس بددعا کو اس شخص کے لیئے تزکیہ اور تطہیر کر دیجیے روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمۃ المہداۃ **چھٹی روایت** حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہین ہین آپ نے فرمایا تم تو میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہین جو ہنوز نہین آئے الحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا صحبت ہی سے ہوتی ہی اور بھائی سے محبت ہونا مقید نہین رویت و صحبت کے ساتھ پس صحابہ کو دوست اور بعد مین آنے والون کو بھائی فرمانا باعتبار وقوع حالت محبت کے ہی کہ انکی محبت کا وقوع رویت سے ہوا اور بعد والون کی محبت کا وقوع بے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہ پر غیر صحابہ کی فضیلت محبت مین لازم نہین آتی کیونکہ یقیناً صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت مین ہم سے زیادہ ہوتے **ساتوین روایت**

ابی جمعہ سے روایت ہی کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہی کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں ایک قوم ہی جو تمھارے بعد ہونگے کہ مجھپر ایمان لاوینگے اور مجھ کو دیکھا بھی نہ ہوگا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے
ف یہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہی کسی صفت حقیقیہ کی وجہ سے نہین پھر اس بہتری مین بھی صحابہ کو دخل ہی کیونکہ ہم کو ایمان کی دولت صحابہ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ انھون نے دین کی لسانی سنانی ہر طرح کی خدمت کی پس ہماری تفضیل نیر لازم نہین آتی
ف ان روایات مین بعض سے تمام امت اجابت پر کہ مؤمنین ہین اور بعض سے تمام امت دعوت پر کہ اُن مین کفار بھی داخل ہین اور بعض سے بعد مین آنے والون پر شفقت تامہ اور بعض سے ان بعد مین آنے والون کی مدح اور اُنکے محب نبی ہونے کی تصدیق جیسے چوتھی روایت مین اور بعض سے مدح کے ساتھ اُنکے محبوب نبی ہونے کی تحقیق جیسے چھٹی ساتوین روایت مین مذکور ہی کہ مدح ومحبیت ومحبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہی اور قیامت مین جو شفاعت اور دعاء والتجاء امت کے لیئے ہوگی اُسکی حدیثین منثور اور بعضی اُنتیسوین[۲۹] تیسوین[۳۰] فصل مین مذکور ہین اور انکے علاوہ اس مدعا پر بیشمار روایات وواقعات شاہد ہین اس فصل کے ایراد سے جو غرض ہی وہ فصل آئندہ کی تمہید مین بیان کیجاویگی

من القصیدۃ

بشری لنا معشر الاسلام ان لنا
من العنایۃ رکنا غیر منھدم

ای گروہ اسلام ہمکو خوشخبری ہی بیشک ہماری لیئے عنایات خاصہ الٰہیہ سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہی جو کبھی متغیر ومتبدل نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ الی یوم القیامہ ثابت وقائم رہیگا یعنی ہمارا دین ناسخ ہی اور کبھی مثل اور ادیان کے منسوخ نہ ہوگا۔

لما دعی اللہ داعینا لطاعتہ
باکرم الرسل کنا اکرم الامم

جبکہ خداوند تعالی نے ہمارے حضرت کو جو ہم کو طاعت خداوندی کی طرف بلانے والے افضل واکرم رسل اللہ کہکر پکارا تو ہم اس ذریعہ سے سب امتون سے افضل ہوے کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی افضلیت کا واقعی سبب ہی

ان اتت ذنبا فما عھدی بمنتقض
من النبی ولا حبلی بمنصرم

اگر مین گناہ کررہا ہون یا کیا ہی تو میرا ذمۂ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹنے والا نہین ہی اور نہ میری امید کی رسی کٹنے والی ہو یعنی مین بسبب ارتکاب جرائم حضرت کی شفاعت سے ناامید نہین ہون۔

حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ ۔ او یرجع الجار منہ غیر محترم

خداوند تعالی شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کردیا ہی اس عیب سے کہ آپکا امیدوار آپ کے مکارم وعطایا سے محروم کیاجاوے اور کبھی اس خلل سے پاک کردیا ہی کہ آپ کا مددچاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر موقر وغیر محترم ناکام واپس آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب ومحترم ہوتا ہے۔ عطرالوردہ

یارب صل وسلم دائما ابدا ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فصل چھتیسوین آپ کے حقوق مین جو امت کے ذمہ ہین جنمین اہم الحقوق محبت ومتابعت فی الاصول والفروع ہے

جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے ہوتا ہی ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہی شجاع سے محبت ہوتی ہی اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہی تیسرا نوال یعنی عطا واحسان جیسے اپنے منعم ومربی سے محبت ہوتی ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ مین تینون وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہین وصف اول سے یہ تمام رسالہ مشحون ہی دوسرا وصف فصل اکیسوین مین مخزون ہی اور چھتیسوین فصل لانے سے مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہی جب تینون وصف جو علت محبت ہین آپ مین جمع ہین تو خود اسکا طبعی مقتضا ہی کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلی درجہ کی محبت ہونا چاہیے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اسکے ایجاب مین موجود ہین تو داعی عقل وطبع کے ساتھ داعی شرع بھی مل کر آپ کے وجوب محبت کو مؤکد کرتا ہی اور درحقیقت اعظم غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرنا ہی اور یقینی امر ہی کہ ان اسباب ودواعی کے ہوتے ہوے محبت سے اتباع کا انفکاک عادۃً محال ہی جس درجہ کی محبت ہوگی اسی درجہ کا اتباع ہوگا اور ظاہر ہی کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہی پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب

ہو گی اور اس ہین گو کسی کو بھی کلام نہین ہو سکتا محض تجدید استحضار کے لیے مختصر طور پر تنبیہ کر دی گئی اور اسی کی تقویت کے لئے چند روایات بھی ذکر کی جاتی ہین پہلی روایت حضرت انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کا کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اُسکے والد اور اولاد اور تمام آدمیون سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤن روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے کذا فی المشکوۃ ف یعنی اگر میری مرضیات اور دوسرون کی مرضیات مین تزاحم ہو تو جنکو ترجیح دی جاوے اُسی کے محبوب تر ہونے کی یہ علامت ہوگی دوسری روایت امام بخاری نے ایمان ونذور مین عبد اللہ بن ہشام سے روایت کیا ہو کہ حضرت عمر رض نے عرض کیا یارسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہین بجز میرے نفس کے جو میرے پہلو مین ہو یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کوئی مومن نہین ہو سکتا جب تک خود اُسکے نفس سے بھی زیادہ اُسکو مین محبوب نہون حضرت عمر رض نے کہا کہ قسم ہی اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہین جو میرے پہلو مین ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی کذا فی المواہب ف حضرت عمر رض نے اول محبت بلا اسباب کو محبت بالاسباب سے اقوی سمجھ کر نفس کو مستثنی کیا پھر آپ کے اس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا ضرور ہی یہ سمجھ گئے کہ اقوی ہونے کا مدار کوئی ایسا امر ہو کہ اُسکے اعتبار سے کوئی چیز نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو سکتی ہی مثلاً یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعاً مقدم و راجح پایا سو اس حقیقت کے انکشاف کے بعد آپ کی احبیت من النفس کا مشاہدہ کیا اور خبر دی اور مواہب کے مقصد سابع مین دوسرے صحابہ کی بھی حکایتین محبت کی عجیب وغریب ذکر کی ہین تیسری روایت حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت مین داخل ہو گی مگر جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہین کیا فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت مین داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے قبول نہین کیا روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوۃ ف صحابہ رض کے

اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ ابا مخصوص بہ کفر نہین ہی ورنہ اس مین کونسا خفا تھا پس آپکے اتباع نہ کرنیکو اباء سے تعبیر فرمایا گیا (انکار) اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا چوتھی روایت حضرت انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اسنے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوۃ ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپ کی محبت کی آپ کی سنت کی محبت ہی اور آپکی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مفتاح جنت ہی اور جنت کے ساتھ حضور کی معیت کا بھی موجب ہی پانچوین روایت حضرت عمر رض سے روایت ہی کہ ایک شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم مین سزا دی پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع مین سے کہا کہ ای اللہ اسپر لعنت کر کس قدر کثرت سے اسکو (اس مقدمہ مین) لایا جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر لعنت مت کرو واللہ میرے علم مین یہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہی روایت کیا اسکو بخاری نے ف اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے ایک بشارت مذنبین کو کہ ان سے اللہ و رسول کی نفی نہین کی گئی دوسرے تنبیہ مذنبین کو کہ نری محبت سزا سے بچنے مین کام نہ آئی تو کوئی اس ناز مین نہ رہے کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کے سزائے جہنم سے بچا لیگی البتہ بعد بعید من الرحمۃ سے بچا سکتی ہی جیسا کہ نہی عن اللعنۃ سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اس ملعونیت پر مترتب ہی یعنی خلود اس سے یہ محبت بچا لیگی بعد سزا کے مغفرت ہو جاویگی تیسری فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہی چوتھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک عصیان کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونے سے گو کمال محبت کا حکم نہ ہوگا مگر نفس متابعت سے کہ ادنی درجہ اسکا کفر سے نکلنا ہی کوئی درجہ محبت کا ثابت کیا جاویگا پانچوین مومن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اسپر لعنت نہ کرنا چاہیے اس سے عظمت ثابت ہوتی ہی اللہ و رسول کی محبت کی کہ اسکا ایک شمہ بھی گو مقرون بالمعاصی ہو

آیت دوم سورۂ نور مین ارشاد ہی انما المومنون الذین امنوا باللہ و رسولہ و اذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذہبوا حتی یستأذنوہ ان الذین یستاذنونک اولئک الذین یومنون باللہ و رسولہ فاذا استأذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت منہم واستغفر لہم اللہ ان اللہ غفور رحیم لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا **آیت سوم** سورۂ احزاب مین ارشاد ہی وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللہ عظیما الی قولہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا **آیت چہارم** سورۂ فتح مین ہی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ و رسولہ وتعزروہ وتوقروہ و تسبحوہ بکرۃ واصیلا **آیت پنجم** سورۂ حجرات مین ہی یاایہا الذین امنوا لاتقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم الی قولہ تعالی ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم واللہ غفور رحیم حاصل ان آیات کا یہ ہی کہ نمبر ا مدینہ کے رہنے والون کو اور جو دیہاتی اُنکے گرد و پیش مین رہتے ہین اُنکو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دین اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُنکی جان سے عزیز سمجھین - نمبر ۲ - بس مسلمان تو وہی ہین جو اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہین جسکے لیئے مجمع کیا گیا ہی اور اتفاقًا وہان سے جانے کی ضرورت پڑتی ہی تو جب تک آپ سے اجازت نہ لین اور آپ اُسپر اجازت نہ دیدین مجلس سے اُٹھ کر نہین جاتے ای پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہین بس وہی اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین تو جب یہ اہل ایمان لوگ ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لیئے آپ سے جانے کی اجازت طلب کرین تو اُن مین سے آپ جسکے لیئے مناسب سمجھکر اجازت دینا چاہین اجازت دیدیا کرین اور اجازت دیکر بھی آپ اُنکے لیئے اللہ تعالی سے مغفرت کی دعا کیا کیجیئے بلاشبہہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہی - تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بلانے کو جب وہ کسی ضرورت اسلامیہ کے لیئے تم کو جمع کرین ایسا معمولی بلانا مت سمجھو جیسا تم مین ایک دوسرے کو بلالیتا ہی کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آکر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا اٹھ کر بے اجازت لیئے چلدیا - نمبر ۳ - اور حضرت ایذا دہی صرف فضول جم کر بیٹھ جانے کی صورت مین منحصر نہین بلکہ علی الاطلاق حکم ہی کہ تم کو (کسی امر مین) جائز نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہی کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیبیون سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہی (اور جس طرح یہ نکاح ناجائز ہی ایسے ہی اسکا زبان سے ذکر کرنا یا دل مین ارادہ کرنا سب گناہ ہی سو) اگر تم اسکے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کروگے یا اسکے ارادہ کو دل مین پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالی (کو دونون کی خبر ہوگی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب جانتے ہین (پس تم کو اسپر سزا دینگے) اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہی اس سے بعضے مستثنی بھی ہین جسکا بیان یہ ہی کہ) پیغمبر کی بیبیون پر اپنے باپون کے سامنے ہونے کے بارہ مین کوئی گناہ نہین اور نہ اپنے بیٹون کے یعنی جسکے بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیون کے اور نہ اپنے بھتیجون کے اور نہ اپنے بھانجون کے اور نہ اپنی دینی شریک عورتون کے اور نہ اپنی لونڈیون کے (یعنی انکے سامنے آنا جائز ہی) اور اے پیغمبر کی بیبیو (ان احکام مذکورہ کے امتثال مین) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہی (یعنی اس سے کوئی امر مخفی نہین پس خلاف مین احتمال سزا کا ہی) بیشک اللہ تعالی اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہین ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمھارے ذمہ ہی ادا ہو) بیشک جو لوگ اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قصداً ایذا دیتے ہین اللہ تعالی اُنپر دنیا اور آخرت مین لعنت کرتا ہی اور انکے لیئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہی نمبر ۴ - اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو اعمال امت پر قیامت کے دن گواہی دینے والا ہوگا اور دنیا مین خصوصاً مسلمانون کے لیئے بشارت دینے والا اور کافرون کے لیئے ڈرانے والا کرکے بھیجا ہی اور اے مسلمانو ہم نے انکو اس لیئے رسول بنا کر بھیجا ہی تاکہ

تم لوگ اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اسکے دین کی مدد کرو اور اسکی تعظیم کرو
(عقیدۃً بھی کہ اللہ تعالی کو موصوف بالکمالات منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً کہ اطاعت کرو
اور صبح شام اسکی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ نمبر ۵۔ اے ایمان والو اللہ و رسول کی اجازت
سے پہلے تم کسی قول یا فعل میں سبقت مت کیا کرو (یعنی جب تک قرائن قویہ یا تصریح
سے اذن گفتگو کا نہ ہو گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالی تمہارے
سب اقوال کو سننے والا اور تمہارے سب افعال کو جاننے والا ہے اور اے ایمان والو
تم اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے
کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز
سے بولو جبکہ آپ کے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے
جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو) کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو
(اسکا مطلب یہ ہے کہ رفع صوت کسوۂ بیباکی ہے اور جہر بھی بانداز گستاخی ہو جاتا ہے بوجہ
اسکے کہ تابع قالاً و حالاً دعوی التزام ادب مقبول ہوتا ہے اور ان میں اس التزام کا ترک
ہی ناگوار اور موجب تاذی ہو سکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہے اور گو ادنی بھی
موجب حبط نہیں ہوتے لیکن یہ اس ارتکاب سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ
طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہیں ہوتے اسوقت بوجہ عدم تحقق ایذا یہ امور
موجب حبط نہیں ہوتے لیکن چونکہ تاذی کا تحقق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہیں
ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہو جاوے اور اس سے حبط بھی ہو جاوے اور
متکلم اس گمان میں رہے کہ تاذی نہیں ہوئی پس حبط کی بھی خبر نہ ہو لا تشعرون کے
یہی معنی ہیں اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت وجہر بالقول کو منہی عنہ ٹھہرایا کہ گو اسکے
بعض افراد موجب تاذی نہ ہونگے لیکن اسکی تعیین کیسے ہوگی لہذا مطلقاً تمام افراد کو
ترک کر دینا چاہیے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے خفض صوت کی کہ)
بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے
ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے قلوب کو اللہ تعالی نے تقوی کے لیے خالص کر دیا ہے

(یعنی اُنکے قلوب مین غیر تقوی نہین ہی مطلب یہ کہ متقی کامل ہین مطلب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس
باب خاص مین وہ کمال تقوی کے ساتھ موصوف ہین کیونکہ کمال تقوی یہ ہی حسب حدیث
مرفوع ترمذی لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا بأس بہ حذرا
لما بہ بأس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی بأس ہی جسمین تاذی نہ ہو اور ایک
فرد ذی بأس ہی جسمین تاذی ہو جب اُنھون نے مطلقا رفع صوت کو ترک کر دیا تو
ذی بأس کے حذر سے غیر ذی بأس کو ترک کر دیا پس کمال تقوی متحقق ہو گیا اور فی نفسہ
کی قید اس لیئے لگائی کہ بعد نہی کے پھر تو دونون فرد ذی بأس ہین آگے اُنکے عمل
کا ثمرہ اخروی مذکور ہی کہ) ان لوگون کے لیئے مغفرت اور اجر عظیم ہی جو لوگ حجرون کے
باہر سے آپ کو پکارتے ہین ان مین اکثرون کو عقل نہین ہی ورنہ آپ کا ادب کرتے اور
ایسی جرأت نہ کرتے اور اگر یہ لوگ ذرا صبر و انتظار کرتے یہان تک کہ آپ خود باہر اُنکے
پاس آجاتے تو یہ اُنکے لیئے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی
توبہ کرلین تو معاف ہو جاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہی **روایت اول** سنن ابو داود
کتاب الحدود مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی
جو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین بیہودہ حکایت کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ
نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اُسکو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی ایک شب اسی طرح اُسنے کچھ بکنا
شروع کیا اُس نابینا نے ایک چھرا لیکر اُسکے پیٹ پر رکھ کر بوجھ دیدیا اور اُسکو ہلاک
کرڈالا صبح کو اسکی تحقیقات ہوئی اُس نابینا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکا
اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اُسکا خون رایگان ہی (یعنی
قصاص وغیرہ نہ لیا جاویگا) **ف** ان صحابی کا جوش محبت و ادب کسقدر ثابت ہوتا ہی اور
اس سے حنفیہ کے اُس مسئلہ پر شبہہ نہین ہوسکتا کہ سب نبی موجب نقض عہد نہین ہی کیونکہ عدم
نقض عہد سے عدم جواز قتل لازم نہین آتا یہ قتل سیاستہ و زجرا ہی کہ علانیہ ایسے کلمات کا
کہنا کہ اُس کافر کے مذہب مین بھی داخل نہین پھر بار بار کہنا جو دلیل ہی تمرد و استخفاف
اسلام کی بلاشبہہ موجب زجر بالقتل ہی **دوسری روایت** امام بخاری نے کتاب

الشروط مین قصہ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہی اُس مین یہ بھی ہی کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جاکر لوگون سے بیان کیا کہ ای میری قوم واللہ مین بادشاہون کے پاس گیا ہون اور قیصر وکسری ونجاشی کے پاس گیا ہون واللہ مین نے کسی بادشاہ کو نہین دیکھا کہ اُسکے مصاحب اُسکی اسقدر تعظیم کرتے ہون جسقدر صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہین واللہ جب کھنکار پھینکتے ہین تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ مین پہونچتی ہی اور وہ اُسکو اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہی اور جب آپ اُنکو کوئی حکم دیتے ہین تو وہ آپ کے حکم کی طرف دوڑتے ہین اور جب آپ وضو کرتے ہین تو اُن لوگون کی یہ حالت ہوجاتی ہی کہ وضو کا پانی لینے کے لیئے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب آپ کلام فرماتے ہین تو وہ لوگ اپنی آوازون کو آپ کے سامنے پست کر لیتے ہین اور وہ لوگ آپکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہین الحدیث ف اس سے جو کچھ آداب صحابہ کے ثابت ہوتے ہین ظاہر ہی **تیسری روایت** مشکوۃ مین بروایت امام احمد براء بن عازب سے مروی ہی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ مین گئے اور قبر تک پہونچے ہنوز مردہ لحد مین نہین رکھا گیا تھا کچھ دیر ہوگی آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرداگرد اس طرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سرون پر پرندے تھے (یعنی نہایت سکون وسکوت کے ساتھ) ف صحابہ رض کا حضور کی خدمت مین اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اس سے غایت ادب ظاہر ہی اور بیشمار روایات اس باب مین وارد ہین علماء نے تصریح فرمائی ہی کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہین چنانچہ مواہب مین ہی کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب حبط اعمال ہی تو اپنی آراء واہواء کے آپ کی سنت اور حکم پر بڑھانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہین تو آپ کی تفاصیل دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہوگا اور دوسرے علماء نے لکھا ہی کہ جس طرح حضور کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپ کے کلام کے درس اور احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین وسامعین کے لیئے خلاف ادب ہی اور اسی طرح محل جسد شریف کے قریب بھی

مواہب مین ایک حکایت نقل کی ہی کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام مالک سے کسی مسئلہ مین مسجد نبوی مین گفتگو کی تو امام مالک نے فرمایا کہ ای امیر المومنین تم کو کیا ہوا اس مسجد مین آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہی جو حالت حیات مین تھا سو ابو جعفر دب گیا اسکی تائید حضرت عمر رض کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپ نے دو شخص اہل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اپنی آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوۃ باب المساجد بس آپ کے تمام کی قرب مقام کی کلام کی احکام کی سب کی تعظیم واجب ہی اور منجملہ اسی تعظیم احکام کے یہ ہی کہ تعظیم ظاہری مین حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً کسی اور نبی کے یا حضرت حق تعالی کی بے ادبی نہ ہونے لگے چنانچہ چوتھی پانچوین روایت سے ظاہر ہی **چوتھی روایت** حضرت ابو ہریرہ رض سے ایک یہودی اور مسلمان کے جھگڑے کے قصہ مین روایت ہی کہ مسلمان نے اپنی قسم مین کہا کہ قسم اُس ذات کی جسنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جسنے موسی علیہ السلام کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا مسلمان نے اُسوقت ہاتھ اُٹھاکر ایک طمانچہ یہودی کے منھ پر مارا یہودی نے جاکر حضور مین عرض کیا آپ نے مسلمان سے تحقیق فرمایا اُسنے یہ قصہ عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تم مجھ کو موسی علیہ السلام پر (ایسی) فضیلت مت دو (جس مین انکی بے ادبی کا شائبہ ہو جیسا کہ تفاضل مین لڑائی جھگڑے تک نوبت پہونچ جانے سے اسکا شبہہ واقع ہوسکتا ہی) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذا فی المشکوۃ **پانچوین روایت** حضرت جبیر بن مطعم رض سے روایت ہی کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانین مصیبت مین آگئین اور بال بچے بھوکے مرنے لگے اور اموال تباہ ہونے لگے اور مواشی ہلاک ہونے لگے (یعنی قحط کے سبب) سو آپ اللہ تعالی سے ہمارے لیئے بارش کی دعا کیجیے سو ہم آپ کو خدا کے نزدیک شفیع لاتے ہین اور خدا ئیتعالی کو آپ کے نزدیک شفیع لاتے ہین سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کلمہ سے نہایت مضطرب ہوئے اور) سبحان اللہ سبحان اللہ فرمانے لگے اور

اسقدر ملکر بسکر تسبیح فرمائی کہ اسکا اثر صحابہ کے چہرون مین دیکھا گیا پھر فرمایا کہ کمبخت مارے خدائے تعالی کو کسی کے نزدیک سفارشی نہین لایا جا سکتا خدائے تعالی کی شان اس سے بہت زیادہ عظیم ہی الحدیث روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کذا فی المشکوٰۃ ف گو شفیع کا بے عظیم بھی ہوتا ہی جیسا حضرت بریرہ رضؓ سے آپ نے دوبارہ مغیث کی فرمایا کہ مین حکم نہین کرتا شفاعت کرتا ہون لیکن لوازم شفاعت سے یہ ہی کہ شفیع اس حاجت کے پورا کرنے سے تو ماجز اور جس سے سفارش کرتا ہی اسکا محتاج ہوتا ہی اور عجز و احتیاج کا احتمال بھی خدائے تعالی کی ذات مین محال ہی پس چونکہ اس عنوان مین اگرچہ تعظیم ہوی اعلی درجہ کی ہی بلکہ بوجہ سوء ادب کے حضرت حق کی شان مین آپ پر کسقدر گران گذرا اور کس اہتمام سے آپ نے اس سے روکا من القصیدہ

اکرم بخلق نبی زانہ خلق

کیا عمدہ ہے سرشت وصورت حضرت کی جسکو آپ نے خلق عظیم سے زینت دی ہی ایسے حال مین کہ وہ متصف

بالحسن مشتمل بالبشر متسم

جامہ حسن مین لپٹی ہوئی ہی اور تازہ روئی اور کشادہ پیشانی سے متصف و نشان منہ ہی۔

کالزہر فی ترف والبدر فی شرف

ذات عالی صفات لطافت و نظافت مین مثل شگوفہ کے ہی اور مثل ماہ چہار دہم کے علو و بزرگی مین اور مانند

والبحر فی کرم والدہر فی ہمم

سمندر کے عموم فیض و نفع رسانی خلائق مین اور مانند زمانہ کے ہمتون مین۔

کانہ وہو فرد فی جلالتہ

آپکی یہ شان ہی کہ آپ اگر تنہا بھی ہون تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی

فی عسکر حین تلقاہ دفی حشم

جلالت و عظمت کے ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا آپ ایک بڑی حشم و

کانما اللؤلؤ المکنون فی صدف

گویا موتی ہی اپنی صدف مین پنہان ہی اور ابتک باہر آکر پامال نہیں ہوا یعنی سنگ اور دمک مین ان گوہرون کے متشابہ ہی جو ان دو کانون مین رکھا ہوا ہو مین ایک کان زبان مبارک ہی یعنی کلام بانظام اور دوسرے دولب شریف یعنی دندان

من معدنی منطق منہ ومبتسم

درخشان حاصل یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے نہین نکلا وہ کمال صفائی و چمک مین آپکی کلام اور دندان سے مشابہ ہی گو انکی صفائی کو نہین پہنچ سکتا ان سب اوصاف سے آپکا اعظم صورۃ و معنی ہونا ثابت ہوا اور یقینی ہی کمال محترم و واجب التوقیر ہونے کو

یا رب صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

سینتیسوین فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت مین

یہ بھی فصلین سابقین کے ساتھ تعلق ہی کیونکہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق و آداب کے ہی اس باب مین بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہی **پہلی روایت** حضرت انس رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہی اللہ تعالی اُسپر دس رحمتین نازل فرماتا ہی اور اُس کے دس گناہ معاف ہوتے ہین اور اُسکے دس درجے بلند ہوتے ہین روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیون سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھپر کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے **تیسری روایت** نیز ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین مین سیاحت کیا کرتے ہین اور میری امت کا سلام مجھ کو پہونچاتے ہین روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے **چوتھی روایت** حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو جسکے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس حدیث سے محققین نے کہا کہ آپ کا نام مبارک سنکر اول بار درود پڑھنا واجب ہی پھر اگر اُسی مجلس مین اگر ذکر ہو تو مستحب ہی **پانچوین روایت** حضرت ابی بن کعب سے روایت ہی کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہون سو یہ بتلا دیجئے کہ کس قدر درود معمول رکھون (مطلب یہ کہ بقیہ اوراد سے درود کی کیا نسبت رکھون) آپ نے فرمایا جسقدر جی چاہو مین نے عرض کیا کہ ایک ربع (یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہو تو پون گھنٹہ درود کے لیئے رکھون) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھالو تو وہ تمھارے لیئے زیادہ بہتر ہی مین نے عرض کیا کہ نصف (مثلاً مثال مذکور مین ڈیڑھ گھنٹہ) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر اور بڑھالو تو تمھارے لیئے

دربھی بہتر ہو مین نے عرض کیا کہ دو ثلث (مثلاً مثال مذکور مین دو گھنٹہ) آپ نے فرمایا کہ
جو چاہو اور اگر زیادہ کرلو اور بھی بہتر ہو مین نے عرض کیا کہ مین تمام وظیفہ درود ہی
کو کرلونگا (یعنی پورے تین گھنٹے یہی پڑھا کرونگا) آپ نے فرمایا تو اس صورت مین تمھارے
تمام افکار کی کفایت کیجاویگی اور تمھارا گناہ معاف کیا جاویگا روایت کیا اسکو ترمذی
نے **ف** اس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہی **چھٹی روایت** ابو طلحہ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس
آئے اور کہا کہ آپ کے رب کا ارشاد ہی کہ آپ پر جو شخص درود بھیجیگا مین اسپر دس
رحمتین نازل کرونگا اور جو شخص سلام بھیجیگا اسپر دس سلام بھیجونگا روایت کیا اسکو
نسائی اور دارمی نے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ مین
صلوٰۃ وسلام دونون ہون تو اُسکے ایکبار پڑھنے سے بیس عنایتین حق تعالیٰ کی ہوتی
ہین مثلاً اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی ال سیدنا ومولانا محمد و
بارك وسلم **ساتوین روایت** حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
اُنھون نے فرمایا کہ دعا معلق رہتی ہی درمیان آسمان و زمین کے اس مین سے کچھ بھی
مقام قبول تک نہین پہونچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو روایت کیا اسکو
ترمذی نے **ف** چونکہ یہ امر مدرک بالقیاس نہین ہی اس لیے حکم مرفوع مین ہی یہ سب
احادیث مشکوۃ مین ہین اور اس باب مین احقر کا رسالہ زاد السعید مختصر اور جامع ہی۔
بعد بیان فضیلت کے بمقتضائے وارد قلبی اسکی بعض حکمتین لکھنا مناسب معلوم
ہوتا ہی **حکمت اول** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات امت پر بیشمار
ہین کہ صرف تبلیغ ماموربہ ہی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ اُنکی اصلاح کے لیے تدبیرین سوچین
اُنکے لیے رات رات بھر کھڑے ہوکر دعائین کین اُنکے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے
اور تبلیغ گو ماموربہ بھی لیکن تاہم اسمین واسطۂ نعمت تو ہوئے بہرحال آپ محسن بھی ہین
اور واسطۂ احسان بھی پس ایسی حالت مین مقتضا فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہی کہ ایسی ذات کے
واسطے دعائین نکلتی ہین خصوصاً جبکہ مکافات بالمثل نہ ہوسکے اور ہمارا عاجز ہونا اس

مکافات سے ظاہر ہی کیونکہ ان نعما کا افاضہ بغیر نبی سے نہیں بلکہ حالات سے ہی اور دعائے رحمت سے بڑھکر کوئی دعا نہیں اور اس میں بھی رحمت خاصہ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہی درود کا اس لیئے شریعت نے اسی فطرت سلیمہ کے مطابق درود شریف کا امر نہیں وجوبا کہیں استحبابا فرمایا و نحوہ فی المواہب **حکمت دوم** چونکہ آپ حق تعالی کے محبوب ہیں اور محبوب کے لیئے کسی خیر کی درخواست کرنا محبوب کو بوجہ اسکے کہ جس سے درخواست کی جاوے وہ خود بوجہ محبت کے وہ خیر اس محبوب کو پہونچاویگا اس خیر کے ملنے میں اس درخواست کی حاجت نہیں ہوتی لیکن ایسی درخواست کرنا خوب ہوتا ہی اس درخواست کرنے والے کے تقرب کا پس درود شریف میں جو کہ درخواست رحمت ہی محبوب حق کے لیئے اس کے لیئے ذریعہ ہوجاویگا خود اس شخص کو حق تعالی کی رضا و قرب میسر ہونے کا و نحوہ فی المواہب **حکمت سوم** نیز اس درخواست سے اظہار ہی آپ کے شرف خاص عبدیت کاملہ کا کہ رحمت الہی کی آپکو بھی ضرورت ہی وہ اس سے اس وقت **حکمت چہارم** چونکہ آپ بھی بشر ہیں مادیت میں بشریت میں امت کے ساتھ شریک ہیں اور بعض امور زائدہ مثل لقب مال وغیرہ میں اور ون کے ساتھ مساوی بھی نہیں اور یہ اشتراک اور عدم مساوات بعضا وقات منجر ہوجاتا ہی استنکاف کی طرف اعتقاد عظمت و اتباع سنت سے جیسا امم ضالہ کو پیش آیا کہ بعض نے یوں کہا ان نؤمن لبشرین مثلنا و قومہما لنا عابدون اور بعض نے کہا ابشر منا واحدا نتبعہ انا اذا لفی ضلال وسعر کسی نے کہا لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اس لیئے درود شریف میں اسکا پورا علاج ہی کیونکہ اس میں دعا ہی رحمت خاصہ کی قوم سے اختصار ہوا اسکا کہ آپ رحمت خاصہ کے مستحق ہونے میں سب سے ممتاز ہیں تو اس اشتراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو دیکھو جسکے سامنے دوسرا اشتراک کا معیار وغیرہ گرد ہی اور نیز اس میں حکمت اول کے لحاظ سے اختصار ہی اسکا کہ ہم لوگ آپکے ممنون ہیں اور عظمت و منت کا مستحضر رافع ہوتا ہی استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیدنا و مولانا وغیرہ بھی بڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات بڑھائے جاوین

جس مین تصریح ہو آپ کے جد وجہد کی اشاعت دین کے لئے جو اعظم احسانات ہی ہم پر اور اس سے رفع استنکاف سے افتقار و انکسار حادث ہو گا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ سے ہی خصوص اس محل مین جسکے معظم ہونے کا نصوص مین اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان الٰہی بالخصوص حضرات انبیا علیہم السلام پھر خصوص سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی طرف افتقار کا مقتضا عین مرضی حق اور آپ سے ابا و استغنا بغایت نامرضی ہو کما قال اللہ تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وقال اللہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین **حکمت ہجم** بعض طبائع مین غلبۂ مذاق توحید کے سبب وسائط کے ساتھ کہ ان وسائط مین انبیا بھی ہین دل زیادہ آویختہ نہین ہوتا گو بعد حصول قدر واجب اعتقاد و انقیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زیادت کا انتفا مضر نہین جیسا کہ مواہب کے عقد رسائع مین امام قشیری سے ابو سعید خراز کی حکایت نقل کی ہی کہ انھون نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھکو معذور رکھیے کہ خدا تعالیٰ کی محبت مجھکو آپکی محبت مین مشغول نہین ہونے دیتی آپ نے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالیٰ سے محبت کرتا ہی وہ مجھی سے محبت کرتا ہی کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہی کہ میرے ہی توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہین کہ واسطے سے محبت نہ ہو گو التفات نہ ہو سو امر ضروری محبت ہی نہ کہ التفات دائم اور بعض نے کہا ہی کہ یہ واقعہ ایک انصاری عورت کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آیا تھا لیکن کمال حال یہ ہی کہ جس واسطہ کی طرف اسی واحد حقیقی نے التفات کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے اسکی طرف التفات کرنے کو ذوقا بھی شاغل عن التوحید نہ سمجھے بلکہ مکمل توحید جانے

سلہ یعنی خصوصا ایسے بزرگ کے مقابلہ مین افتقار جو کہ نصوص مین معظم کیے گئے ہون اور خصوصا اس لئے کہا کہ افتقار فی نفسہ بھی محمود ہی ۱۲ منہ

جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اسکے پاس بھیجدے کہ اسکو اپنے ہمراہ لے آوے تو قضیۂ عقل یہ ہی کہ جسقدر اپنے محبوب کی مقصودیۃ حقیقیہ اسکے دل میں بسی ہوگی اسی قدر ہر قدم پر اس موصل الی المقصود کے قدم اور زبان پر اسکی توجہ ہوگی کیونکہ اس میں کمی ہونے سے خود وصول الی المقصود ہی مشکوک ہوجاویگا جسکو یہ ناگوار اور محبوب بالذات کی مقصودیۃ حقیقیہ کے خلاف سمجھیگا اسی طرح جب اس عاشق کو معلوم ہوگا کہ میں جسقدر اسکا اکرام و مدارات و خدمت کرونگا میرا محبوب اسی قدر زیادہ خوش ہوگا تو وہ اور بھی اس میں مشغول رہیگا اور یہ شغل مانع عن الاشتغال بالمحبوب نہ ہوگا بلکہ اس اشتغال میں اور زیادتی ہوگا پس جس طرح اس مثال میں جس درجہ کی مقصودیت محبوب بالذات کی اس محب کی نظر میں ہوگی اسی درجہ کا التفات موصل کی حرکات و سکنات پر ہوگا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جسقدر التفات ہو وہ میں علامت ہوگی واحد تعالیٰ کے مطلوب و ملتفت الیہ ہونے کی پس دونوں التفاتوں میں تزاحم نہ ہوا بلکہ تلازم ہوا ایس اس ذوقی نفس کے رفع کرنے کے لیئے درود شریف مشروع ہوا گویا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں حکم ہوا کہ اس واسطہ کی طرف توجہ باحترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہیں پس اگر کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہو تو اس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرے اور اسکو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاعم منافی توحید نہیں بلکہ اشتغال بالغیر بایں معنی کہ وہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہی اور جو غیر کہ خود موصل ہو اسکی طرف توجہ کرنا تو لوازم توحید سے ہو کہ بدون اسکے توحید ہی تک وصول نہیں ہوتا وھاتان الکلمتان[1] من سوانح سالف الوقت **فائدہ فقہیہ متعلقہ ادب درود شریف** رد المحتار میں ہندیہ سے نقل کیا ہو کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلانا مقصود ہو یا چوکیدار جگانے کے لیئے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنے کے وقت اس

---

[1] وہو الذی عبرت عنہ فی الخطبۃ بالعلم العظیم وقد ضاق اللفظ عن اداء ذلک المعنی والذی فی القلب اوسع واوثق وللہ الحمد ولا فخر ۱۲ منہ

کچھ خلاف بھی کیا ہی مگر مسلک جمہور کا اسکا جواز ہی جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے اسی سے
مذہب منصور بھی ہوا پہلی روایت سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجہ میں عثمان بن حنیف
سے روایت ہی کہ ایک شخص نابینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجھکو عافیت دے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے اسکو ملتوی کروں
اور یہ زیادہ بہتر ہی اور اگر تو چاہے تو دعا کر دوں اسنے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجیے آپنے
اسکو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے
ای اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپکی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے ای محمد میں آپکے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے
رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری ہو جاوے ای اللہ آپکی شفاعت میرے حق
میں قبول کیجیے ف اس سے توسل فی الدعا ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اسکے لیے دعا فرمانا
کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہی اسی طرح توسل
اعمال میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہی اور حاصل توسل فی الدعا کا یہ ہی کہ ای اللہ فلاں شخص
آپکا مورد رحمت ہی اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت
ہی اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسل بالاعمال
میں بھی تھوڑے تغیر سے یہی تقریر ہی کہ یہ اعمال آپکے نزدیک موجب رحمت ہیں اور انکا
فاعل بھی مورد رحم ہوتا ہی اور ہم نے یہ اعمال کیے تھے پس ہم پر رحم فرما اور اس میں جو یا محمد
آیا ہی اس سے ندائے غائب کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو آپکی خدمت میں حاضر تھا
انجاح الحاجۃ میں ہی کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہی
اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہی اور بیہقی نے تصحیح کی ہی اور اتنا زیادہ کیا ہی کہ وہ اٹھا اور گیا
اور بینا ہو گیا دوسری روایت انجاح الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے لکھا ہی
کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیف رض سابق الذکر سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص حضرت
عثمان بن عفان رض کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اسکی طرف التفات نہ فرماتے اسنے
عثمان بن حنیف رض سے کہا انھوں نے فرمایا تو وضو کرکے مسجد میں جا اور یہی دعا

اوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اُسنے یہی کیا اور حضرت عثمان رض کے پاس جو پھر گیا تو
انھوں سے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا الحدیث بیہقی سے اسکو دو طریق سے
بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ایسی سند سے نقل کیا ہی جس میں روح بن صلاح
بھی ہی اور ابن حبان و حاکم نے اُسکی توثیق کی ہی اور اُس میں ایک گونہ ضعف ہی جو کہ
ایسے ابواب میں مضر نہیں ف اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ
ثبوت بالروایۃ کے درایۃ بھی ثابت ہی کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل
بیان کیا ہی وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہی اور ندا کا شبہہ یہان بھی نہ کیا جاوے
دو وجہ سے ایک تو متبادر قصہ سے یہ ہی کہ مسجد نبوی میں جانے کو فرمایا ہو سو وہان حضور
قریب ہی تشریف رکھتے ہین ندا غائب لازم نہین آتی دوسرے سلف صالح خوش
اعتقاد تھے ندا بالقصد تبلیغ ملائکہ اُنکے حال سے ظاہر تھا بخلاف اسوقت کے عوام
کے کہ عقیدہ مین غلو رکھتے ہین اسی سے انکو منع کیا جاتا ہی بلکہ انکی غلط فہمی کے سبب
خواص کو بھی روکا جاتا ہی دوسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت وابھجہ کرتے تھے اب
اس مین بھی غلو ہی پس انکا فعل ان ناقصین کے فعل کا مقیس علیہ نہین بن سکتا سہ کار
پاکان را قیاس از خود مگیر اور یہی مراد ہی احقر کے اپنے اس قول سے آغاز فصل ہذا مین
جملہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے **تیسری روایت** مشکوۃ مین حضرت انس رض سے
روایت کی ہی کہ حضرت عمر رض جب لوگون پر قحط ہوتا حضرت عباس بن عبد المطلب کے واسطے
سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہم (پہلے) آپ کے دربار مین اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہم کو بارش دیتے تھے اور اب ہم آپ کے دربار مین
اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہین سو ہم کو بارش دیجیے چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا
اسکو بخاری نے ف اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اسکو نبی سے
کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور
اہل فہم نے کہا ہی کہ اسپر متنبہ کرنے کے لیے حضرت عمر رض نے حضرت عباس سے توسل کیا
نہ اس لیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری

روایت سے اسکا جواز ثابت ہوا اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابہ سے نکیر منقول نہین اسلیے
اُس مین اجماع کے معنی آ گئے **چوتھی روایت** ابو الجوزا سے روایت ہی کہ مدینہ
مین سخت قحط ہوا لوگون نے حضرت عائشہ رضہ سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھ کر اُسکے مقابل آسمان کی طرف اُس مین ایک منفذ کردو
یہانتک کہ اُسکے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور
کی بارش ہوئی الحدیث روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی مشکوۃ المصابیح باب الکرامات
ف اوپر توسل بالقول ثابت ہوا تھا اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اسکے
معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یا اللہ آپکے نبی کی قبر شریف کو ہم بسبب تلبس جسد نبوی کی وجہ سے
متبرک سمجھتے ہین اور نبی کی ملابس چیز کو مقبول سمجھتے ہین اس سے کہ علامت ہو اعتقاد
عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب رحمت ہونیکی جیسا ہم فرمائے **پانچوین روایت**
مواہب مین بسند امام ابو المنصور صباغ جو ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی
رحمہم اللہ تعالی محمد بن حرب ہلالی سے روایت کیا ہی کہ مین قبر مبارک کی زیارت کر کے
سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالی
نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس مین ارشاد فرمایا ہی ولو انہم اذ ظلموا
انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مین
آپ کے پاس اپنے گناہون سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور مین آپ کے
وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہون پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات
۲۲۸ھ مین ہوئی ہی غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اُسوقت نکیر منقول نہین
پس حجت ہو گیا **من الروض**۔

ومن تكن برسول الله نصرته | فالفتح من جنده والنصر والظفر
اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصر اور ظفر اُسکے لشکر مین سے ہی

دعاكم مستغيثا راجيا املا | فهل له من سوى لطفكم نظر
ہم بندہ نے آپکو یا رسول اللہ مستغیث ہوکر اور امید کی چیزونکا امیدوار ہوکر پکارا ہی سو اُسکے لیے سوا آپکے لطف کے کوئی نظرگاہ نہین

فلعطف الہی علینا قلب سیدنا | خیر الانام فمنہ العطف منتظر
سو یا الٰہ ہم پر ہمارے سردار خیر الامم کے قلب کو مہربان کر دیجئے | جو نکہ آپ کی طرف سے عطوفت کا انتظار ہے
یا رب صل وسلم دائما ابدا | علی حبیبک من زانت بہ العصر

انتالیسویں فصل آپ کے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار میں

چونکہ شدت محبت کو کثرت ذکر لازم ہے لہذا یہ فصل بھی لاحق مضمون وجوب محبت نبوی سے ہی جو کہ چھبیسویں فصل میں مذکور ہو مگر ترتیب میں فصل توسل سے اس لئے وصول کی گئی کہ جس طرح توسل میں بعض نے غلو کر لیا ہو اسی طرح ذکر شریف میں بعض نے حدود کو چھوڑ کر کوئی افراط میں کوئی تفریط میں کوئی اشتباہ میں کوئی تخبیط میں مبتلا ہو گیا جسکا مختصر اس فصل میں بھی بیان کیا جاویگا مگر اول اس ذکر شریف کا شرعاً و طبعاً مطلوب ہونا بیان کیا جاتا ہو لابن ابی المجد رح

الا یا محب المصطفی زد صبابۃ | وضمخ لسان الذکر منک بطیبہ
سن لکہ ای عاشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق میں خوب | بڑھ اور اپنی زبان کو خوشبوئی ذکر نبوی سے خوب معطر کر
ولا تعبأن بالمبطلین فانما | علامۃ حب اللہ حب حبیبہ
اور اہل بطالت کی کچھ پروا مت کر کیونکہ علامت | حب الٰہی کی اسکے حبیب کی محبت ہے

مشروعیت و مطبوعیت ذکر شریف آیت ورفعنا لک ذکرک

پہلی روایت حضرت عباس رضہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل حسبی و نسبی بھی رکھتا ہوں چنانچہ میں) محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالی نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہی) پیدا کیا اور مجھکو انکے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر ان (انسانوں) کو دو فرقے (عجم و عرب) بنائے اور مجھ کو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں کیا پھر ان (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجھ کو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں بنایا پھر ان (قریش) کو

کئی خاندان بنائے اور مجھکو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) مین بنایا پس مین اپنی ذات
کے اعتبار سے بھی سب مین افضل ہون اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے
افضل ہون روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوۃ **ف** اس حدیث سے ثابت
ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر برسر منبر فرمایا **دوسری روایت** فقیہ ابو اللیث
نے تنبیہ الغافلین مین اپنی سند متصل سے حضرت علی رض سے روایت کیا ہو کہ جب سورۃ
اذا جاء نصر اللہ آپ کے مرض مین نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہین فرمایا جمعرات
کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلال رض کو بلاکر فرمایا کہ مدینہ مین
اعلان کردو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ چنانچہ بلال رض نے
پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا و صلوۃ علی الانبیا
کے بعد فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہون عربی حرمی مکی ہون میرے
بعد کوئی نبی نہین ہو کذا فی الجلد الاول من فتاوی مولانا عبد الحی رح صفحہ ۴۲۵ **ف** اس سے
بھی امر ثابت بروایت اول ثابت ہوا مع زیادۃ جمع ناس بقصد نشر علم جیسا کہ ارشاد
نبوی بھی اسپر دال ہو کہ وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ **تیسری روایت** حضرت
عائشہ رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رض کے لیئے
مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اسپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان
کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالی حسان
کی تائید روح القدس سے فرماتا ہو جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
مفاخرت یا مدافعت کرتے رہین گے روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوۃ
ف اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرانا ثابت ہوا اور اُسکے منظوم ہونے
کا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو **چوتھی روایت** حضرت حسن رض بن
علی رض سے روایت ہو کہ مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کی نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے حلیہ شریف کا بکثرت
ذکر کیا کرتے تھے اور مین اشتیاق رکھتا تھا کہ میرے سامنے کچھ بیان کرین تو مین اُسکو

اپنے ذہن میں جما لوں الحدیث کذا فی الشمائل للترمذی **ف** اس سے دو امر ثابت ہوے حضرت حسن بن علی رض کا شوق آپ کے شمائل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہند کا ذوق بکثرت آپ کے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل میں حضرت حسین رض کا حضرت علی رض سے آپ کی سیرت مجالست کی نسبت سوال کرنا مروی ہے **پانچویں روایت** خارجہ بن ثابت رض سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں بیان کیجیے انھوں نے فرمایا کہ میں کیا کیا باتیں کروں ذکر احاطۂ بیان سے خارج ہیں اسکے بعد کچھ حالات بیان کیے کذا فی الشمائل للترمذی **ف** اس سے تابعین کا اشتیاق آپ کے حالات سننے کا ثابت ہوا غرض حق تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب ومحبوب ہونا معلوم ومفہوم ہوا ایقاظ سینتیسویں فصل میں وہ وقائع مذکور ہوئے ہیں کہ وہاں درود شریف پڑھنا خلاف ادب ہے اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ذکر شریف بھی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف ہوگا جیسا بعض بے احتیاطوں سے آجکل اس میں بعض منکرات کو ضم کر لیا ہے وہ سوءِ ادب ونامشروع ہوجاویگا خلاصہ یہ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے

ابو النفس ایہا الاصحاب	طرق العشق کلہا اداب

مِنَ القَصِیدَة

خدمته بمدیح استقیل به	ذنوب عمر مضی فی الشعر والخدم
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بذریعہ مدح ونعت خدمت کی کہ میں اسکے ذریعہ سے اس عمر کے	گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو شعر گوئی اور اربابِ دنیا کی خدمت میں اور مدح دنیا میں گذاری -
ومنذ الزمت افکاری مدائحه	وجدته لخلاصی خیر ملتزم
اور جب سے میں نے تعریفات حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے افکار کو لازم کر دیے ہیں تو میں نے	اسکو اپنی نجات کے لیے نہایت عمدہ مصاحب اور رضامند پایا ہے -

ولن يفوت الغنى منه يدا تربت	ان الحيا ينبت الازهار في الاكم

اور وہ تونگری جو بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی و محروم نہیں چھوڑیگی بلکہ سب کو مالا مال کر دیگی کیونکہ آپکا فیض مثل بادل کے ہے کہ وہ زمینہای نالائق زراعت کو جسمیں اسکا پانی بخوبی ٹھہرتا ہی ترو تازہ کرتا ہی اس میں اشارہ ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور بعض مقامات کے ہیں ناامید نہ ہونا چاہیے۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا	على حبيبك خير الخلق كلهم

چالیسویں فصل زیارت فی المنام کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جسکو بیداری میں دولت صرف نصیب نہیں ہوا اُسکے لیئے بجائے اُسکے خواب میں زیارت سے مشرف ہونا مایۂ تسلی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمی دولت کبری ہی اور اس سعادت میں اکتساب کو اصلا دخل نہیں محض موہوب ہی لنعم ما قیل ؎

این سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدای بخشندہ

ہزاروں کی عمریں اس حسرت میں ختم ہوگئیں البتہ غالب یہ ہی کہ کثرت درود شریف و کمال اتباع سنت و غلبۂ محبت پر اسکا ترتب ہوجاتا ہی لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہیں اسلیئے اسکے نہ ہونے سے مغموم و محزون نہ ہونا چاہیئے کہ بعض کے لیئے اسی میں حکمت و رحمت ہی عاشق کو رضاء محبوب سے کام خواہ وصل ہو تب اور ہجر ہو تب وللہ در من قال ؎

اريد وصاله ويريد هجري	فاترك ما اريد لما يريد

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضای دوست طلب	کہ حیف باشد ازو غیر او تمناے

اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہوگئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہوگی کیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے صورۃً زائر معنیً مہجور اور بعضے صورۃً مہجور جیسے اویس قرنی معنیً قریب سے سرور نہ تھے اب بعض روایات مشکوۃ سے اس زیارت کی فضیلت میں لکھی جاتی ہیں پہلی روایت حضرت ابوہریرہؓ

له گر حضور مت ملاق شکر است + سے مرادی سے مراد و ہر است ۱۲ منہ

سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے مجھ کو خواب مین دیکھا اُس نے
مجھ کو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت مین متمثل نہین ہو سکتا روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے **دوسری روایت** حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے مجھ کو (خواب مین) دیکھا اُسنے امر واقعی دیکھا (یعنی مجھ کو ہی
دیکھا) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** ان دونون حدیثون کا ایک ہی حاصل
ہی مشکوۃ کے حاشیہ مین سید رحمۃ اللہ تعالی سے اس باب مین دو قول نقل کیے ہین کہ
اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے مگر قلب مین علم ضروری کے طور پر یہ بات
القاء ہو جاوے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو آیا یہ رویت بھی صحیح ہی یا نہین
بعضون نے اسکو بھی صحیح کہا ہی اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہی کہ یا تو یہ اس دیکھنے
والے کی کمی ہی جیسے مکدر آئینہ مین صاف چہرہ بھی مکدر نظر آتا ہی یا بعض آئینون مین
صورت ٹیڑھی نظر آتی ہی تو وہ صورت تو واقعی اُس مرئی کی ہی مگر خرابی آئینہ مین ہی اور یا
یہ وجہ ہی کہ وہ صورت حقیقت مین روح مقدسہ کی مثال ہی اور مثال کے لئے اصل صورت
پر ہونا ضرور نہین اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہی اور نووی نے بھی یہی کہا ہی واللہ
اعلم **تیسری روایت** حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ کو خواب مین دیکھے وہ مجھ کو بیداری مین بھی دیکھیگا کیونکہ
شیطان میری صورت نہین بن سکتا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** اس مین
بشارت ہی اس خواب دیکھنے والے کے لیے حسن خاتمہ کی چنانچہ بزرگان دین نے ایسے
خواب کی یہی تعبیر دی ہی کہ اس شخص کا خاتمہ بالخیر ہو گا یہی معنی ہین حضور کے اس ارشاد کے
کہ وہ بیداری مین بھی دیکھیگا یعنی آخرت مین مجھ سے اُسکو قرب ہو گا اور یہ ظاہر ہی کہ جیسے اعمال
بشرہ مفید ہین ایمان وتقوی کے ساتھ اسی طرح احوال بشرہ بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال
کا اس مین کیا دخل ہوا سو بات یہ ہی کہ ایسے احوال غالبًا دلیل بشارت ہین نہ کہ علت پس
انکا دخل مرتبہ علامت مین ہی **تنبیہ** اگر خواب مین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد
فرمائین تو اگر وہ امر مشروع ہی عمل کیا جاویگا اور اگر غیر مشروع ہی تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہی

رہا یہ کہ عمل کرنے کے لیے سبب مشروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رویا کے بھی تھا۔ گویا کا کیا اثر ہوا۔ جو بات یہ ہی کہ رویا سے اسکا تاکد اس شخص کے حق مین بڑھ جاویگا واللہ اعلم **من القصیدۃ**

نعم سری طیف من اھوی فأرقنی	والحب یعترض اللذات بالألم
ان رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کر دیا	اور حقیقت یہ ہے کہ محبت بھی لذتوں پر الم کا اثر ڈالتی ہی
وکیف تدرک فی الدنیا حقیقتہ	قوم نیام تسلوا عنہ بالحلم
[illegible] خیال حد سے برتر ہے حقیقت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کس طرح دریافت کرسکتے ہیں [illegible]	[illegible] ہمارے [illegible] خواب میں زیارت ہوسکے اور [illegible] تا کہ [illegible] اتباع نہ چھوڑ دے
یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلھم

فصل اکتالیسوین اور یہ آخری فصل ہی حضرات صحابہ و اہل بیت و علما کی محبت و عظمت مین

جیسا کہ ظاہر ہی کہ محبوب کے متعلقین طبعاً محبوب ہوتے ہین خاصکر وہ متعلقین جو محبوب کے محبوب اور ممدوح بھی ہون پھر خصوص جبکہ اسکے ساتھ انکے ساتھ محبت رکھنے کے لیے خود محبوب کا حکم بھی ہو تو وہ شرعاً بھی محبوب ہونگے اور سب سے بڑھکر [illegible] ہین کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ رہی ہو تو محبوب کے قائم مقامون کو ہی غنیمت سمجھنا چاہیے بقول مولانا رومی ؎

چونکہ شد خورشید وما را کرد داغ	چارہ نبود در مقامش جز چراغ
چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب	بوی گل را از کہ جوئیم از گلاب

ان وجوہ پر نظر کرکے یہ حکم بالکل صحیح ہوگا کہ جن لوگون کو ان حضرات کے ساتھ محبت اور تعلق نہ ہو اسکا دعوی حب نبوی کے باب مین محض غلط ہوگا اب اسکے متعلق بعض روایات[1] مذکور ہوتی ہین **فضائل صحابہ پہلی روایت** حضرت عمرؓ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب مین بہتر ہین

[1] اس فصل کی سب روایات مشکوۃ کی ہین ۱۲ منہ

روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت
ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے
بارہ مین میرے بعد اُنکو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا جو شخص اُن سے محبت کریگا وہ
میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کریگا اور جو شخص اُن سے بغض رکھیگا وہ میرے
بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھیگا اور جو اُنکو ایذا دیگا اُسنے مجھ کو ایذا دی اور جسنے
مجھ کو ایذا دی اُسنے اللہ تعالی کو ایذا دی اور جسنے اللہ تعالی کو ایذا دی بہت جلد
اللہ تعالی اُسکو پکڑیگا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** جو شخص اُن سے محبت کریگا
الخ اسکا مطلب یہ ہو کہ ان سے محبت رکھنا اس سبب سے ہوگا کہ اس شخص کو مجھ سے
محبت ہوگی تو میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہو اسی طرح اُن سے بغض رکھنا
بھی اسکی علامت ہوگی کہ اس شخص کو مجھ سے بغض ہو اس لیے میرے مخصوصین سے
بھی بغض ہو کیونکہ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو اُن سے بغض کیون ہوتا بلکہ وہ میرے
محبوب اور ممدوح بھی ہین **تیسری روایت** حضرت ابوسعید خدری رض سے روایت
ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو برا مت کہو کیونکہ اگر تم مین
کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مد یعنی ایک سیر
اور بلکہ نصف مد کے درجہ کو بھی نہ پہونچے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ف**
یعنی ثواب مین برابر نہو **فضائل اہل بیت** **پہلی روایت** حضرت ابن عباس رض
سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی سے اس لیے
(بھی) محبت رکھو کہ وہ تم کو نعمتین کھانے کو دیتا ہو اور مجھ سے محبت رکھو خدا تعالی
کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالی جب محبوب ہین اور مین اُس کا
رسول و محبوب ہون اس لیے مجھ سے محبت رکھو) اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو
میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب مین محبوب ہون اور اہل بیت
میرے منتسب و محبوب ہین تو اُن سے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے
دوسری روایت حضرت ابوذر رض سے روایت ہو کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال تم مین ایسی ہی جیسے نوح علیہ
السلام کی کشتی جو شخص اس مین سوار ہوا اُسکو نجات ہوئی اور جو شخص اُس سے جدا رہا
ہلاک ہوا روایت کیا اس کو احمد نے **ف** یعنی ان (اہل بیت) کی محبت و متابعت
موجب نجات ہی اور بغض و مخالفت سبب ہلاک **تیسری روایت** حضرت
زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ مین تم مین ایسی (دو) چیزین چھوڑتا ہون کہ اگر تم انکو تھامے رہو گے تو کبھی میرے
بعد گمراہ نہ ہو گے اور ان مین ایک چیز دوسری سے بڑی ہی ایک تو کتاب اللہ کہ وہ
رسی ہی آسمان سے زمین تک اور میری عترت یعنی اہل بیت اور ایک دوسرے سے
کبھی جدا نہ ہونگے یہانتک کہ دونون میرے پاس حوض پر پہونچینگے سو ذرا خیال رکھنا
کہ میرے بعد اُن دونون سے کیا معاملہ کرتے ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف**
کتاب اللہ سے مراد احکام شریعت ہین جو دلائل اربعہ سے ثابت ہین جنکے ماخذ مین
صحابہ و اہل بیت و فقہا و محدثین سب داخل ہین جیسا کہ خود ارشاد نبوی ہی کہ اُن دو
شخصون کا اقتدا کرنا جو میرے بعد ہونگے ابو بکر رض اور عمر رض روایت کیا اسکو ترمذی
نے حضرت حذیفہ سے اور جیسا ارشاد ہی کہ میرے اصحاب مثل ستارون کے ہین جسکا
اقتدا کروگے ہدایت پاجاؤگے روایت کیا اسکو رزین نے حضرت عمر رض سے اور جیسا
کہ حق تعالیٰ کا عام ارشاد ہی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون کہ اس مین سب علماء
داخل ہوگئے اور کتاب اللہ کا اطلاق مطلق حکم شرعی پر خود حدیث مین ہی کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ مین فرمایا کہ مین تمھارے درمیان کتاب اللہ کے موافق
فیصلہ کرونگا اسکے بعد آپ نے رشوت واپس دلوائی اور ایک شخص کو سو تازیانون
اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا دی اور عورت کے لیے بشرط اُسکے اعتراف کے
رجم تجویز فرمایا صحیحین مین یہ روایت ہی حالانکہ ان احکام مذکورہ مین سے بعض قرآن مجید مین
نہین ہین پس تمسک کتاب اللہ سے مراد حدیث مین تمسک باحکام شرعیہ ہوا اور
تمسک بالعترۃ سے مراد محبت اہل بیت کی ہوئی کہ وہ بھی واجبات ایمانیہ سے ہی جیسا کہ

حضرت عباس رضہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کے قلب مین ایمان داخل نہ ہوگا جب تک تم لوگون سے (کہ میرے اہل بیت ہو) اللہ اور رسول کے واسطے محبت نہ رکھے روایت کیا اسکو ترمذی نے عبدالمطلب بن ربیعہ سے پس حاصل حدیث کا دو چیزون کی تاکید ہی احکام شرعیہ پر عمل کرنا اور حضرات اہل بیت سے محبت رکھنا اور اہل بیت مین حضرات ازواج مطہرات بھی داخل ہین چنانچہ قرآن مجید مین ازواج کے خطاب کے درمیان مین ارشاد ہی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت اور حدیث افک مین خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضہ کے بارہ مین فرمایا واللہ ماعلمت علی اہلی من سوء فقط پھر لغت بھی اسکا مساعد ہی پھر اس مین کوئی شبہہ کی گنجائش نہین پس ان سے بھی محبت رکھنا واجب ہوا اور اگر کوئی شخص اسپر بھی قرآن وحدیث مین دور از کار تاویلین کیے جاوے تو دوسرے دلائل سے انکی فضیلت و وجوب محبت ثابت ہی چنانچہ حدیثون مین بکثرت انکے مناقب مذکور ہین قرآن مجید مین انکو امہات المومنین فرمایا ہی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی خدمت کرنے والے کی مدح فرمائی ہی چنانچہ حضرت ام سلمہ رضہ سے روایت ہی کہ آپ نے اپنے ازواج سے فرمایا کہ تم لوگون کے ساتھ میرے بعد جو شخص سلوک کریگا وہ بڑا سچا اور نکوکار ہی روایت کیا اسکو احمد نے **فضائل علماء ورثۃ الانبیاء** یعنی جو علماء باعمل ہین اور دین کی اشاعت وخدمت اور اہل دین کی روحانی تربیت کرتے ہین کیونکہ یہی کام تھا حضرات انبیاء علیہم السلام کا ورنہ علماء بے عمل کی سخت مذمت بھی آئی ہی چنانچہ ارشاد ہی کہ جو شخص اس غرض سے علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ کریگا یا جہلاء سے مجادلہ کریگا یا لوگون کو اپنی طرف متوجہ کریگا اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ مین داخل کریگا اور فرمایا ہی کہ جو شخص علم دین کو دنیا کے کسی مطلب کے لیئے حاصل کریگا وہ قیامت مین جنت کی خوشبو بھی نہ پاویگا اور فرمایا ہی کہ جہنم مین ایک وادی ہی جس سے جہنم ہر روز چارسو بار پناہ مانگتا ہی اور اس مین ریاکار علماء داخل ہونگے

---

[۱] اس سے جواب نکل آیا کہ بعض سید صحیح النسب سنت کے خلاف ہوتے ہین تو انسے محبت رکھین یا نہ رکھین تقریر جواب کی ظاہر ہی کہ یہ محبت اللہ ورسول کے سبب سے ہی جب کوئی شخص اللہ ورسول ہی کا مخالف ہی تو اس سے محبت بھی نہ ہوگی ۱۲ منہ

اب علما ربا عمل کے فضائل کی روایات مذکور ہوتی ہین **پہلی روایت** کثیر بن قیس سے حضرت ابو الدردا سے ایک بڑی حدیث مین روایت کیا ہو کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عالم کے لیئے تمام مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی مین مچھلیان استغفار کرتی ہین اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہو جیسے چودھوین رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کواکب پر اور علما وارث ہین انبیا کے اور انبیا نے دینار اور درہم میراث مین نہین چھوڑا صرف علم کو میراث چھوڑا ہو سو جس نے اسکو حاصل کیا اس نے پورا حصہ حاصل کیا روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے **دوسری روایت** حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو مجلسون پر ہوا جو آپ کی مسجد مین بیٹھے تھے (ان مین ایک عابدون کی مجلس تھی اور دوسری عالمون کی) آپ نے فرمایا دونون اچھے ہین اور ان مین ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہو سو یہ لوگ (یعنی عابد) جو ہین تو اللہ تعالی سے دعا کرتے ہین اور اسکی طرف التجا کرتے ہین سو اگر چاہے انکو دے اور اگر چاہے نہ دے اور یہ دوسرے لوگ یعنی عالم جو ہین تو دین کے احکام یا قرآن یا علم کی باتین سیکھ رہے ہین اور جاہل کو سکھلاتے ہین سو یہ زیادہ افضل ہین اور مین بھی تعلیم کنندہ ہی ہوکر مبعوث ہوا ہون پھر آپ ان لوگون مین بیٹھ گئے (تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ جماعت خاص آپ کی ہو) روایت کیا اسکو دارمی نے **تیسری روایت** حضرت حسن بصری سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصون کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل مین تھے ایک تو وہ تھا کہ فرض (مع اسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگون کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو ان مین کون افضل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض (مع اسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگون کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اسکی فضیلت اس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی ہی جیسی میری فضیلت تم مین سے ادنی شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے ف ان احادیث سے علماء کا

جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر ہی پہلی روایت مین تو وارث کا لفظ مصرح ہے دوسری روایت مین آپ کا اُن مین بیٹھ جانا اس انتساب خاص پر صاف دال ہی اور تیسری روایت مین فضیلت مین عالم کو اپنے ساتھ تشبیہ دینا اس اختصاص کی واضح دلیل ہی اور حضرات صحابہ و آل و ازواج کا تعلق الحمد للہ بالکل محتاج تنبیہ نہین ہی ان سب جماعتون سے محبت رکھنا ثمرہ ہی محبت نبویہ کا ۔

هم جماعة من الخلق ايدهم	رب السماء بتوفيق وايثار
یہ حضرات ایک جماعت ہین مخلوق کی کہ تائید فرمائی ہی انکی	رب سما وات نے توفیق و ایثار سے ساتھ
فحبهم واجب يشفي لسقم به	فمن احبهم ينجو من النار
سو انکی محبت واجب ہی کہ مریض اس سے شفا پاتا ہی سو جو	شخص ان سے محبت کرتا ہی وہ آتش دوزخ سے نجات پاویگا
يا رب صل وسلم دائما ابدا	على حبيبك مولانا بلا كدار

خاتمہ اس مین بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہین

مضمون اول متعلق فصل سوم جس مین درود شریف کی فضائل مذکور ہین

مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالۂ زاد السعید[1] سے چہل حدیث درود شریف کی بعینہٖ نقل کردی جاوے تاکہ اس رسالہ کے پڑھنے والے ختم پر ان سب صیغون کو کم از کم ایک بار پڑھ لین کہ فصل ۳ پر ساتھ کے ساتھ عمل بھی ہو جاوے ۔ وہو ہذا

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ و سلام

صیغ الصلوٰۃ

حدیث اول اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَآئِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ

[1] سند اسکی زاد السعید ہین مرقوم ہی ۱۲ منہ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَہٗ اَبَدًا (۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۶) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۷) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۹) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۰) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ

عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ وَاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ (۲۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ (۲۴) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲۵) وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

صِيَغُ السَّلَامِ

(۲۶) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۲۷) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۲۸) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اَلطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۲۹) اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ (۳۱) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۲) بِسْمِ اللّٰهِ

وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا

وَّنَذِيْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ

(۳۳) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوٰتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا

النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (۳۴) بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اَلصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ

اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى

عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(۳۵) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (۳۶) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ

الصَّلَوٰتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

الصَّالِحِيْنَ (۳۷) اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (۳۸) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰتُ

الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۹ ۳ اَلتَّحِيَّاتُ
الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۰ ۴ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

مضمون دوم متعلق فصل سوم مین آپکے ساتھ توسل حاصل کرنیکی برکت مذکورہی

عطر الوردہ مین قصیدہ بردہ کے برکات مین لکھا ہی کہ صاحب قصیدہ یعنی امام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہ کو فالج ہوگیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہوگیا اُنھون نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوے آپ نے اپنا دست مبارک اُنکے بدن پر پھیر دیا یہ فورًا شفایاب ہوگئے اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُسنے درخواست کی کہ مجھکو وہ قصیدہ سنا دیجیے جو آپ نے مدح نبوی مین کہا ہی اُنھون نے پوچھا کونسا قصیدہ اُسنے کہا جسکے اول مین یہ ہی امن تذکر جیران بذی سلم انکو تعجب ہوا کیونکہ اُنھون نے کسی کو اطلاع نہین دی تھی اُس درویش نے کہا کہ واللہ مین نے اسکو اسوقت سنا ہی جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے سو اُنھون نے یہ قصیدہ اُس درویش کو دیدیا اور اس قصہ کی شہرت ہوگئی اور شدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاء الدین وزیر ملک ظاہر کو پہونچی اُسنے نقل کرایا اور وہ اور اُسکے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اُنھون نے بڑے بڑے آثار اسکے اپنے دنیوی و دینی امور مین دیکھے اور سعد الدین فارقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا آشوب چشم مین مبتلا ہوا کہ قریب تھا آنکھین جاتی رہین کسی نے خواب مین کہا کہ وزیر کے پاس جاکر اُس سے قصیدہ بردہ لیکر آنکھون پر رکھو چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اسکو پڑھا فی الفور اللہ تعالی نے اُسکو شفا بخشی

اور رسالہ نیل الشفا مؤلفہ احقر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات وخواص مذکور ہیں جب صرف اُن الفاظ میں جو کہ آپ کے معنی وروح کی صورت ومثال ہیں اور پھر اُن نقوش میں جو کہ اُن الفاظ پر دال ہیں اور اُس ملبوس میں جو کہ آپ کی نعال ہیں اور پھر اُن نقشوں میں جو کہ اُن نعال کی تمثال ہیں سو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات واسماء جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اُسکے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہ ہوگا ۵

نام احمد چون چنین یاری کند	تا کہ نوزش چون مددگاری کند
نام احمد چون حصاری شد حصین	تا چہ باشد ذات آن روح الامین

مضمون سوم متعلق فصل ۳۹ و ۴۰ - ہیں بعضے درود شریف کے صیغے

جنکو زیارت نبوی فی المنام میں بزرگوں کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہی مذکور ہیں اور زیارت فی المنام کی حالت میں بعض صلحا نے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سنے ہیں وہ بھی مذکور ہیں اس لیئے یہ مضمون کہ دو جزو میں ہی مجموعہ فصلین کے متعلق ہوگیا جزو اول منقول از زاد السعید شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھا ہی کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پاوینگے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ دیگر شیخ موصوف نے لکھا ہی کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہی صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ دیگر نیز شیخ موصوف نے لکھا ہی کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ

بِتَوجِیہِ الْاِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ اَعْیَانِ خَلْقِکَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِیَائِکَ صَلوٰۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِکَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِکَ لَا مُنْتَہٰی لَہَا دُوْنَ عِلْمِکَ صَلوٰۃً تُرْضِیْکَ وَتُرْضِیْہِ وَتَرْضٰی بِہَا عَنَّا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

دیگر اسکو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیئے شیخ نے لکھا ہی اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَامَ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول مین قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتون سے بچنا ہی **جزو ثانی** اس مین دو خواب ہین رویاء **اول** منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح محتاط شہر الہ آباد کے آدمی ہین کانپور مین اس زمانہ مین دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب ذکر مولد شریف مرقومہ اصلاح الرسوم پر وہان غوغا تھا اور مجھ کو بذریعہ خط کے رجب ۱۳۱۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۱ء مین اطلاع دی گو دلائل شرعیہ کے ہوتے ہوے اسکی حاجت نہین مگر فطری طور پر رویائے صالحہ سے ایک خاص طور کی قناعت طبائع مین ضرور پیدا ہو جاتی ہی وہ لکھتے ہین تین چار روز ہوے مین نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہی کہ مین کسی مکان غیر معروف مین ہون ایک براق آنکر اس مکان کے دروازے پر ٹھہرا ہی لوگ کہہ رہے ہین کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہی تھوڑی دیر کے بعد مین نے دیکھا کہ حضور سرور عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہین ایک نقاب چہرۂ مبارک پر پڑی ہوئی ہی حضور میرے قریب تشریف لاکر رونق افروز ہوے ہین میری حالت اسوقت یہ تھی کہ گویا مین سو نہین رہا جاگ رہا ہون اور حضور کی رونق افروزی کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان مین حائل ہی کہ مین حضور کی زیارت تو نہین کرسکتا مگر حضور کے کلام مبارک کی آواز برابر مین سنتا ہون اب یا تو مین نے یا کسی اور حاضرین دربار نے مجھ کو یہ یاد نہین ہی حضور سے عرض کیا کہ آجکل کانپور مین بہت شورش ہو رہی ہی اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کر رہے ہین اسکی کیا اصلیت ہی اسکے جواب مین حضور نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے

لکھا ہی وہ صحیح ہی اور اسکے بعد حضور نے صرف مجھ کو مخاطب کرکے فرمایا ہی کہ اشرف علی سے کہدینا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہی وہ بالکل صحیح ہی مگر یہ وقت ان باتون کے لکھنے کے لیئے مناسب نہین ہی۔ یہ آخر کا فقرہ اسقدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے سنا اور غالباً کسی دوسرے نے حاضرین مین سے نہین سنا۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا اور رہا شنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ تھی اسقدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت ان باتون کے لکھنے کے لیئے مناسب نہین ہی الخ براہ شفقت و بطور رخصت ہی حکم اور عزیمت نہین علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی مین اسکا قرینہ موجود ہی یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا مقتضا تو ظاہر ہی کہ اعلان ہی۔ میری اس راے کی تقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ سے بھی ہو چکی ہی رویاء ثانیہ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ شفاق رسول تھانوی مولد آ و بڑ و تی مسکنا نے (جو وضوح و صدق رویا مین خاص مناسبت رکھتے ہین) دیکھا اور یہ حافظ صاحب ذکر مولد شریف کے از حد شائق و راغب ہین اس لیئے بالخصوص اس مین تصرف خیال کا قطعاً بھی احتمال قطع ہی وہ لکھتے ہین حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین دونون پاے مبارک دراز کیئے ہوے اور رضا ئی سفید پانون سے گردن تک ڈالے ہوے ہین اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہی اور سفید جبہ زیب بدن ہی کمترین نے سامنے جاکر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کرکے شفاعت چاہیے ہم اُسکی شفاعت نہین کرینگے ہم اسکے شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کریگا۔ اس سے تائید مدعا کی مع زیادت ہوتی ہی اور وہ زیادت یہ ہی کہ اگرچہ مین تمام تر رعایات و شرائط بھی ملحوظ ہون تب بھی وہ اتباع سے درجہ متاخر مین ہی اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہون اور اسکے ختم کے ساتھ رسالہ القاسم کے ایک مضمون کو جو کہ ماہ ربیع ۱۳۲۹ھ[1] کے پرچون مین بذیل عنوان اصلاح معاملہ بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنے کا ارادہ ہی مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہون کہ وہ اس تمام تر رسالہ کی غرض کا گویا ملخص ہے مضمون خاتمہ کا

[1] چنانچہ وہ موافق ارادہ کے شائع ہو گیا ۱۲ منہ

ختم ہوا اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا اور عجب اتفاق ہی کہ اس وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ سہ شنبہ کا دن دوسرا عشرہ ہی[1] والحمد للہ اولا واخرا والصلوٰۃ علی رسولہ باطنا وظاہرا وعلی الہ وصحبہ الذین کل منہم کان طیبا وطاہرا ما دام الغیث متقاطرا والسحاب متماطرا وکان ہذا فی ۲۹ سنہ من الہجرۃ المبارکۃ

من خاتمۃ الروض

صلی وسلم من اولاہ کل علا
آپ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرماوے وہ ذات پاک جسنے آپکو ہر قسم کا علو عطا

علیہ ما جن لیل وبدا سحر
فرمایا ہی جبتک کہ شب تیرہ ہوتی رہے یا سحر ظاہر ہوتی رہے

والہ الغر والاصحاب اجمعہم
اور آپ کی آل پر انوار پر اور آپ کے سب اصحاب پر

العابدین باخلاص کما امروا
جو اخلاص کے ساتھ موافق امر الٰہی کے عبادت کرنیوالی ہیں

والتابعین باحسان لہم وکذا
اور انپر جو کہ اخلاص کے ساتھ انکے تابعین ہیں اور اسی طرح

یعم فضلا الٰہی کل من حضروا
ای اللہ وہ سلام کل حاضرین کو اندراہ فضل عام ہو

واذن لسحب صلاۃ منک دائمۃ
اور رحمت دائمہ کے ابرون کو اجازت فرما کہ وہ جناب نبوی

علی النبی بمنہل ومنسجم
صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ریزان و برستے رہیں

[1] اور بعض اسباب سے مثل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی اور ہتی پھر دوسری طرح بدلی گئی ۱۲ منہ [2] اور آغاز کے وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ مگر دوشنبہ کا دن عشرہ پہلا تھا اور اس میں عجب لطیفہ پیدا ہوا یعنی شروع کو تو ولادت شریفہ سے مناسبت ہی اور وہ دوشنبہ کا دن اور بعض کی تصحیح پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریفہ سے مناسبت ہی اور وفات کو دفن سے منتہی سمجھا جاتا ہی اور اسکا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہی اور بقول مشہور وہ دوسرا عشرہ تھا اور مہینہ دونوں واقعون کا ربیع الاول تھا پس رسالہ کی ابتدا و انتہا کو آپکے ظہور جسمانی کے ابتدا و انتہا سے کیسی اتفاقی مناسبت واقع ہوئی ۱۲ منہ

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ هُمُ ۔ اَهْلُ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان لوگوں پر ۔ جو انکے تابع ہین جو سب صاحبان تقوی اور حلم و کرم ہین

ثُمَّ الرِّضٰى عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعَنْ عُمَرٍ ۔ وَعَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عُثْمَانَ ذِي الْكَرَمِ[1]

پھر رضائے حق ہو ابو بکر رضہ سے اور عمر رضہ سے ۔ اور علی رضہ سے اور عثمان رضہ ذی الکرم سے

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيْحُ صَبًا ۔ وَاَطْرَبَ الْعِيْسَ حَادِي الْعِيْسِ بِالنَّغَمِ

اور ابرہائے رحمت اسوقت تک برستے رہیں جب تک ۔ اور جب تک حدی خوان شتران سفید رنگ مائل بسرخی کو

تمام ٹہنیاں درخت بان کو باد شرقی یعنی پروا ہلاتی رہے ۔ اپنے نغمون سے خوش کرے یعنی ہمیشہ ۱۲ عطر الوردہ

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِهَا ۔ سَاَلْتُكَ الْخَيْرَ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ

سو مغفرت فرمائیے اس قصیدہ کے کہنے والے کی اور سننے والے کی ۔ مین آپ سے خیر کا سوال کرتا ہون اے صاحب جود و کرم کے

[1] تقدیم نام علی رضہ کی نام عثمان رضہ پر بضرورت وزن شعر کے ہے ۱۲ منہ

تمت

خدا کے فضل و کرم سے **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب** یعنی سوانحعمری
حضور سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مصنفہ حکیم الامۃ حضرت مولانا
اشرف علی صاحب مدظلہ العالی حسب فرمائش عم مکرم حاجی **محمد بشیر** صاحب مالک
مطبع **احمدی** اول بار کمترین حسین مرزا کے اہتمام سے مطبع احمدی لکھنؤ مین چھپکر
ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ مین شائع کیگئی

حقوق العلم مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب قبلہ

آج کل زمانہ کی حالت جیسی دگرگون ہو گئی ہی نا گفتہ بہ ہی اور آجکل علوم دین کی طرف سے
جیسی عام بے رغبتی ہو گئی ہی بالکل ظاہر ہی علوم دین کے قدردانوں کو عوام نے جسقدر
غلط الزامات اور بیجا اعتراضات کا تختۂ مشق بنا رکھا ہی اس مین انصاف کا ناحق خون
کیا گیا ہی لیکن ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * عوام کی اس ناقدری
سے علوم دین مین کسی طرح کا نقص نہین ثابت ہو سکتا۔ اہل انصاف پر یہ بات آفتاب
نصف النہار کی طرح تابان اور درخشان ہی کہ ان تمام خرابیون کی اصل عوام کی غلط فہمی
اور حقوق علوم دین اور حالات علماے دین سے محض ناواقف اور بے خبر ہونے پر
مبنی ہی چونکہ علم دین بقاے اسلام کے لیئے موقوف علیہ اور اعلاے کلمۃ اللہ کے لیئے
علت تامہ اور سبب ہی اسوجہ سے اس بات کی ازحد ضرورت تھی کہ عوام کی اس غلط فہمی
کیلیئے کوئی مناسب نسخہ تجویز کیا جائے جو ان خرابیون کے دفعیہ کے لیئے مفید ہو یعنی عوام
کو علوم دین کے حقوق اور اسکے مفید نتائج سے آگاہ کرے اور علماے دین کے صحیح حالات
کا عمدہ فوٹو انکی نظرون کے سامنے پیش کر دے چنانچہ اس ضرورت کی تکمیل کے لیئے حامی
السنۃ ماحی البدعۃ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ایک
نہایت اکسیر نسخہ تجویز فرما کر حقوق العلم کے نام سے موسوم فرمایا ہی اور احقر نے عامۂ خلائق
کی نفع رسانی کے خیال سے اس مفید وہی نسخہ کو شائع کرنے کے واسطے حضرت مصنف
ممدوح سے اجازت کامل حاصل کر کے اپنے مطبع احمدی مین طبع کرایا ہی۔ کتابت صحت
اور کاغذ کی عمدگی کا بھی اہتمام کیا گیا ہی قیمت اس گوہر بے بہا کی باوجود ان تمام خوبیون کے
محض نفع عام کے خیال سے صرف چار آنہ ہی رکھی گئی ہی شائقین جلد طلب فرمائین علاوہ اسکے
ہر قسم کی کتابین بذریعہ ویلو پے ایبل روانہ ہو سکتی ہین فہرست کتب ۱ کا ٹکٹ آنے سے مفت روانہ کیجاتی ہی

المشتہر

حاجی محمد بشیر تاجر کتب و مالک مطبع احمدی لکھنؤ وکٹوریہ گنج